دجال

علیم الحق حقی

ڈیانا سے تو سانس بھی نہیں لی جا رہی تھی۔ ''انہوں......انہوں نے ہمیں ڈھونڈا کیسے؟''

''مجھے نہیں معلوم۔'' کیلی نے کہا۔ ''لیکن یہ ذہن میں رکھو کہ ہمارا پالا کس سے پڑا ہے۔''

وہ دونوں دیر تک خاموش بیٹھی رہیں۔ خوف دھیرے دھیرے ان کے وجود میں سرایت کر رہا تھا۔

پھر ڈیانا نے ہی خاموشی توڑی۔ ''جب تم ٹینر کنگسلے سے اس کے آفس میں ملیں تو اس نے تمہیں کچھ دیا تھا؟''

کیلی نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں۔ تمہیں کچھ دیا تھا اس نے؟''

مگر پھر ان دونوں کو ایک ہی لمحے خیال آیا۔ انہوں نے بہ یک وقت کہا۔ ''اس کا وزٹنگ کارڈ!''

انہوں نے اپنے اپنے بیگ کھول کر ٹینر کنگسلے کا دیا ہوا کارڈ نکالا۔ ڈیانا نے اپنا کارڈ پھاڑنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ تو مڑ بھی نہیں رہا تھا۔ ''اس میں یقیناً کوئی چپ موجود ہے۔'' ڈیانا نے تند لہجے میں کہا۔

کیلی بھی کارڈ کو موڑ رہی تھی۔ ''میرے کارڈ میں بھی چپ ہے اور اسی کی مدد سے وہ خبیث ہر جگہ پہنچتے رہے ہیں۔''

ڈیانا نے کیلی کا کارڈ بھی چھپٹ لیا۔ ''مگر اب یہ نہیں ہوگا۔''

کیلی دیکھ رہی تھی۔ ڈیانا پارک سے نکلی اور دونوں کارڈ اچھال کر سڑک پر پھینک دیئے۔ ایک منٹ میں متعدد گاڑیاں دونوں کارڈز کے اوپر سے گزر گئیں۔

دور سے سائرن کی بہ تدریج قریب آتی آواز سنائی دے رہی تھی۔

کیلی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''چلو ڈیانا، اب ہم یہاں سے نکل لیں۔ اب وہ ہمارا پیچھا نہیں کر سکیں گے۔ اب ہم عافیت سے رہیں گے۔ میں تو پیرس جا رہی ہوں۔ تم اپنی سناؤ۔ تم کیا کرو گی؟''

''یہ سمجھنے کی کوشش کروں گی کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔''

''محتاط رہنا۔''

''تم بھی۔''

ڈیانا ایک لمحے کو ہچکچائی۔ ''کیلی......شکریہ۔ تم نے میری جان بچائی۔''

کیلی کھسیا گئی۔ ''میں نے تم سے ایک جھوٹ بولا تھا۔ اس پر میں شرمندہ ہوں۔''

''کیا......؟''

''تم بہت اچھی تصویریں بناتی ہو۔ مجھے پسند آئی تھیں۔ تم بہت اچھی آرٹسٹ ہو۔''

ڈیانا مسکرائی۔ ''شکریہ۔ میں نے بھی تمہارے ساتھ خراب رویہ رکھا تھا۔ سوری۔''

''سوری تو مجھے کہنا چاہئے۔ میں نے تمہیں بہت ستایا ہے۔''

''چھوڑو ان باتوں کو۔'' ڈیانا نے اسے لپٹا لیا۔ ''مجھے تو خوشی ہے کہ ہم ملے......''

وہ کھڑی چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ الوداع کہنا کسی ایک کے لئے بھی آسان نہیں تھا۔

ڈیانا نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر اپنا موبائل فون نمبر لکھ کر کیلی کی طرف بڑھایا۔ ''کوئی مسئلہ ہو تو مجھے فون کر لینا۔''

کیلی نے بھی اپنا فون نمبر لکھ کر اسے دے دیا۔ ''یہ میرا نمبر ہے۔ اچھا خدا حافظ۔''

''خدا حافظ۔''

ڈیانا کیلی کو جاتے دیکھتی رہی۔ موڑ مڑنے سے پہلے کیلی نے پلٹ کر اسے دیکھا اور ہاتھ لہرایا۔ پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ڈیانا نے سر گھما کر اس طرف دیکھا، جہاں کبھی وہ کمرا تھا، جس میں انہوں نے ذرا دیر قیام کیا تھا، جہاں اب سیاہ گڑھا تھا، جسے ان کا مقبرہ ہونا تھا۔ خوش قسمتی نے انہیں بچا لیا تھا۔

ڈیانا کے جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی!

پیٹر اور ڈیمین میں ابتدا ہی سے گاڑھی چھننے لگی تھی۔ اس حد تک کہ کیٹ کو رقابت محسوس ہونے لگی اور اسے ڈیمین پر حیرت بھی ہوئی اور رشک بھی آیا۔ اس سے پہلے پیٹر نے کبھی کسی بالغ مرد کو اتنی آسانی سے قبول نہیں کیا تھا۔ عام حالات میں وہ یا تو چپ رہتا تھا یا پھر کاٹ دار گفتگو کرتا تھا۔ یا وہ ضرورت سے زیادہ نرم خو ہو جاتا تھا یا پھر جارحیت کا مظاہرہ کرتا تھا۔ لیکن ڈیمین کے ساتھ وہ بالکل نارمل رہتا تھا......خوش مزاج، پرکشش، محبت بھرا......جیسے ڈیمین کو وہ برسوں سے جانتا ہوں۔

وہ اتوار کا دن تھا۔ وہ ہائیڈ پارک میں تھے۔ اڑدھوں کے کیس کے باہر گھٹنوں کے بل جھکے ایک ماڈل سپر بوٹ سے کھیل رہے تھے۔ کیٹ انہیں دیکھ رہی تھی۔ بارہ سالہ پیٹر میں اتنی توانائی بھری ہے، یہ اس نے کبھی سمجھا ہی نہیں تھا۔ پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس کا بیٹا جوان ہو رہا ہے اور جوانی میں اپنے آں جہانی باپ جیسا خوب رو ہے۔

پیٹر کی دادی بڑے فخر سے کہا کرتی تھی کہ بڑا ہو کر رچرڈ جہاں سے گزرے گا، وہاں ٹوٹے ہوئے نسوانی دل بکھر جایا کریں گے۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

نئے پڑھنے والوں کے لئے

لندن میں امریکی سفیر رابرٹ تھورن کے بیٹے ڈیمیئن کی تیسری سالگرہ کی تقریب میں اس کی آیا پر اسرار انداز میں، سارے مہمانوں کے سامنے پھانسی لٹک جاتی ہے اور اس کو ڈیمیئن کے لئے پہلی بھینٹ قرار دیتی ہے۔ بعد ازاں ایک پادری رابرٹ سے ملتا ہے اور اس پر زور دیتا ہے کہ ڈیمیئن شیطان کا فرستادہ ہے اور وہ اس کو ہلاک کر دے، اسی میں پوری دنیا کی بھلائی ہے۔ پادری کی موت بھی رابرٹ کے سامنے ہی خوفناک طریقے سے ہوئی۔ ایک مقامی فوٹوگرافر بھی ان پر اسرار واقعات کو جان لیتا ہے اور وہ رابرٹ تھورن کو قائل کر لیتا ہے کہ ان کو سچائی جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے، وہ فادر اسپلر سے ملتے ہیں اور اس کی نشاندہی پر اٹلی میں ایک قصبے میں واقع قدیم قبرستان میں ڈیمیئن کی مبینہ ماں کی قبر میں ایک مادہ گیدڑ کو پاتے ہیں۔ اسرائیل کے ساحلی قصبے کے کھنڈرات میں مقیم راہب بوگن ہیگن رابرٹ کو بتاتا ہے کہ ڈیمیئن اصل میں دجال مسیح ہے اور وہ دنیا سے نیکی کا خاتمہ کرنے کیلئے شیطان کا اوتار ہے۔ وہ رابرٹ اور فوٹوگرافر حنیف کو چھ خنجر دیتا ہے جن کے ذریعے ڈیمیئن (اومن) کو مارا جا سکتا ہے، رابرٹ لندن واپس آتا ہے مگر ادھر بدی کی طاقتیں اس کی بیوی کو قتل کر چکی ہوتی ہیں۔ ڈیمیئن کو چرچ میں قربان گاہ کے سامنے ذبح کرنے کی کوشش میں رابرٹ تھورن بھی مارا جاتا ہے۔

اب رچرڈ تھورن، رابرٹ کا بھائی ڈیمیئن کو گود لیتا ہے، وہ اپنے بیٹے مارک اور ڈیمیئن کو امریکہ میں ایک آرمی اسکول میں داخل کرواتا ہے۔ وہاں ایک ٹیچر ڈیمیئن پر شک کرتا ہے اور ڈیمیئن سے اصرار کرتا ہے کہ وہ اپنی اصلیت سے اسے آگاہ کرے۔ ڈیمیئن اپنے سر پر موجود پیدائشی نشان چھ کے تین ہندسے جو شیطانی علامت ہوتی ہے دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ وہ کون ہے، اسی دوران کئی ناقابل توجیہہ اموات ہوتی ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ڈیمیئن کی راہ میں آڑے آتے ہیں۔ ڈیمیئن اپنے کزن مارک پر اپنی اصلیت ظاہر کر دیتا ہے اور اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ بھی اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے انکار پر مارک بھی دردناک موت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ڈیمیئن نوجوانی کی سرحدوں میں قدم رکھنے لگا تھا اور اس کے پیروکاروں کا حلقہ بڑھ رہا تھا، رچرڈ تھورن کو اپنے خاندانی عجائب گھر میں رابرٹ کے پاس سے پائے جانے والے خنجر اور کئی ثبوت ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ڈیمیئن اصل میں اس کا بھتیجا نہیں بلکہ دجال مسیح ہے اور اس کے بھائی، بھابھی اور بیٹے کے علاوہ درجنوں اموات کا ذمہ دار بھی ہے۔

وہ بھی ڈیمیئن کو مارنے کی کوشش کرتا ہے، مگر اس کی بیوی جو ڈیمیئن کی پیروکار بن چکی ہوتی ہے وہ اپنے شوہر رچرڈ کو قتل کر دیتی ہے۔ اب ڈیمیئن تھورن فیملی کا واحد وارث، کروڑوں کا مالک ایک روشن سیاسی مستقبل رکھنے والے نوجوان کی حیثیت سے عملی زندگی میں قدم رکھ چکا ہے۔

ماہر فلکیات کوئی مذہبی آدمی نہیں تھا۔ اپنی دوربین سے وہ آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسے جنت کی تلاش ہرگز نہیں تھی۔ اپنے لڑکپن تک وہ خدا پر ایمان رکھتا تھا۔ اپنے والدہ کے خدا پر! لیکن جب وہ بڑا ہوا تو اس نے بچکانہ عقائد کو چھوڑ دیا۔

جان فیول جانتا تھا کہ کائنات کے راز ریاضی اور طبعیات کے عجوبوں سے منسلک ہیں۔ لیکن جو نظارہ اس نے فرن بینک کی آبزرویٹری سے دیکھا، وہ خدا کے وجود کو بیچ میں لائے بغیر بھی بہت مسحور کن، بہت پیچیدہ تھا۔

اس رات آسمان پر ابر بھی نہیں تھا۔ معمول کا کام بہت جلد مکمل ہو گیا تھا۔ اب اس کے پاس آسمان کا جائزہ لینے کیلئے فرصت ہی فرصت تھی۔ وہ اسکیننگ کے خیال سے ہر روز اپنی لائبریری کیلئے ٹوفوگرافی کرتا تھا۔

اس نے کافی کا ایک گھونٹ لیا اور اپنی تیاریوں کا جائزہ لیا۔ آبزرویٹری میں خاموشی تھی۔ اس کا ٹیکنیشین اس کے برابر ہی کنٹرولز پر ہاتھ رکھے بیٹھا، اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے اشارے کا منتظر تھا۔

جان فیول آگے کی طرف جھکا اور ٹی وی مانیٹر کو دیکھنے لگا۔ ''آج ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

''کیسیو پیا جناب؟'' ٹیکنیشین نے جواب دیا۔

''کیسیو پیا۔'' جان فیول نے دہرایا۔ ''رائٹ اسینشن، ایک گھنٹا 16 منٹ۔ بارہ...... بائیس ڈگری اتار...... آٹھ اور چار کی نسبت......''

دوربین اس کی ہدایت کے مطابق حرکت میں آئی۔ مجوزہ علاقہ نظر آتا تو اس نے طمانیت سے سر ہلایا۔ اس نے مزید ہدایات جاری کیں۔ گزشتہ پانچ سال سے وہ آسمان کا جائزہ لے کر نوٹس بنا رہا تھا۔

''ہولڈ...... اوکے...... ہارڈ کاپی۔'' اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

چند لمحے وہ اسٹار فیلڈ کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ ''عجیب...... بہت عجیب۔'' اس نے سرگوشی میں کہا۔

ٹیکنیشین نے چونک کر پہلو بدلا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''یہی اسکیننگ ہم نے کل بھی کی تھی؟ ہے نا؟''

''جی ہاں۔ پیر کے دن کی تھی یہ ٹیکنیشین نے کہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کیبنٹ سے ایک ٹرانسپیرنسی نکالی اور اس کی طرف بڑھائی۔

جان فیول نے تازہ اسکین اور پچھلے اسکین کا موازنہ کیا۔ وہ پلکیں جھپکا کر رہ گیا۔ ''تحرک بالکل واضح ہے۔'' اس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔ ''تین سورج۔''

اب ٹیکنیشین کے چہرے پر زلزلے کا سا تاثر تھا۔

جان فیول نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ ''اس اسٹار فیلڈ کے پچھلے تمام ریکارڈز نکالو...... ابھی...... جلدی سے۔''

وہ دیکھتا رہا۔ اس کا اسسٹنٹ کیبنٹ کی طرف چلا گیا تھا۔ ریکارڈز نکالنے میں اسے زیادہ دیر نہیں لگی۔ وہ مرتب انداز میں کام کرنے کا عادی تھا۔ وہ ٹیلی اسکوپ کا جائزہ لینے لگا۔ ریاضی اور طبعیات...... اس نے سوچا، ی دو چیزیں ہی تو یقینی ہیں۔ لیکن ڈنرز کے دوران، پارٹیوں میں لوگ کیسے کیسے احمقانہ سوال کرتے ہیں...... اڑن طشتریاں، خلائی مخلوق، لوگ سائنس سے زیادہ ان ہونی میں، حماقتوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں سے چڑتا تھا۔ اور اکثر ان کے بارے میں اپنا ردعمل چھپا بھی نہیں پاتا تھا۔

ٹیکنیشین نے اس کا بازو تھپتھپا کر اس کی طرف ٹرانسپیرنسیز کا ڈھیر بڑھایا۔ اس نے ان کا جائزہ لیا اور پھر ٹیکنیشین کی طرف مڑا۔ ''تم کیا کہتے ہو؟''

ٹیکنیشین نے کندھے جھٹکے۔ اس کے ہونٹوں پر معذرت خواہانہ مسکراہٹ تھی۔ ''میں تو یہی کہوں گا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں''

''ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا، یہ بتاؤ اسراع کی شرح کیا ہے۔'' ٹیکنیشین نے مونیٹر پر چیک کیا۔ ''چند ہزار پارسیکس۔ میں تو کہوں گا کہ زبردست جنگ ہونے والا ہے۔''

جان فیول نے نفی میں سر ہلایا۔ ''یہ ٹکراؤ نہیں، انضمام ہے۔'' اس نے کہا ''ہمیں پوری درستی کے ساتھ متوقع شیڈول نکالنا ہوگا۔'' تجسس اب اس کے وجود میں لہریں لے رہا تھا۔

ٹیکنیشین نے مونیٹر پر ایک بٹن دبایا۔ وہ دونوں اسکرین کو گھور رہے تھے، جہاں ان تینوں کے راستے پروجیکٹ کئے جا رہے تھے۔ اسکرین کے ایک گوشے میں نقطوں کی صورت ڈیجیٹل ریڈ آؤٹ دکھائی دے رہا تھا۔

فیول کے ذہن میں چند لمحے پہلے کی یاد چمک اٹھی......

کیسیو پیا! پادری نے کیسیو پیا کا تذکرہ کیا تھا۔ تین سال پہلے نائس میں ہونے والے بین الاقوامی کنونشن میں ایک اجلاس کے دوران زبردستی گھس آنیوالے اطالوی پادری نے جو لمبا چوغہ پہنے ہوئے تھا، کیسو پیا کا حوالہ دیا تھا۔ اس نے مندوبین سے کہا تھا کہ وہ کیسیو پیا کے علاقے میں تین ستاروں کی یکجائی کے واقعے پر نظر رکھیں۔ جو رونما ہو کر رہے گا۔ اس نے کہا تھا، جب وہ واقعہ رونما ہو تو وہ اسے ضرور بتائیں۔

اسے وہ منظر پوری طرح یاد تھا۔ وہ پادری اعصاب زدہ لگ رہا تھا۔ اس کے باوجود اس کے انداز میں بڑا وقار تھا۔ اور مندوبین نے اسے بولنے سے نہیں روکا تھا...... بولنے دیا تھا۔ کسی کو اس کا مذاق اڑانے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ انہیں اس کے خلوص اور نیت کی سچائی پر یقین تھا اور وہ اس کا احترام کرنے پر مجبور تھے۔ البتہ اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کا مضحکہ ضرور اڑایا۔

''سر۔'' ٹیکنیشین نے اسے چونکا دیا۔ وہ اسکرین کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

وہاں نقطے دھڑکتے دکھائی دے رہے تھے۔ ڈیجیٹل ریڈ آؤٹ رک چکا تھا۔ پس منظر میں ہندسے چمک رہے تھے...... 002.26;00.24.03.00۔ وہ وقت تھا...... اور ایک تاریخ تھی۔ اطالوی پادری کی آواز اس کی سماعت میں گونج رہی تھی...... اس کے وہ الفاظ مسیح کی دوبارہ پیدائش کے بارے میں...... کرائسٹ...... ننھے کرائسٹ کی واپسی کے بارے میں۔

24-3-00

یہ ایک تاریخ پیدائش تھی!

جان فیول نے بے ارادہ، بے ساختہ اپنے سینے پر انگلیوں سے صلیب کا نشان بنایا......!

سونجا وربرگ کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔ فٹ پاتھ پر موسم گرما کے سیاحوں کا سمندر تھا۔ وہ ان کے درمیان راستہ بناتی بڑھ رہی تھی۔ وحشت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود کو تلقین کر رہی تھی۔ خود کو پرسکون رکھیئے۔

اس کے کمپیوٹر پر فرانز کا جو پیغام موصول ہوا تھا، وہ تھا ہی ایسا...... دہشت زدہ کرنے والا! ''بھاگو سونجا۔ سیدھی ہوٹل آرمیسیا جاؤ۔ وہاں تم محفوظ رہو گی۔ وہاں رک کر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ......''

اور وہ پیغام اچانک ہی منقطع ہو گیا تھا۔ فرانز نے پیغام کو مکمل کیوں نہیں کیا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

مس وربرگ بریڈن اسٹریٹ کے قریب پہنچ گئی تھی۔ آرمیسیا ہوٹل اسی سڑک پر واقع تھا۔ یہ ہوٹل صرف عورتوں کیلئے تھا۔ میں یہاں فرانز کا انتظار کروں گی۔ اس نے سوچا۔ وہی مجھے بتائے گا کہ یہ چکر کیا ہے......

سونجا وربرگ اگلے کارنر پر پہنچی تو سگنل کی روشنی سرخ ہو گئی تھی۔ وہ فٹ پاتھ پر کھڑی ہو گئی کہ سگنل سبز ہو تو سڑک پار کرے۔ اس دوران کسی نے اسے دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑائی ہوئی سڑک پر آئی۔ قریب ہی ڈبل پارک کی گئی ایک لیموزین اچانک ہی حرکت میں آئی۔ گاڑی بہ مشکل اسے چھوتے ہوئے گزری تھی...... صرف اس حد تک کہ وہ سنبھل نہ سکی اور نیچے گر گئی۔ لیکن اسے کوئی چوٹ نہیں لگی تھی۔

اس کے گرد لوگ اکٹھا ہو گئے۔ وہ سب پرتشویش لہجے میں اس کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

اسی لمحے گزرتی ہوئی ایک ایمبولینس سونجا کے قریب آ کر رکی۔ دروازہ کھلا اور دو اٹینڈنٹ پھرتی سے اتر کر نیچے آئے۔ انہوں نے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ ''ہٹ جائیں۔ ہم انہیں اسپتال لے کر جائیں گے۔'' ان میں سے ایک نے لوگوں سے کہا۔

سونجا کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈال دیا گیا۔ دروازہ بند ہوا اور ایمبولینس روانہ ہو گئی۔

سونجا نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے اسٹریچر پر لٹا کر بیلٹ سے کس دیا گیا تھا۔ ''ارے میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ کچھ بھی تو......''

ایک اٹینڈنٹ اس پر جھکا۔ آپ پریشان نہ ہوں مس سونجا وربرگ۔ پرسکون رہیں۔''

سونجا خوف زدہ ہو گئی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اٹینڈنٹ کو دیکھا۔ ''تمہیں میرا نام کیسے معلوم......؟''

اس لمحے اس کے بازو میں ہائپوڈرمک سرنج کی سوئی داخل ہوئی اور ایک لمحے بعد اس کا ذہن اندھیرے کے اتھاہ سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر 2 .... علیم الحق حقی

مارک ہیرس ایفل ٹاور کے آبزرویشن ڈیک پر اکیلا تھا۔ اس وقت خاص تیز بارش ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی بجلی چمکتی تو بارش کو دیکھ کر لگتا کہ آسمان سے ہیروں کی برسات ہو رہی ہے۔

لیکن اس وقت مارک کو گرد و پیش کا احساس ہی نہیں تھا۔ وہ تو اس وقت چونکا دینے والی اس خبر پر غور کر رہا تھا، جو بہت جلد پوری دنیا میں تہلکہ مچانے والی تھی۔

اچانک تیز ہوا چلنے لگی، جس کی وجہ سے بوندیں کوڑوں کی طرح لگنے لگیں۔ مارک ہیرس نے کلائی پر بندھی گھڑی کو دوسرے ہاتھ کی اوٹ میں چھپا کر اس میں وقت دیکھا۔ وہ لوگ لیٹ تھے اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انہوں نے ملنے کے لئے اس جگہ پر اصرار کیوں کیا......؟ اور وہ بھی آدھی رات کو!

اسے ٹاور لفٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی..... پھر ان دونوں کے اپنی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی چاپ۔ مارک نے سر گھما کر انہیں دیکھا اور انہیں پہچان کر سکون کی سانس لی۔ ''تم لیٹ ہو۔'' اس نے کہا۔

''سوری مارک۔ اس منحوس موسم کی وجہ سے دیر ہو گئی۔''

''بہر حال اب تو تم آ گئے ہو۔ یہ بتاؤ، واشنگٹن کی میٹنگ تو طے ہے نا؟''

''اسی پر تو بات کرنی ہے مارک بات یہ کہ صبح اس پر طویل بحث ہوئی کہ اس معاملے سے کیسے نمٹا جائے۔ ہم نے آخر میں فیصلہ کیا کہ......''

اس دوران دوسرا شخص غیر محسوس طور پر مارک ہیرس کے پیچھے کی طرف کھسکتا رہا۔ پھر بیک وقت دو باتیں رونما ہوئیں۔ اندھیرے میں ایک کند اور بھاری چیز اس کے سر سے ٹکرائی۔ ساتھ ہی کسی نے اسے اٹھایا...... اور اگلے ہی لمحے وہ بے بسی سے ہاتھ چلاتا ہوا 38 منزل نیچے فٹ پاتھ کی طرف گر رہا تھا۔

............x............

ڈینوور...... کولاریڈو

گیری رینالڈ وینکوور کے قریب کیلوونا کے علاقے میں پلا بڑھا تھا اور اس نے فلائنگ کی تربیت بھی وہیں لی تھی۔ اسی لئے وہ پہاڑی علاقے میں جہاز اڑانے کا عادی تھا۔ اس وقت وہ برف پوش پہاڑوں کے درمیان سیسنا ما کیٹیشن III اڑا رہا تھا اور اس کے انداز میں چوکنا پن تھا۔

اس جہاز میں دو افراد کے عملے کو پرواز کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن گیری کے ساتھ اس ٹرپ میں کوئی پائلٹ نہیں تھا۔ وہ کاک پٹ میں اکیلا تھا۔

اس نے کینیڈی ایئرپورٹ کے لئے جعلی فلائٹ پلان جمع کرایا تھا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ڈینوور میں ہوگا۔ اس نے سوچا تھا کہ اپنی بہن کے گھر میں گزارے گا اور صبح دوسروں سے جا ملنے کیلئے مشرق کا سفر کرے گا۔ تمام انتظامات مکمل تھے، اور......

ریڈیو پر ابھرنے والی آواز نے اسے چونکا دیا۔ ''سائی ٹیشن ون ون لیما فوکس ٹروٹ۔ میں ڈینوور انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے بات کر رہا ہوں۔ کم ان پلیز......''

گیری رینالڈ نے ریڈیو کا بٹن دبایا۔ ''مجھے لینڈ کرنے کے لئے کلیرنس درکار ہے۔''

''ون لیما فوکس ٹروٹ، اپنی پوزیشن بتاؤ۔''

''میں ڈینوور ایئرپورٹ سے شمال مشرق میں 15 میل کے فاصلے پر ہوں۔ بلندی 15 ہزار فٹ۔''

دائیں جانب اسے پائیکس پیک ابھرتی دکھائی دی۔ آسمان چمک دار نیلا اور مطلع صاف تھا۔ اچھا موسم، اچھا شگون! اس نے سوچا۔

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر ریڈیو پر دوبارہ آواز ابھری۔ ''ون لیما فوکس ٹروٹ'' تمہارے لئے رن ڈے ٹو سکس کلیئر کر دیا گیا ہے۔''

''راجر۔'' گیری نے کہا۔ لیکن اسی لمحے اچانک جہاز کو زبردست جھٹکا لگا۔ اس نے حیران ہو کر کاک پٹ کی کھڑکی سے جھانکا۔ بالکل اچانک بہت تیز ہوا چلنے لگی تھی...... طوفانی ہوا! اور جہاز اس کی لپیٹ میں آ گیا تھا اور فضا میں لڑھکنے لگا تھا۔

اس نے وہیل کو کھینچا اور جہاز کو بلندی پر لے جانے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔ جہاز بے قابو ہو چکا تھا۔ اس نے ریڈیو کا بٹن دبایا......

''ون لیما فوکس ٹروٹ اسپیکنگ۔ مجھے ایمرجنسی درپیش ہے۔'' وہ ریڈیو پر چلایا۔ ''میں اس وقت شدید طوفانی ہوا میں گھرا ہوا ہوں۔''

''ون لیما فوکس ٹروٹ''۔ کنٹرول ٹاور سے جواب ملا۔ ''تم اس وقت ڈینوور ایئرپورٹ سے صرف ساڑھے چار منٹ کے فاصلے پر ہو اور ہمارے اسکرین پر کسی طوفان کے آثار نہیں ہیں۔''

''لعنت ہو تمہارے اسکرین پر۔ میں جو کہہ رہا ہوں......'' اس کی آواز اور بلند ہو گئی۔ ''مے ڈے...... مے......''

کنٹرول ٹاور میں بیٹھے لوگوں کو زبردست شاک لگا۔ ان کے رڈار اسکرین پر سے وہ بلپ اچانک ہی غائب ہو گیا تھا۔

............x............

مین ہٹن...... نیویارک

صبح کا وقت تھا۔ ایسٹ ریور پر مین ہٹن برج کے نیچے چھ سات پولیس والے، جن میں کچھ وردی میں تھے اور کچھ سادہ لباس میں جمع تھے۔ دریا کے کنارے ریت پر ایک لاش پڑی تھی، جو پورے لباس میں تھی۔

ہومی سائیڈ کا ڈیٹیکٹیو ارل گرین برگ وہاں انچارج تھا۔ وہ روایتی معائنہ کر چکا تھا۔ لاش کی مختلف زاویوں سے تصویریں لی جا چکی تھیں۔ جائے واردات کا تفصیلی معائنہ کیا جا چکا تھا۔

میڈیکل ایگزامنر کارل وارڈ نے ارل گرین برگ کو دیکھا۔ ''اب یہ لاش تمہاری ہے ارل۔''

''معائنے سے کیا پتا چلا؟'' ارل نے پوچھا۔

''موت کا سبب گلا کاٹا جانا ہے۔ اس کے دونوں گھٹنے اور کئی پسلیاں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ اس کو کافی دیر تک تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔''

''موت کے وقت کا تعین کیا جا سکتا ہے؟''

''یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اسے رات بارہ بجے کے بعد دریا میں پھینکا گیا ہوگا۔ بہر حال پوسٹ مارٹم کے بعد میں تفصیلی رپورٹ دے سکوں گا۔''

گرین برگ لاش کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مرنے والا گرے کلر کی جیکٹ، گہرے نیلے رنگ کی پینٹ میں تھا۔ وہ ہلکی نیلی ٹائی لگائے ہوئے تھا۔ اس کی بائیں کلائی پر قیمتی گھڑی بندھی ہوئی تھی۔ گرین برگ نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اس کی انگلیاں کاغذ کے ایک پرزے سے ٹکرائیں۔ اس نے اسے باہر نکالا اور اس کا جائزہ لیا۔ ''یہ تو اطالوی میں ہے۔'' وہ بڑبڑایا۔ پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس نے پکارا۔ ''جیانیلی''۔

ایک باوردی پولیس مین اس کی طرف لپکا۔ ''یس سر؟''

گرین برگ نے نوٹ اس کی طرف بڑھایا۔ ''یہ پڑھ سکتے ہو؟''

جیانیلی بلند آواز میں پڑھنے لگا۔ ''آخری موقع دے رہا ہوں۔ مجھ سے مین ہٹن برج پر ملو...... منشیات کے باقی ماندہ ذخیرے کے ساتھ۔ یا پھر مچھلیوں کے ساتھ تیرتے رہنا......''

'' یہ مافیا کا شکار ہے؟'' اس نے حیرت سے کہا۔ ''لیکن وہ یہ رقعہ اس کی جیب میں کیسے چھوڑ سکتے تھے۔''

''اچھا سوال ہے۔'' گرین برگ نے کہا۔ وہ مقتول کی دوسری جیبوں کی تلاشی لے رہا تھا۔ اس نے ایک پرس برآمد کیا اور اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں ساری رقم موجود تھی۔ .... (جاری ہے)

دجال

قسط نمبر 3 .... علیم الحق حقی

وہ جو بھی تھے، انہیں رقم کی ضرورت نہیں تھی۔'' اس نے کہا۔ اسی لمحے پرس میں اسے کارڈ نظر آیا۔ ''اس کا نام رچرڈ اسٹیونز ہے۔''

رابرٹ ذہن پر زور دینے لگا۔ ''اسٹیونز؟ اس کے بارے میں حال ہی میں کوئی خبر چھپی ہے۔''

گرین برگ نے کہا۔ ''اس کی بیوی ڈیانا اسٹیونز ایک مقدمہ قتل میں عینی گواہ ہے۔''

''ہاں...... یاد آیا۔'' رابرٹ نے کہا۔ ''وہ کاپوڈی کاپوز کے خلاف گواہی دے رہی ہے۔''

وہ دونوں پلٹے اور رچرڈ اسٹیونز کی لاش کو غور سے دیکھنے لگے۔

بہت بڑا ڈرل دو گھنٹے سے مسلسل کام کر رہا تھا۔ شکاگو کی سڑکوں کے دس فٹ نیچے وہ ایک سرنگ کو ٹٹول رہا تھا۔ اس کی رفتار چھ منٹ فی میٹر تھی۔ اس سے منسلک ہاتھی کی سونڈ جیسا پائپ ملبہ نکال کر عقب میں ایک بیلٹ پر ڈھیر کر رہا تھا۔

مشین کے عقب میں چھوٹے قد کا ایک آدمی خاموشی سے اپنا کام کئے جا رہا تھا۔ وہ بیلٹ پر پڑے ملبے کو ٹٹول کر چھانٹ رہا تھا۔ سرنگ میں بہت گھٹن تھی۔ اس کے نتیجے میں جوئے کا جسم پسینے میں نہا رہا تھا۔ اس کے نزدیک یہ دنیا کی بدترین جاب تھی، سخت ترین کام تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے دوستوں سے یہ شکایت کرتا تا۔ لیکن ایک عجیب سے انداز میں وہ اس کام پر فخر بھی کرتا تھا۔ ایک بار تو بیئر کی چند بوتلیں پینے کے بعد اس نے سرنگ کا موازنہ جہنم سے بھی کیا تھا...... جہنم جسے اس نے بھی نہیں دیکھا تھا۔

جوئے نے ایک لمحہ پہلے محسوس کر لیا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔ ایسا لگا کہ ڈرل نے ایک ثانیے کو توقف سا کیا۔ پھر وہ اوپر کی طرف اٹھا۔ دھک دھک کی آواز کی جگہ ایک چیخ سی بلند ہوئی۔ اینٹوں اور کنکریٹ کے بڑے بڑے ٹکڑے اس کے اوپر گرے، اس نے بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے خود کو بہ مشکل بچایا۔

اس کے منہ سے گالیاں نکلیں۔ اس نے چیخ کر آپریٹر سے سوئچ آف کرنے کو کہا۔ مشین بند کر دی گئی تو وہ آگے بڑھا تاکہ نقصان کا جائزہ لے سکے۔ وہ سرنگ میں آگے بڑھا، جھک کر دیکھا اور بڑبڑانے لگا۔ جس رکاوٹ کی وجہ سے گڑبڑ ہوئی تھی، وہ اینٹوں کی بنی ایک دیوار تھی۔ ڈرل مٹی کے لئے تھا، اینٹوں کے لئے نہیں۔

وہ پریشان ہو گیا۔ اگر ڈرل کو نقصان پہنچا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ کام میں تاخیر ہوگی اور تاخیر اور التوا کا مطلب تھا کہ اسے مالی طور پر نقصان ہوگا۔

وہ دل ہی دل میں سروییئرز اور آرکیٹکٹس کو کوسنے لگا۔ یہ سفید کالر والے لوگ! یہ کبھی اپنا کام ٹھیک سے نہیں کرتے اور مزدور لوگوں کو مصیبت میں جھونک دیتے ہیں۔

ایک لمحہ گزرا تھا کہ اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے۔ سپروائزر بھی اس کے برابر آ کھڑا ہوا اور حیرت سے اینٹوں اور کنکریٹ کے ان ٹکڑوں کو گھورنے لگا، جنہیں ڈرل نے توڑ کر پیچھے لا پھینکا تھا۔

جوئے اداس کھڑا تھا...... اداس اور منتظر!

''کوئی خاص بات نہیں۔'' اس کے باس نے کہا۔ ''یہ پرانے تھورن میوزیم کے بیس منٹ کی دیوار ہے۔''

جوئے کو میوزیم خوب یاد تھا۔ برسوں پہلے...... شاید پندرہ یا بیس سال پہلے میوزیم میں آگ لگی تھی۔ اخبارات میں کئی دن تک خبریں شائع ہوئی تھیں۔ وہ پراسرار آگ تھی۔ کچھ پتا نہیں چلا تھا کہ کیسے لگی۔ خود لگی یا کسی نے لگائی۔ معما آج تک حل نہیں ہو سکا تھا۔

جوئے کو پھر سپروائزرز پر غصہ آنے لگا، کم بختوں کو دیوار کی موجودگی کا علم تھا تو انہوں نے ڈرل تبدیل کیوں نہیں کرایا۔ اس صورت میں تو موٹا ڈرل استعمال کرنا چاہئے تھا۔ وہ بڑبڑائے جا رہا تھا۔

''کیا بک بک لگا رکھی ہے۔ چپ ہو جاؤ۔'' باس نے اسے ڈپٹا

کچھ دیر بعد فیصلہ ہوا کہ دیوار کے لئے ڈائنامیٹ استعمال کیا جائے گا۔ اس وقت تک کام جاری رہے گا۔

اب جوئے پھر اکیلا تھا۔ مشین پھر اسٹارٹ ہو گئی تھی۔ لیکن اس بار جوئے دیوار سے دور ہی تھا۔ اچانک اسے کیچڑ میں کوئی چمکتی ہوئی چیز دکھائی دی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور کیچڑ کی اس تھپی کو بیلٹ سے نیچے سرنگ کے فرش پر گرا دیا۔ تھپی نیچے گر کر چٹخی۔ جوئے اس کی طرف بڑھا۔ مگر فوراً ہی گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔

کیچڑ کی چٹخی ہوئی تھپی کے اندر سے جلی ہوئی ایک کھوپڑی جھانک رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اسے کوئی دھاتی چیز نظر آئی۔ پھر کئی دھاتی اشکلس سی نیچے گریں۔

جوئے نے ڈرتے ڈرتے قریب ترین دھاتی چیز کو اٹھایا اور رگڑ رگڑ کر کیچڑ کو صاف کرنے لگا۔ اگلے ہی لمحے اس کی سمجھ میں آ گیا کہ وہ خنجر ہے۔

مزید صاف کرنے پر خنجر واضح ہو گیا۔ اس کا پھل لمبا تھا اور دستہ ہاتھی دانت کا تھا اور اسے دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بہت قدیم ہے۔ ایسا قدیم کہ اسے کا شمار نوادرات میں ہو سکتا ہے۔ اس نے اس کے پھل پر انگوٹھا پھرایا اور کراہ کے رہ گیا۔ اس کی دھار اب بھی تیز تھی۔ اس نے نیم تاریکی میں اس کے دستے کو غور سے دیکھا۔ خنجر کو صلیب کی شکل میں بنایا گیا تھا اور دستے پر بھی مصلوب مسیح کی شبیہہ کندہ تھی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ سرنگ میں وہ اکیلا تھا، اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ جوئے ہشیار آدمی تھا۔ دو اور دو چار ہوتے ہیں، یہ سمجھنا اس کے لے کبھی دشوار نہیں رہا تھا۔ خنجر کے ساتھ کھوپڑی بھی تھیں اور ہڈیاں بھی تھیں۔ یہ بات قتل کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ میوزیم میں یک شخص ایسا بھی تھا، جو جل کر نہیں مرا...... جسے قتل کیا گیا تھا۔ لیکن وہ یہ بات پولیس کو بتاتا تو اسے خنجر بھی پولیس کے حوالے کرنا پڑتا اور یہ وہ نہیں چاہتا تھا۔

وہ ڈرل کے بارے میں سب کچھ بھول گیا۔ کیچڑ کی تھپیوں میں پھنسے ہوئے اسے اور خنجر بھی نظر آ رہے تھے۔ ایک...... دو...... تین...... اور کیا پتا اور بھی ہوں۔ اس نے بیلٹ پر پڑی کیچڑ کی بڑی بڑی تھپیاں نیچے گرائیں اور ان سے ہڈیاں اور خنجر علیحدہ کرنے لگا۔

اس نے خنجر نکال کر کنویئر بیلٹ کے نیچے رکھ دیئے۔ اب انہیں باہر بھی لے جانا تھا۔

............☆............

نوادرات کی دکان کا مالک خنجروں کو مسحور نگاہوں سے تک رہا تھا۔ ''یہ تو کسی گینگ کے معلوم ہوتے ہیں۔'' اس نے نتھنے پھلا کر گویا سونگھتے ہوئے تبصرہ کیا۔

جوئے نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔ ''تم اس فیلڈ میں ہو اور تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ یہ بہت پرانے خنجر ہیں''

نوادرات کے تاجر نے کندھے جھٹک دیئے۔

''یہ بہت پرانے ہیں۔'' جوئے کے لہجے میں التجا تھی۔ ''اور بہت زیادہ قیمتی بھی ہیں۔''

''مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔'' دکان دار نے بے پروائی سے کہا۔

جوئے زیادہ بحث بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا کام ایسا تھا کہ آئے دن پرانی چیزیں نکلتی رہتی تھیں اور وہ انہیں چپکے سے نکال کر بیچ دیتا تھا۔ اس کا تجربہ تھا کہ دکان دار سے بحث مباحثے میں وقت کے ضیاع کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ دکان دار کا آخری جملہ یہی ہوتا تھا...... یہ رقم لینی ہے تو لو ورنہ اپنا راستہ ناپو۔..................... (جاری ہے)

دجال

قسط نمبر 4 .... **علیم الحق حقی**

چناں چہ جوئے نے دکان دار کے دبے ہوئے نوٹ تھامے اور دکان سے نکل آیا۔

باہر بارش ہو رہی تھی۔ اس نے نوٹ گنے۔ رقم بہت تھوڑی تھی۔ لیکن کچھ نہ ہونے سے تو بہت بہتر تھا۔ اس کا کام سخت تھا۔ مگر اس میں چھپے ہوئے خزانے بھی ملتے تھے۔ کبھی سکے ملتے تھے تو کبھی قیمتی زیورات۔ آج یہ خنجر ملے تھے۔

مگر اسے افسوس ہونے لگا۔ ان خنجروں کی اسے کہیں بہتر قیمت ملنی چاہئے تھی۔ پھر اس نے خود کو سمجھایا۔ جو بھی مل گیا، غنیمت ہے۔ یہ تو بونس ہے ایک طرح کا...... خدا کی طرف سے انعام!

اس نے ٹکلینیز بار اینڈ گرل کا دروازہ کھولا۔ وہ بہت توہم پرست تھا۔ یہ جس طرح کی رقم تھی، اسے وہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ ہاں، اس سے بیئر پی جاسکتی تھی...... عیاشی کی جاسکتی تھی۔

اسٹول پر بیٹھتے ہوئے اس نے اسکاچ کا ایک جام طلب کیا۔ دوسرا جام حلق سے اتارنے کے بعد اسے چڑھنے لگی۔ اس نے بارمین کو اپنی طرف سے ایک جام پلایا۔ دو مزید جام حلق سے اترے تو اس نے بار میں موجود اپنے تمام دوستوں کو جام پیش کئے......

اگلی صبح اس کی طبیعت اتنی بگڑی ہوئی تھی کہ وہ کام پر نہیں جاسکا۔ یوں وہ ایک دن کی تنخواہ سے محروم ہو گیا۔ یہ نقصان ہوتا ہے اس طرح کی آمدنی میں۔

............☆............

ٹونی آلٹیری کے مقدمے کی سماعت کورٹ روم نمبر 37 میں ہو رہی تھی۔ کورٹ روم بہت وسیع تھا۔ لیکن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وہاں بڑی تعداد میں عام لوگ بھی تھے اور اخباری نمائندے بھی۔

ٹونی آلیٹری وہیل چیئر میں بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ لیکن ہر تاثر جیسے سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا تھا۔ وہ ڈیانا اسٹیونز کو دیکھتا تو اس کی آنکھوں سے نفرت جھلکنے لگتی۔

آلٹیری کے برابر اس کا وکیل روبنسٹن بیٹھا تھا۔ روبنسٹن کی شہرت کی دو وجوہات تھیں۔ ایک یہ تھی کہ اس کے موکل ہمیشہ مجرم تنظیموں کے کارکن یا سربراہ ہوتے تھے۔ دوسرے وہ اس لئے بھی مشہور تھا کہ اس کے تمام موکل بالآخر بری کر دیئے جاتے تھے۔

روبنسٹن کا دماغ بہت تیز اور تخیل بہت زرخیز تھا۔ عدالت میں ہر بار اس کا انداز منفرد ہوتا تھا۔ ڈرامائی داؤ پیچ کے معاملے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اپنے حریفوں کو تولنے اور ان کی کمزوریوں کو سمجھنے کے معاملے میں اس سے کبھی چوک نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس کا انداز ہر بار مختلف ہوتا تھا۔ کبھی وہ چیتا تھا، جو دبے پاؤں اپنے بے خبر شکار کے پیچھے لگا ہوتا تھا...... اس پر جھپٹنے کو تیار! کبھی وہ مکڑی ہوتا تھا، جو چپکے چپکے اپنے شکار کے گرد جالا بن رہی ہوتی تھی اور کبھی وہ شکاری تھا جو ڈور میں کانٹا چارہ لگائے بڑے صبر و تحمل سے شکار کے منہ مارنے کا منتظر رہتا تھا۔

ڈیانا اسٹیونز اس وقت گواہوں کے کٹہرے میں تھی اور روبنسٹن بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی عمر 32 سال کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ بے حد حسین اور خوش لباس عورت تھی۔ جیوری کے اراکین اس سے بہت زیادہ متاثر نظر آ رہے تھے۔ روبنسٹن سمجھ گیا تھا کہ اس عورت کو بڑی ترکیب سے ہینڈل کرنا ہوگا۔ مچھلی کے شکاری کا رول اس کے لئے مناسب رہے گا۔

روبنسٹن آہستہ آہستہ مگر نپے تلے قدموں سے کٹہرے کی طرف بڑھا۔ پھر وہ بولا تو اس کی آواز بے حد نرم تھی۔ ''مسز اسٹیونز،'' کل آپ نے بتایا کہ 14 اکتوبر کو آپ ہنری ہڈسن پارک وے پر ڈرائیو کر رہی تھیں کہ آپ کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ آپ گاڑی کو 58 ویں اسٹریٹ پر لے آئیں، جو کہ سروس روڈ ہے۔''

''جی ہاں۔''

''آپ اس خاص جگہ پر کیسے رکیں؟''

''ٹائر پنکچر ہو جانے کی وجہ سے۔ میرے پاس اسپیئر وہیل نہیں تھا اور مین روڈ پر پنکچر کی کوئی دکان نہیں تھی۔ 58 ویں اسٹریٹ پر درختوں کے درمیان سے مجھے وہ چھت جھانکتی نظر آئی۔ میں نے سوچا، ہو سکتا ہے، یہ پنکچر کی دکان ہو۔''

''آپ کا تعلق کسی آٹو کلب سے ہے؟''۔

''جی ہاں۔''

''آپ کی کار میں فون ہے؟''

''جی ہاں۔''

''تو آپ نے آٹو کلب فون کیوں نہیں کیا؟''

''اور پھر آپ کو وہ کیبن بھی تو نظر آ گیا تھا۔'' روبنسٹن کے لہجے میں ہمدردی تھی۔

''جی ہاں۔''

''تو آپ مدد حاصل کرنے کے لئے کیبن کی طرف گئیں؟'' روبنسٹن نے کہا۔ ''کیا اس وقت باہر روشنی تھی؟''

''جی ہاں۔ شام کے پانچ بجے تھے۔''

''تو آپ سب کچھ دیکھ سکتی تھیں؟''

''جی ہاں۔''

''تو آپ نے کیا دیکھا مسز اسٹیونز؟''

''میں نے ٹونی آلٹیری کو دیکھا......''

''اوہ۔ تو کیا آپ پہلے کبھی ان سے ملی تھیں؟''

''نہیں۔''

''تو پھر آپ یقین سے یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ جسے آپ نے دیکھا، وہ مسز آلٹیری تھے۔''

''میں ان کی تصویریں دیکھ چکی ہوں۔ اخبارات اور......''

''یعنی اس شخص کی مسٹر آلٹیری کی تصویروں میں مشابہت تھی؟''

''وہ...... میں......''

''یہ بتائیں، آپ نے کیبن میں کیا دیکھا؟''

ڈیانا کے جسم میں واضح طور پر تھرتھری دوڑتی نظر آئی۔ اس نے ایک گہری سانس لی .... (جاری ہے)

دجال

قسط نمبر:5..:علیم الحق حقی

اور پھر دھیرے دھیرے یوں بولی، جیسے وہ منظر اس کی نگاہوں کے سامنے موجود ہو۔ ''کیبن میں چار آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا اور لگتا تھا کہ مسٹر آلٹیئر ی اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ دوسرے دو آدمی مسٹر آلٹیئر ی کے پاس کھڑے تھے۔'' ڈیانا کی آواز لرزنے لگی۔ '' دیکھتے ہی دیکھتے مسٹر آلٹیئر ی نے گن نکالی، چیخ کر کچھ کہا اور بندھے ہوئے شخص کے سر کے پچھلے حصے میں گولی ماردی......''

جیک روبنسٹین نے کن انکھیوں سے جیوری کے اراکین کو دیکھا۔ وہ بہت غور سے ڈیانا اسٹیونز کو دیکھ رہے تھے...... مبہوت ہو کر! ''پھر آپ نے کیا کیا مسز اسٹیونز؟''

''میں اپنی کار کی طرف لپکی اور میں نے اپنے سیل فون پر 911 ڈائل کیا۔''

''اور پھر؟''

''پھر میں اپنی گاڑی میں وہاں سے نکل لی۔''

''پنکچر ڈ ٹائر کے ساتھ!''

''جی ہاں۔''

چند لمحے روبنسٹن دانستہ خاموش رہا۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''آپ نے وہاں رک کر پولیس کا انتظار کیوں نہیں کیا؟''

ڈیانا نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے برابر بیٹھا آلٹیئر ی شیطنیت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے نظریں ہٹالیں۔ ''کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ وہ لوگ باہر آئیں گے اور مجھے دیکھ لیں گے۔''

''بات سمجھ میں آنے والی ہے۔'' روبنسٹن کا لہجہ سخت ہو گیا۔ ''لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب آپ کی کال کے جواب میں پولیس وہاں پہنچی تو کیبن سنسان تھا۔ صرف اتنا نہیں کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ بلکہ لگتا تھا کہ مدت سے کیبن خالی پڑا ہے۔''

''میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میں......''

''آپ آرٹسٹ ہیں؟ ہے نا؟''

ڈیانا کو اس سوال نے حیران کر دیا۔ ''ہاں، میں......''

''آپ کامیاب بھی ہیں؟''

''میرا خیال تو یہی ہے۔ لیکن اس کا اس کیس سے کیا تعلق......''

یہ ڈور کو جھٹکا دینے کا وقت تھا۔ ''پبلسٹی...... اضافی پبلسٹی سے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اب پورا ملک آپ کو ٹی وی پر دیکھتا ہے۔ تمام اخبارات آپ کو اپنے صفحۂ اول پر......''

ڈیانا نے غصے سے اسے دیکھا۔ ''میں نے یہ پبلسٹی کیلئے نہیں کیا۔ میں کسی بے قصور آدمی کو سزا......''

''یہ لفظ بے قصور بہت اہم اور بڑا لفظ ہے اور میں اس بات کو شک وشبہے سے پاک کر کے ثابت کر دوں گا کہ میرے موکل مسٹر آلٹیئر ی بے قصور ہیں۔ شکریہ خاتون۔ یو آر فنشڈ۔''

ڈیانا اسٹیونز نے آخری لفظ کو نظر انداز کر دیا جو کہ ذو معنی تھا۔ واپس آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھی تو غصے سے اس کا برا حال تھا۔ اس نے وکیل استغاثہ سے سرگوشی میں کچھ کہا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف چل دی۔ پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بھی اس کی سماعت میں وکیل صفائی کی آواز گونج رہی تھی...... آپ آرٹسٹ ہیں...... اضافی پبلسٹی کسے بری لگتی ہے۔ کیسی گھٹیا بات تھی؟ اس کے باوجود وہ اپنی گواہی سے مطمئن تھی۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا، جیوری کو بتا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ٹونی آلٹیئر ی پر جرم ثابت ہو گا اور اسے عمر قید کی سزا ہو گی لیکن ڈیانا کو آلٹیئر ی کی زہریلی نظریں ستا رہی تھیں۔ انہیں یاد کر کے اس وقت بھی اس کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔

اس نے اٹینڈنٹ کو اپنا پارکنگ ٹکٹ دیا اور وہ اس کی گاڑی لانے کے لئے چلا گیا۔ دو منٹ بعد ڈیانا اپنی گاڑی میں بیٹھی اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔

آگے ایک کارنر پر ''اسٹاپ'' کی سائن لگی تھی۔ اس نے بریک لگایا۔ قریب کھڑا ایک جوان آدمی کار کی طرف بڑھا۔ ''ایکسکیوزمی میں راستہ بھول گیا ہوں۔ کیا آپ مجھے......؟''

ڈیانا نے اپنی طرف کا شیشہ نیچے کیا۔

''مجھے ہالینڈ ٹنل جانا ہے۔'' جوان آدمی کا لہجہ اطالوی تھا۔

''میں بتاتی ہوں۔ یہاں سے آگے......''

اسی وقت جوان آدمی نے ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگی گن تھی۔ ''خاتون...... پھرتی سے کار سے باہر آجاؤ......''

ڈیانا کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ ''ٹھیک ہے۔ پلیز...... فائر نہ......'' وہ دروازہ کھولنے لگی۔ یہ دیکھ کر جوان آدمی اسے جگہ دینے کے لئے پیچھے ہٹا۔ اسی لمحے ڈیانا نے پوری طاقت سے ایک گیئر دبایا۔ گاڑی تیزی سے آگے کی طرف لپکی۔ عقب سے گاڑی کا شیشہ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ ایک اور گولی گاڑی کے عقبی حصہ سے ٹکرائی۔ ڈیانا کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ لیکن اس وقت تو اسے سانس لینا بھی یاد نہیں تھا۔

ڈیانا اسٹیونز نے کاریں چھیننے کے واقعات پڑھے ضرور تھے۔ مگر اسے خود ایسا کوئی تجربہ نہیں ہوا تھا اور پھر یہاں تو اس شخص نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ کار چھیننے والے ایسا تو نہیں کرتے۔ ڈیانا نے اپنا موبائل فون اٹھایا اور اس پر 911 ڈائل کیا۔ آپریٹر نے تقریباً دو منٹ بعد اسے جواب دیا۔

''911۔ آپ کو کس نوعیت کی ایمرجنسی درپیش ہے؟''

تفصیل بیان کرنے کے دوران بھی ڈیانا کو احساس ہو رہا تھا کہ اب تک تو مجرم کہیں کا کہیں پہنچ گیا ہو گا۔

فون بند کرنے کے بعد اس نے پلٹ کر ٹوٹے ہوئے عقبی شیشے کو دیکھا تو اس پر تھرتھری چڑھ گئی۔ اس کا جی چاہا کہ رچرڈ کو فون کرے اس بارے میں بتائے۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ رچرڈ ایک بے حد ارجنٹ پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ وہ فون کرے گی تو وہ ڈسٹرب ہو گا اور کام چھوڑ کر دوڑا چلا آئے گا۔

اسی وقت اسے ایک ایسا خیال آیا کہ اسے خون اپنی رگوں میں جمتا محسوس ہونے لگا۔ کیا یہ محض اتفاق تھا؟ یا وہ شخص اس کا انتظار کر رہا تھا؟

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 6

علیم الحق حقی

اس نے سوچا۔ جب یہ مقدمہ شروع ہوا تھا تو رچرڈ نے اسے آلٹیئر ی کے خلاف گواہی دینے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے کہا تھا۔ ''میں گواہی نہیں دوں گی تو میرے ضمیر پر عمر بھر بوجھ رہے گا۔''

یہ اتفاق ہی ہے۔ ڈیانا نے خود کو سمجھایا۔ مقدمے کے دوران آلٹیئر ی ایسی حماقت نہیں کرسکتا۔ یہ تو اپنا کیس اور خراب کرنا ہوا۔

اپنی بلڈنگ سے انڈر گراؤنڈ گیراج میں کار لے جاتے ہوئے ڈیانا نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ سڑک پر بہ ظاہر تو سب کچھ نارمل ہی لگ رہا تھا۔

.................x...................

اس کا گراؤنڈ فلور ڈ پلیکس اپارٹمنٹ بہت ہوادار تھا۔ نشست گاہ بہت کشادہ تھی۔ اوپری منزل پر ماسٹر بیڈروم تھا۔ وہیں وہ پینٹ بھی کرتی تھی۔ دیواروں پر اس کی پینٹ کی ہوئی کئی تصویریں آویزاں تھیں۔ کمرے کے وسط میں ایزل پر ایک نامکمل پورٹریٹ لگا تھا۔ ڈیانا نے اسے ہٹایا اور اس کی جگہ سادہ کینوس لگا دیا۔ پھر وہ اس آدمی کا اسکیچ کرنے لگی، جس نے کچھ دیر پہلے اس پر فائرنگ کی تھی۔ لیکن اس کے ہاتھ اس بری طرح کانپ رہے تھے کہ اسے ہاتھ روکنا پڑا۔

.................x...................

''اس کام میں یہ حصہ مجھے سب سے برا لگتا ہے''۔ ارل گرین برگ نے شکایتی لہجے میں کہا۔ وہ دونوں اس وقت ڈیانا اسٹیونز کے گھر جا رہے تھے۔

''کیا ضروری ہے کہ ہم بتائیں۔ شام کی خبروں سے اسے خود ہی معلوم ہو جائے گا''۔ رابرٹ تجویز پیش کی۔ پھر اس نے ارل کو بہت غور سے دیکھا۔ ''تم اسے بتاؤ گے نا؟''۔

ارل گرین برگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے وہ قصہ یاد آیا جو پولیس والوں میں بہت مشہور تھا۔ ایک گشتی پولیس افسر ایک مجرم کے ہاتھوں مارا گیا۔ افسر اعلیٰ نے ایک سراغ رساں سے کہا کہ اسے ایڈمز کی بیوی کو یہ اطلاع دینی ہے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ''ذرا احتیاط سے...... خاتون بے حد حساس ہے''۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں انہیں اچھی طرح ہینڈل کرلوں گا''۔ سراغ رساں نے افسر اعلیٰ کو اطمینان دلایا۔

کچھ دیر بعد سراغ رساں نے مقتول پولیس والے کے دروازے پر دستک دی۔ مسز ایڈمز نے دروازہ کھولا۔ سراغ رساں نے چھوٹتے ہی اس سے پوچھا ''کیا آپ ہی ایڈمز کی بیوہ ہیں؟''۔

.................x...................

ڈیانا کو اطلاعی گھنٹی کی آواز نے چونکا دیا۔ اس وقت اسے کسی کے آنے کی امید بھی نہیں تھی۔ وہ انٹر کام تک گئی۔ ''کون ہے؟''۔

''سراغ رساں ارل گرین برگ۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے مسز اسٹیونز''۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

ڈیانا نے سوچا، یہ وہی کار چھینے والا معاملہ ہے۔ پولیس کچھ زیادہ ہی مستعد ہوگئی ہے۔ اس نے بزر دبایا۔ گرین برگ ہال وے میں داخل ہوا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''اتنی جلدی آنے کا شکریہ''۔ ڈیانا نے اسے دیکھتے ہی کہا ''میں نے اس کا اسکیچ شروع کیا تھا لیکن...... خیر اس کی رنگ سانولی تھی۔ براؤن آنکھیں، بائیں رخسار پر تل، گن پر سائلنسر لگا تھا اور......''۔

ارل گرین برگ الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ''سوری میڈم، یہ آپ کا کیا......''۔

''میں نے 911 پر کیا تھا......''۔ ڈیانا نے غور سے سراغ رساں کو دیکھا۔ ''تو یہ میرا کار جیکنگ والا معاملہ نہیں ہے؟ تو پھر کیا بات ہے؟''

''سوری میڈم۔ میں ایک بری خبر لایا ہوں۔ آپ کے شوہر کے بارے میں......''۔

''کک...... کیا ہوا؟'' ڈیانا کی آواز لرز رہی تھی۔

''حادثہ''۔

''کیسا حادثہ؟''۔

''ان کی لاش مین ہٹن برج کے نیچے سے ملی ہے''۔

ڈیانا اسے گھورتی رہی۔ پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔ ''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرے شوہر تو اپنی لیبارٹری میں مصروف ہیں''۔

کام ارل کی توقع سے زیادہ مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ ''مسز اسٹیونز! رات آپ کے شوہر کس وقت واپس آئے تھے؟''۔

''نہیں۔ وہ نہیں آئے۔ وہ سائنس دان ہیں''۔ ڈیانا نے کہا ''کبھی کبھی وہ رات رات بھر مصروف رہتے ہیں''۔

''آپ کو علم ہے کہ ان کا تعلق مافیا سے تھا؟''۔

ڈیانا ششدر رہ گئی۔ ''مافیا؟ دماغ خراب ہے آپ کا؟''۔

''دراصل ہمیں ان کے پاس سے......''۔

مگر ڈیانا اب بھڑک چکی تھی۔ ''پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں''۔

ارل گرین برگ نے اپنا شناختی بیج اس کی طرف بڑھایا۔

ڈیانا نے بیج دیکھ کر واپس کیا اور اچانک ہی اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا۔ ''کیا اس شہر کی انتظامیہ تمہیں تنخواہ اس کام کی دیتی ہے کہ تم معزز شہریوں کو ڈراتے پھرو۔ میرا شوہر زندہ ہے اور اپنے کام میں مصروف ہے''۔ اب وہ ہسٹریائی انداز میں چیخ رہی تھی۔

ارل نے اس کی آنکھوں میں ہسٹریا کی کیفیت دیکھی۔ ''مسز اسٹیونز۔ میں کسی کو آپ کی دیکھ بھال کیلئے......''۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 7

علیم الحق حقی

''دیکھ بھال کی ضرورت تمہیں ہے، مجھے نہیں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے''۔

''مسز اسٹیونز، میں آپ کی مدد......''۔

''تم جاتے ہو یا......''۔

ارل گرین برگ نے اپنا کارڈ نکالا اور قریبی میز پر رکھ دیا۔ ''اس پر میرا نمبر ہے۔ آپ بات کرنا چاہیں تو......'' یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

اس کے جانے کے بعد ڈیانا نے دروازہ لاک کیا اور گہری سانس لی۔ بے وقوف......غلط پتے پر چلا آیا......اور مجھے ڈرا رہا تھا۔ اس نے سوچا۔ مجھے اس کی شکایت کرنی ہوگی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا، رچرڈ اب آنے ہی والا ہوگا۔ کھانا بنانے کی فکر کی جائے۔

.................x.................

رچرد کے کام میں رازداری کی بڑی اہمیت تھی۔ اس لئے ڈیانا اسے کبھی ڈسٹرب نہیں کرتی تھی۔ وہ اسے فون نہ کرتا تو وہ سمجھ لیتی کہ وہ بہت زیادہ مصروف ہے۔

ڈیانا نے کھانا تیار کر لیا تھا۔ دس بجے گئے اور رچرڈ نہیں آیا تو اس نے کھانا فریج میں رکھ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ رچرڈ واپس آئے گا تو اس کا بھوک سے برا حال ہوگا۔

اس کا خود تھکن سے برا حال تھا۔ دانت صاف کر کے وہ بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ چند ہی منٹ بعد وہ گہری نیند سو گئی۔

صبح کے تین بجے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ دیوانہ وار چلا رہی تھی!

اس کے جسم میں تھرتھری دوڑ رہی تھی۔ سردی جیسے اس کی ہڈیوں تک میں اتر گئی تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح سوچے جا رہی تھی......رچرڈ مر چکا ہے۔ اب میں کبھی اسے نہیں دیکھ سکوں گی۔ اس کی آواز کبھی نہیں سن سکوں گی۔ کبھی اسے چھو نہیں سکوں گی۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ مجھے آلٹیڈ کی کے خلاف گواہی نہیں دینی چاہئے تھی۔ رچرڈ، مجھے معاف کر دو......پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتی۔ میری زندگی تو تمہی سے تھی۔ تمہی میرے جینے کا سبب تھے۔ اب میں کیوں اور کیسے جیوں گی۔

وہ لیٹی یہ سب کچھ سوچتی رہی۔ وہ مر جانا چاہتی تھی۔ اس کا بس چلتا تو غائب ہو جاتی۔ سوچتے سوچتے اس کی سوچوں کا رخ ماضی کی طرف ہو گیا۔ رچرڈ نے کیسے اس کی زندگی بدل ڈالی تھی......

.................x.................

ڈیانا ویسٹ کا باپ سرجن تھا اور ماں آرٹسٹ۔ خود ڈیانا نے تین سال کی عمر سے ڈرائنگ شروع کر دی تھی۔ کالج میں تعلیم کے دوران ریاضی کے پرکشش ٹیچر کے ساتھ اس کا مختصر افیئر چلا۔ ٹیچر کا کہنا تھا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا میں واحد عورت ہے جو اس کیلئے بنی ہے۔ بعد میں ڈیانا کو پتہ چلا کہ وہ نہ صرف شادی شدہ ہے۔ بلکہ تین بچوں کا باپ بھی ہے۔ اس نے وہ کالج ہی چھوڑ دیا۔

اسے مصوری سے عشق تھا۔ فارغ وقت میں وہ صرف مصوری کرتی تھی۔ گریجویشن کرتے کرتے اس کی فن کارانہ ساکھ بن گئی اور تصویریں فروخت ہونے لگیں۔ ایک آرٹ گیلری میں اس کی تصویروں کی نمائش بھی ہوئی۔ گیلری کے مالک پال ڈیکن نے اس کی بہت حوصلہ افزائی بھی کی۔ نمائش بہت کامیاب ثابت ہوئی۔

نمائش کے بعد پال ڈیکن نے اسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا ''تمہاری بیشتر تصویریں فروخت ہو چکی ہیں۔ میرا خیال ہے، چند ماہ کے بعد دوسری نمائش کی تیاری کرنی چاہئے۔ لیکن اصل تیاری تو تمہیں کرنی ہوگی''۔

''شکریہ پال۔ دیکھیں گے''۔

ڈیانا کسی کو آٹوگراف دے رہی تھی کہ اچانک پیچھے سے کسی نے کہا۔ ''مجھے تمہارے خم اچھے لگے''۔

ڈیانا کا جسم غصے سے تن گیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور کوئی سخت جواب دینے کیلئے منہ کھولا۔

آنے والے نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''تمہارے ہاں روزیٹ اور سینٹ کی نزاکت ہے۔'' ڈیانا نے دیکھا کہ وہ اس کی ایک پینٹنگ پر تبصرہ کر رہا تھا۔

ڈیانا نے بروقت خود کو روک لیا۔ اس نے اس شخص کو غور سے دیکھا۔ اس کی عمر 35 کے لگ بھگ تھی۔ قد چھ فٹ، کسرتی جسم، شہد جیسی رنگت کے بال اور نیلی آنکھیں۔ ''آپ کا شکریہ۔'' ڈیانا نے کہا

''تم نے مصوری کب شروع کی؟''

''بچپن سے۔ میری ماں بھی مصوری کرتی ہیں''۔

وہ مسکرایا۔ ''میری ماں کھانا بہت اچھا پکاتی ہیں۔ مگر مجھے اب تک کھانا پکانا نہیں آیا۔ خیر......میں تمہارا نام جانتا ہوں۔ البتہ تمہیں میرا نام نہیں معلوم۔ اسلئے بتا رہا ہوں۔ میں رچرڈ اسٹیونز ہوں''۔

اس لمحے پال ڈیکن تین پیکٹ لئے ان کی طرف چلا آیا۔ ''یہ رہیں آپ کی پینٹنگز مسٹر اسٹیونز۔'' اس نے وہ رچرڈ کو دیں اور چلا گیا۔

ڈیانا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ''آپ نے میری تین تصویریں خریدی ہیں ڈ''

''دو میرے گھر میں پہلے ہی سے موجود ہیں''۔

''یہ......یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے''۔

''اعزاز تو دراصل میرے لئے ہے۔'' رچرڈ نے کہا۔ پھر ہچکچاتے ہوئے بولا۔ ''تم شاید مصروف ہو۔ میں چلتا......''

''نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' ڈیانا نے جلدی سے کہا۔

''کل بلاتھا اسپرٹ کا افتتاحی شو ہو رہا ہے۔ میرے پاس اس کے دو ٹکٹ ہیں۔ اگر تمہیں فرصت ہو تو......''

ڈیانا نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ خوش اخلاق اور پرکشش تھا۔ لیکن وہ اجنبی بھی تو تھا اور کسی بالکل اجنبی کے ساتھ کہیں جانا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ مگر اس نے بے ساختہ کہا۔ ''کیوں نہیں۔ میں چلوں گی آپ کے ساتھ''۔

وہ ایک یادگار شام تھی۔ رچرڈ اسٹیونز کی کمپنی بہت خوش کن تھی۔ وہ بہت دلچسپ آدمی تھا۔ بالکل ابتدا میں ہی اندازہ ہو گیا کہ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی کی کمی نہیں۔ دونوں کا مصوری اور موسیقی کا ذوق ایک جیسا تھا۔ ڈیانا اس کی طرف کھنچ رہی تھی۔

''تم کل رات مصروف تو نہیں؟'' شو کے بعد رچرڈ نے پوچھا ''نہیں''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دجال

قسط نمبر: 8

علیم الحق حقی

اگلی رات انہوں نے سوہو کے ایک پرسکون ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔ ''رچرڈ...... مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔'' ڈیانا نے کھانے کے بعد کہا۔

''بتانے کو کچھ زیادہ ہے بھی نہیں۔'' رچرڈ نے جواب دیا۔ ''میں شکاگو میں پیدا ہوا۔ میرے والد آرکیٹیکٹ تھے۔ وہ دنیا بھر میں عمارتیں بناتے تھے۔ میں اور ممی ان کے ساتھ سفر میں ہی رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے درجنوں شہروں میں، درجنوں اسکولوں میں داخلہ لیا اور مجھے کئی زبانیں آتی ہیں۔''

''تم کرتے کیا ہو؟''

''میں کنگسلے انٹرنیشنل گروپ میں کام کرتا ہوں۔ کے آئی جی ایک بڑا تھنک ٹینک ہے۔''

''اکیسائٹنگ۔''

''ہاں۔ دلچسپ کام ہے۔ ہم ٹیکنالوجی پر ریسرچ کرتے ہیں۔ ہم سوال سوچتے ہیں اور پھر ان کے جواب تلاش کرتے ہیں۔''

ڈنر کے بعد رچرڈ ڈیانا کو اس کے گھر پہنچانے کے لئے گیا۔ ''تمہارے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا ڈیانا۔ تمہارا شکریہ۔'' رچرڈ نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا اور پھر وہ پلٹ کر اسے دیکھے بغیر رخصت ہو گیا۔

ڈیانا کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ اسے خوشی تھی کہ وہ اسے انسان سمجھتا ہے، کھلونا نہیں۔

اس کے بعد کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ وہ ساتھ نہ ہوں۔ لطف یہ کہ انہیں یکسانیت کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔

جمعے کی رات رچرڈ نے کہا۔ ''ہفتے کی صبح لیگ کی ایک ٹیم کو میں کوچ کرتا ہوں۔ چاہو تو کل تم میرے ساتھ چلو۔''

''میں چلوں گی۔''

اگلی صبح ڈیانا اسے لڑکوں کو کوچ کرتے دیکھ رہی تھی۔ اس روز اس کی شخصیت کے پہلو اور اجاگر ہوئے۔ وہ بہت مہربان، درگزر کرنے والا اور دوسروں کی پروا کرنے والا تھا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ٹیم کا ہر لڑکا اس پر جان چھڑکتا ہے۔

اس روز ڈیانا کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ محبت میں گرفتار ہو رہی ہے۔

چند روز بعد ڈیانا اپنی سہیلیوں کے ساتھ لنچ کر رہی تھی۔ کھانے کے بعد وہ سب ایک نجومی بنجارن کے پاس چلی گئیں۔ اس کی تجویز ڈیانا ہی نے پیش کی تھی۔

ڈیانا کے سوا سب کو جلدی تھی۔ وہ اپنی اپنی قسمت کا حال پوچھ کر رخصت ہو گئیں۔ آخر میں ڈیانا اندر گئی۔ وہ قسمت وغیرہ پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ لیکن وہ رچرڈ کے حوالے سے اپنے مستقبل کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔

نجومی عورت پتے پھینٹنے لگی۔ وہ اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔ ''میں یہ جاننا......''

''ششش''۔ نجومی عورت نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر اس نے ایک کارڈ پلٹا اور چند لمحے اسے غور سے دیکھنے کے بعد بولی۔ ''بے شمار راز ہیں، جو تمہیں جاننے ہیں۔'' پھر اس نے دوسرا پتا پلٹا۔ ''یہ قمر ہے۔ تم ایسی خواہشیں کر رہی ہو، جن کے بارے میں تمہیں بے یقینی ہے۔''

ڈیانا ایک پل کو ہچکچائی۔ مگر پھر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کوئی مرد؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 9 — علیم الحق حقی

ڈیانا نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔

نجومی عورت نے ایک اور پتا کھولا ''یہ محبت کرنے والوں کا پتا ہے۔''

''یہ اچھا شگون ہے؟'' ڈیانا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''دیکھتے ہیں۔ اگلے تین پتے ہمیں سب کچھ بتا دیں گے۔'' نجومی عورت نے ایک اور پتا کھولا ''پھانسی پانے والا'' وہ بڑبڑائی۔ اس کے چہرے پر سنگینی تھی اور انداز میں ہچکچاہٹ۔ اس نے ایک اور پتا کھولا ''شیطان'' وہ پھر بڑبڑائی۔

''برا شگون ہے یہ؟'' ڈیانا کے لہجے میں بے پروائی تھی۔

نجومی عورت نے جواب نہیں دیا۔ اس نے تیسرا پتا کھولا۔ پھر نفی میں سر ہلایا ''نشانِ مرگ'' وہ بڑبڑائی۔

ڈیانا اٹھ کھڑی ہوئی ''میں اس خرافات پر یقین نہیں رکھتی۔'' اس کے لہجے میں اس بار برہمی تھی۔

نجومی عورت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور بھنچی بھنچی آواز میں بولی ''تمہارے یقین کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہارے اطراف میں عورت ہی موت ہے۔''

ایک ماہ تک خنجر یونہی پڑے رہے۔ کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ پھر ایک نیلام گھر والے کو وہ شوکیس کے عقبی حصے میں پڑے نظر آئے۔ اس نے انہیں خرید لیا۔

دو دن بعد وہ ساتوں خنجر لاٹ نمبر 7 کی حیثیت سے نیلامی کے لئے پیش کئے گئے۔ انہیں بڑی ترتیب سے مخملی کپڑے پر رکھا گیا تھا۔ ان پر پالش کی گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں کرائسٹ کا چہرہ چمک رہا تھا اور ان کے پھل کی چمک کا یہ عالم تھا کہ اس میں پورے کمرے کا منظر منعکس ہو رہا تھا۔

نیلامی والوں کے انداز میں بھی بے پروائی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ سیزن بہت سست روی سے چل رہا تھا۔ خریدار بھی بس چند ایک ہی تھے۔ ان میں سے ایک ایسا تھا جو لاٹ نمبر 7 میں دلچسپی لے رہا تھا۔ وہ ہال کے آخری حصے میں کھڑا تھا۔ لاٹ نمبر 7 خریدنے کے لئے اسے صرف دو بار بولی کی زحمت کرنی پڑی۔ بالآخر خنجر اسے مل گئے۔

اپنے اپارٹمنٹ جاتے ہوئے وہ ان خنجروں کو بار بار دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے اس کی کار کی پسنجر سیٹ پر رکھے تھے۔ وہ خنجر کے بارے میں بہت متجسس ہو رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر اسے کچھ یاد آنے لگتا تھا...... اور یاد آتے آتے رہ جاتا تھا۔ وہ اپنی یادداشت کو ٹٹولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اسے کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ بس اسے اتنا یاد آتا تھا کہ برسوں پہلے اس نے ان خنجروں کے بارے میں کہیں کچھ پڑھا تھا۔

اپارٹمنٹ پہنچتے ہی وہ سیدھا اپنی اسٹڈی میں گیا اور خنجروں کو اپنی میز پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ انہیں گھورتا رہا۔ پھر اس نے سب سے قریبی خنجر کو ہاتھ میں اٹھایا۔ انداز ایسا تھا، جیسے انہیں ہاتھوں میں تول کر ان کا وزن اور توازن جانچ رہا ہو۔ اس نے بڑی نرمی سے خنجر کے پھل کو اپنی ہتھیلی پر پھیرا۔ اس کی چیخ نکل گئی اور ہتھیلی پر باریک سی سرخ لکیر ابھر آئی۔

وہ چند لمحے خون سے بھری اس سرخ لکیر کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹا اور خنجر کو انگوٹھے اور انگشت شہادت کی مدد سے تھام لیا۔ اس کا انگوٹھا کرائسٹ کے ابھرے ہوئے چہرے پر تھا۔ اس نے آہستہ سے خنجر کو چھ انچ اوپر اٹھایا، میز پر رکھی ہوئی اپنی ڈائری کی عین اوپر لایا اور اسے گرا دیا۔

خنجر کے پھل نے ڈائری کو یوں کاٹ دیا، جیسے اس کے صفحے مکھن کے بنے ہوئے ہوں۔

اس نے خنجر کو میز سے اٹھایا اور غور سے دیکھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ ایک مہلک ہتھیار ہے۔ خنجر کا پھل تکونی ساخت کا تھا۔ یعنی اس سے جو زخم لگے گا، اس کا مندمل ہونا آسان نہیں ہوگا۔

نجانے کیوں اس کے جسم میں سرد سی لہر...... اور لرزش دوڑ گئی۔ وہ ایک شیلف کی طرف بڑھا اور اس نے وہاں سے تین کتابیں منتخب کرکے نکالیں۔ پھر وہ اپنی میز کے پاس چلا آیا۔ وہاں بیٹھ کر وہ ان کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اس دوران وہ انگشت شہادت سے خنجر کے دستے کو سہلا رہا تھا۔

کوئی ایک گھنٹے بعد اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ریسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر ملایا اور انتظار کرنے لگا۔

دوسری طرف سے جواب ملا تو اس نے ماؤتھ پیس میں کہا ''فادر ڈولان پلیز......'' اس کی آواز میں سنسنی تھی۔

ال اٹالیا کے بوئنگ 747 میں اس نوجوان پادری کے قریب بیٹھے ہوئے مسافر ابتدا میں تو پادری کی قربت پر بہت خوش تھے۔ ان میں کچھ ایسے تھے جو پرواز کے دوران نروس رہتے تھے۔ وہ اس لئے خوش تھے کہ پادری دل ہی دل میں دعائیں کرے گا جو ان کے کام بھی آ ئیں گی۔ کینیڈی ایئرپورٹ کے رن وے پر جہاز کھڑا ہوا تو وہ لوگ بہت ڈرے تھے۔ لیکن پادری منہ ہی منہ میں کچھ بدبداتا رہا تھا۔

پھر جب جہاز نے رن وے چھوڑا اور فضا میں بلند ہوا تو انہوں نے سکون کی سانس لی۔

لیکن بعد میں وہ پادری کو دیکھ کر پریشان ہونے لگے۔ وجہ یہ تھی کہ پادری بے حد اعصاب زدہ لگ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس کے قریب بیٹھے مسافر یہ سوچ کر خوف زدہ ہونے لگے کہ کیا پادری کوئی ایسی بات جانتا ہے، جس سے وہ لوگ بے خبر ہیں اور پادری اپنی گود میں ایک پیکٹ سا رکھے بیٹھا تھا، جسے وہ وقتاً فوقتاً اپنے ہاتھ میں سختی سے پکڑ لیتا تھا۔ مسافر سوچ رہے تھے کہ اس پیکٹ میں کیا ہے؟ اور جو کچھ ہے، اس کی کتنی اہمیت ہے کہ پادری کو گود میں رکھنے کے باوجود اس کی اتنی فکر ہے۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

کھانا سرد کیا تب بھی پادری نے اس پیکٹ کو خود سے دور کرنا گوارا نہیں کیا۔

بالآخر فلائٹ ختم ہوئی۔ جہاز روم ایئرپورٹ پر اترا تو مسافروں نے سکون کی سانس لی۔

کسٹمز کے کاؤنٹر پر کسٹم افسر نے معذرت خواہانہ لہجے میں پادری سے استدعا کی کہ وہ اپنے بیگ کھول کر دکھائے۔ وہ بے چارہ شرم سار تھا کہ ایک پاک باز انسان کو چیلنج کر رہا ہے۔ لیکن کیا کرتا، وہ اس کا فرض تھا اور ان دنوں حالات ہی ایسے تھے۔ منشیات کے اسمگلروں نے صورتحال خراب کر دی تھی۔ کوئی حربہ ایسا نہیں تھا، جو وہ نہ آزماتے ہوں۔ وہ پادری کا روپ بھی دھار سکتے تھے۔

بیگ چیک کرنے کے بعد افسر نے پیکٹ کی طرف اشارہ کیا۔ ''یہ بھی کھول کر دکھائیں فادر۔''

فادر نے پیکٹ کھولا تو کسٹم افسر حیرت سے پلکیں جھپکا کر رہ گیا۔ ''یہ...... یہ......''

لیکن اسی لمحے فادر نے جیب سے ایک نیلام گھر کی رسید نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ رسید پر شکاگو کے ایک نیلام گھر کی مہر لگی تھی۔ وہ خنجر نیلامی میں خریدے گئے تھے۔

کسٹم افسر نے پادری کو جانے کی اجازت دے دی۔ لیکن جاتے ہوئے وہ اسے گھورتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایک امریکن پادری ایسے خطرناک خنجر لے کر روم کیوں آیا ہے۔

خدا پراسرار انداز میں کام کرتا ہے۔ اپنے بھید وہی جانتا ہے۔ افسر نے سوچا۔ پھر وہ اگلے مسافر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اب فادر ڈولان اسے یاد بھی نہیں تھا۔

برلن...... جرمنی

پولیس کمانڈنٹ اوٹو شیفر، دو باوردی پولیس مین اور بلڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ کارل گوٹز پانی سے لبالب بھرے باتھ ٹب میں پڑی لاش کو دیکھ رہے تھے۔ لاش کی گردن کے گرد نیل کا ہلکا سا نشان تھا۔ ٹب کے پہلو میں شراب کی ایک خالی بوتل لڑھکی ہوئی تھی۔

''اس کا نام؟'' پولیس کمانڈنٹ نے کارل سے پوچھا۔

''سونجا وربرگ۔ اس کے شوہر کا نام فرانز وربرگ ہے۔ وہ سائنس داں ہے۔''

''یہ اس اپارٹمنٹ میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی؟''

''جی ہاں، سات سال سے۔ یہ بہت اچھے کرائے دار ہیں۔ وقت پر کرایہ ادا کرتے تھے۔ کبھی کسی کو پریشان نہیں کیا۔ سب ان سے محبت......'' کارل کو احساس ہوا کہ وہ کیا کہنے والا ہے، وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا۔

''خاتون بھی کوئی جاب کرتی تھی؟''

''جی ہاں...... انٹرنیٹ کیفے میں، جہاں لوگ کمپیوٹر استعمال......''

''لاش کیسے دریافت کی تم نے؟''

''یہ ٹونٹی......'' کارل نے باتھ ٹب میں پانی بھرنے والے نل کی طرف اشارہ کیا۔ ''...... میں کئی بار مرمت کر چکا ہوں، مگر یہ پوری طرح بند نہیں ہوتا۔''

''تو؟''

''صبح نچلے فلیٹ والوں نے پانی رسنے کی شکایت کی تھی۔ میں نل ٹھیک کرنے کے لئے آیا۔ دروازے پر دستک دی، جواب نہیں ملا تو میں نے اپنی چابی سے دروازہ کھولا۔ باتھ روم میں آیا تو یہ......''

ایک ڈیٹیکٹیو باتھ روم میں داخل ہوا۔ ''کیبنٹ میں شراب کی کوئی بوتل نہیں ہے۔ صرف سوفٹ ڈرنکس ہیں۔''

اوٹو شیفر نے سر کو تفہیمی جنبش دیتے ہوئے کہا۔ ''اس بوتل سے فنگر پرنٹس اٹھانے ہیں۔'' اس نے لڑھکی ہوئی شراب کی بوتل کی طرف اشارہ کیا۔

''بہتر سر۔''

شیفر کارل کی طرف مڑا۔ ''فرانز وربرگ کہاں ملے گا؟''

''وہ تو صرف صبح کے وقت نظر آتے ہیں...... کام پر جاتے ہوئے۔ لیکن......'' اس نے بے بسی سے کندھے جھٹکے۔

''تم نے آج صبح اسے دیکھا تھا؟''

''نہیں جناب۔''

''تمہارے علم میں ایسی کوئی بات ہے کہ فرانز کسی ٹرپ پر جانے والا تھا؟''

''نہیں جناب۔''

شیفر ایک پولیس والے کی طرف مڑا۔ ''دوسرے کرائے داروں سے بات کرو، معلوم کرو کہ حال ہی میں خاتون ڈپریشن کا شکار تو نہیں تھی۔ شوہر سے جھگڑا تو نہیں ہوا تھا اس کا۔ اور یہ کہ وہ بلانوش تو نہیں تھی۔ ہر زاویے سے پوچھ گچھ کرو۔'' وہ پھر کارل سے مخاطب ہوا۔ ''ہم اس کے شوہر کو چیک کرتے ہیں۔ تمہیں کوئی خاص بات یاد آئے تو......''

کارل نے جلدی سے کہا۔ ''مجھے نہیں معلوم کہ اس بات کی کوئی اہمیت ہے یا نہیں۔ لیکن ایک کرائے دار نے مجھے بتایا کہ گزشتہ رات بلڈنگ کے سامنے ایک ایمبولینس کھڑی رہی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا...... کیا کوئی بیمار ہے۔ میں پوچھ گچھ کے لئے باہر نکلا تو ایمبولینس جا چکی تھی......''

''ہم اس زاویے سے بھی تفتیش کریں گے۔'' اوٹو شیفر نے کہا۔

''اور...... اور لاش کا کیا ہوگا؟'' کارل نروس نظر آنے لگا۔

''میڈیکل ایگزامنر آنے ہی والا ہے۔ ٹب خالی کرو اور لاش پر تولیا ڈال دو۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 11

علیم الحق حقی

ڈیانا اسٹیونز کیلئے وقت جیسے رک گیا تھا۔ اپارٹمنٹ جیسے یادوں کا قبرستان بن گیا تھا، اب اس میں نہ زندگی کی حدت تھی نہ آرام کا کوئی پہلو۔ رچرڈ کے بغیر وہ گھر نہیں تھا...... بس دیواروں کا مجموعہ تھا

وہ چلتے چلتے تھک گئی تو کاؤچ پر ڈھے گئی اور آنکھیں موند لیں۔ شادی کے دن رچرڈ نے اس سے پوچھا تھا...... کیا تحفہ چاہئے تمہیں؟ اور اس نے جواب دیا تھا...... اب مجھے مزید کچھ نہیں چاہئے

اب اس نے رچرڈ کو پکارا۔ ''مجھے اب کچھ چاہئے رچرڈ۔ مجھے وہ تحفہ دو...... منہ مانگا۔ تم میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں دیکھنا...... تمہیں چھونا چاہتی ہوں۔ مجھے تمہارا لمس درکار ہے۔ میں تمہاری آواز میں سننا چاہتی ہوں...... آئی لو یو! آجاؤ رچرڈ......'' اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

رچرڈ کی موت کی اطلاع ملنے کے بعد اس نے خود کو اپارٹمنٹ میں بند کرلیا تھا۔ اس نے نہ کوئی فون کال ریسیو کی اور نہ ہی اطلاعی گھنٹی کے جواب میں دروازہ کھولا۔ وہ باہر کی دنیا سے رابطہ منقطع کر بیٹھی تھی۔ اس دکھ اور اذیت میں وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اب وہ پچھتا رہی تھی۔ اس نے جی چاہنے کے باوجود رچرڈ کے سامنے کبھی اظہار محبت نہیں کیا تھا۔ اس کے خیال میں یہ کمزوری کا اظہار ہوتا۔ مگر اب وہ اظہار کرنا چاہتی تھی۔ رچرڈ کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔ لیکن اب رچرڈ موجود نہیں تھا۔

فون کی گھنٹی اور اطلاعی گھنٹی بجے جا رہی تھی۔ بالآخر وہ اٹھی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر اس کی سب سے قریبی سہیلی کیرولین کھڑی تھی۔ اس نے ڈیانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا حال بنا رکھا ہے تم نے۔'' اس کا لہجہ اور نرم ہو گیا۔ ''سب تم سے رابطے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم سب تمہارے لئے پریشان تھے۔''

''سوری کیرولین۔ بس میرا دل......''

''کچھ نہ کہو، میں سمجھتی ہوں۔ مگر سب دوست تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

ڈیانا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں کیرولین......''

کیرولین نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''ڈیانا...... رچرڈ کی زندگی ختم ہوگئی۔ لیکن تم ابھی زندہ ہو۔ ان لوگوں کو خود سے دور مت کرو، جو تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم بیٹھو...... میں خود سب سے رابطہ کروں گا۔''

............☆............

ڈیانا اور رچرڈ کے دوستوں سے فلیٹ بھر گیا تھا۔ جو نہیں آپائے، وہ فون پر تعزیت کر رہے تھے۔ آنے والوں میں آرٹ گیلری کا مالک پال ڈیکن بھی تھا۔ ''میں کب سے تمہیں فون کر رہا......''

''مجھے معلوم ہے پال۔ سوری۔''

''مجھے رچرڈ کی موت کا افسوس ہے ڈیانا۔ اتنے اچھے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ لیکن تم خود کو سنبھالو ڈیانا۔ لوگ تمہارا کام دیکھنے کو بے چین ہیں۔''

''مجھ سے کام نہیں ہوگا پال۔ کام کی میرے لئے کوئی اہمیت ہی نہیں رہی۔''

پال نے بہت کوشش کی۔ لیکن ڈیانا کو قائل نہیں کرسکا۔

اگلے روز اطلاعی گھنٹی بجی۔ ڈیانا نے پیپ ہول سے جھانکا۔ باہر اچھا خاصا جمع تھا۔ اس کا ذہن الجھنے لگا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ ہال وے میں دس بارہ لڑکے کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چھوٹا سا ایک بوکے تھا۔ ''گڈ مارننگ مسز اسٹیونز۔'' لڑکے نے پھول اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اچانک ڈیانا کو سب کچھ یاد آگیا۔ یہ وہ ٹیم تھی، جسے رچرڈ کوچ کرتا تھا۔ ''شکریہ۔'' اس نے کہا۔ حقیقت یہ تھی کہ اسے ان گنت بوکے اور تعزیتی کارڈ ملے تھے، لیکن یہ چھوٹا سا بوکے ان سب چیزوں پر بھاری تھا۔ ''آؤ...... اندر آجاؤ۔''

لڑکے اندر آگئے۔ ''ہم آپ کو بتانا چاہتے تھے کہ ہمیں کتنا دکھ ہوا ہے اور ہمیں آپ سے کیسی ہمدردی ہے۔'' ان میں سے ایک بولا۔

''آپ کے شوہر ایک عظیم انسان تھے۔'' دوسرے نے کہا۔

''اور وہ بہت شاندار کوچ تھے۔''

ڈیانا کے لئے اپنے آنسوؤں کو روکنا مشکل ہو گیا۔ ''رچرڈ بھی تم لوگوں پر فخر کرتا تھا، وہ تم لوگوں سے محبت کرتا تھا۔'' اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''سنو...... تم لوگ پیپسی لوگے......؟''

''نہیں مسز اسٹیونز، شکریہ۔ ہم بس آپ کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ ہم مسٹر اسٹیونز کو بہت مس کر رہے ہیں۔''

''میں تم لوگوں کا شکر گزار ہوں۔''

لڑکوں نے گڈ بائی کہا اور رخصت ہو گئے۔ اسی وقت باہر بجلی کڑکی اور بارش شروع ہوگئی۔ لگتا تھا، آسمان رچرڈ کے غم میں رو رہا ہے۔ ڈیانا کے پاس یادوں کے سوا کچھ نہیں رہا تھا۔

شادی کے فوراً بعد رچرڈ کا تمتماتا مسکراتا چہرہ دیکھ کر ایک لمحے کو اسے خانہ بدوش نجومی عورت کی پیش گوئی یاد آئی۔ وہ مسکرا دی۔

شادی کے ایک ہفتے بعد انہوں نے فرانس میں ہنی مون کا منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن پھر رچرڈ نے اپنی لیبارٹری سے اسے فون کیا۔ ''سوری ہنی، مجھے ایک نیا پروجیکٹ سونپا گیا ہے، میرا نکلنا فی الحال ممکن نہیں۔ ہنی مون کو ہم چند ماہ کے لئے ملتوی کرسکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں ڈارلنگ۔'' اس نے خوش دلی سے جواب دیا تھا

''ایسا کرو۔ آج لنچ میرے ساتھ کرو۔''

''مجھے بہت خوشی ہوگی۔''

''میں آدھے گھنٹے میں تمہیں لینے آرہا ہوں۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 12

علیم الحق حقی

آدھے گھنٹے کے بعد رچرڈ اسے لینے آیا تو اس نے کہا، ''ہنی...... میرا ایک کلائنٹ یورپ جا رہا ہے۔ ایئرپورٹ جا کر اسے رخصت کرنا ہے۔ وہاں سے لنچ پر چلیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔'' ڈیانا ہر حال میں خوش تھی۔

وہ کینیڈی ایئرپورٹ پہنچے تو رچرڈ نے کہا۔ ''وہ پرائیویٹ جہاز سے جا رہا ہے۔ اسے رخصت کرنے کے لئے ہمیں جہاز تک جانا ہوگا۔''

گارڈ کو رچرڈ نے کارڈ دکھایا۔ وہ ممنوعہ علاقے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک چھوٹا جہاز موجود تھا۔ ''وہ ابھی نہیں آیا ہے۔'' رچرڈ نے کہا۔

''کیوں نہ ہم جہاز میں اس کا انتظار کرلیں۔''

وہ آراستہ وپیراستہ جہاز میں چلے گئے۔ جہاز کے انجن اسٹارٹ تھے۔ کاک پٹ سے ایک فضائی میزبان ان کی طرف بڑھی۔ ''صبح بخیر۔''

ان دونوں نے مسکراتے ہوئے جواب میں اسے صبح بخیر کہا۔

ادھر فلائٹ اٹینڈنٹ نے دروازہ بند کردیا۔ ڈیانا نے حیرت سے رچرڈ کو دیکھا۔ ''وہ تمہارا کلائنٹ تو ابھی آیا نہیں ہے!'' اسی وقت جہاز حرکت میں آگیا۔ ڈیانا نے گھبرا کر کہا۔ ''رچرڈ...... جہاز تو ٹیک آف کر رہا ہے۔''

''ارے...... واقعی۔''

''رکواؤنا اسے۔''

''اب تو یہ ممکن نہیں۔''

ڈیانا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ''اب کیا ہوگا؟ اور یہ جا کہاں رہا ہے؟''

'دیہ ہمیں پیرس لے کر جا رہا ہے۔''

ایک لمحے کو ڈیانا کی سانسیں رکنے لگیں۔ پھر جیسے وہ سب کچھ سمجھ گئی۔ ''رچرڈ...... میں تو کچھ بھی نہیں لائی ہوں، نہ کپڑے، نہ سامان......''

''پیرس میں بڑی بڑی دکانیں ہیں، جہاں ضرورت کی ہر چیز ملتی ہے۔'' رچرڈ نے کہا۔

ڈیانا اسے دیکھتی رہی۔ پھر اس سے لپٹ گئی۔ اسے خوشیوں بھری سرپرائز دینے کا ہنر آتا تھا۔ ''بے وقوف آدمی، آئی لو یو۔'' اس نے کہا۔

''تم نے ہنی مون مانگا تھا۔ تمہیں ہنی مون مل رہا ہے۔'' رچرڈ جیسے گنگنایا

اورلی ایئرپورٹ پر لیموزین ان کی منتظر تھی جو انہیں ہوٹل پلازہ لے گئی۔ ہوٹل میں منیجر نے ان کا استقبال کیا۔ ''مسٹر اینڈ مسز اسٹیونز، آپ کا کمرا تیار ہے۔'' اس نے کہا۔

انہوں نے منیجر کا شکریہ ادا کیا۔ پورٹر انہیں سوئٹ نمبر 310 میں لے گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ڈیانا کو شاک لگا۔ وہاں دیواروں پر اس کی کئی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ ''یہ...... یہ تم نے کیسے کیا؟'' اس نے رچرڈ سے پوچھا۔

''میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔'' رچرڈ نے معصومیت سے کہا۔ ''البتہ یہ لوگ مجھے خوش ذوق لگتے ہیں۔''

مگر اب ڈیانا بے وقوف بننے والی نہیں تھی۔''

پیرس میں سب سے پہلے تو انہوں نے شاپنگ کی۔ کیونکہ وہ تو ضرورت کی کوئی چیز بھی ساتھ نہیں لائے تھے۔ انہوں نے ڈھیر سارے ملبوسات خریدے۔ اس کے بعد وہ صرف اور صرف تفریح کرتے رہے۔

بس ڈیانا کو ایک بات بہت عجیب لگی۔ رچرڈ کے لئے فون کالز آتی تھیں...... اور وہ بھی عجیب عجیب اوقات میں۔ ایک بار صبح کے تین بجے رچرڈ نے ایسی ہی ایک کال ریسیو کی۔ بات ختم ہونے کے بعد ڈیانا نے اس سے پوچھا۔ ''یہ کس کا فون تھا؟''

''ارے...... یہ روٹین کی بزنس کال ہے۔'' رچرڈ نے بے پروائی سے کہا۔

روٹین...... اور آدھی رات کے اس طرف! ڈیانا نے حیرت سے سوچا۔

''ڈیانا! ڈیانا!'' وہ پکار اسے ماضی سے باہر کھینچ لائی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ کیرولین تھی۔ ''تم ٹھیک تو ہو ڈیانا۔''

''مم...... میں...... میں ٹھیک ہوں۔''

کیرولین نے اسے خود سے قریب کرلیا۔ ''زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے۔ ارے ہاں...... تم نے تدفین کے انتظامات بھی کئے ہیں؟''

تدفین کا لفظ سن کر ڈیانا کو شاک لگا۔ ''نن...... نہیں...... میں نے تو...... مجھے خیال بھی......''

''بے فکر ہو جاؤ۔ یہ کام میں......''

اچانک ڈیانا کے اندر ایک حیران کن مضبوطی ابھری۔ ''نہیں کیرولین۔'' اس نے کہا۔ ''دیکھو...... یہی تو رچرڈ کا آخری کام ہے جو میں کرسکتی ہوں اس کے بعد کوئی موقع نہیں ملے گا۔'' یہ کہتے کہتے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ''میں اس کا ہر کام خود کروں گی۔''

اب کیرولین کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

ارل گرین برگ آفس میں تھا، جب وہ کال آئی۔ ''ڈیانا اسٹیونز آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔'' اسے بتایا گیا۔

ارل کو اس کا تھپڑ یاد آگیا۔ اب کیا وہ دوسرے گال کا تقاضہ کرنے والی ہے! اس نے گھبرا کر سوچا۔ بہرحال اس نے ریسیور اٹھالیا۔

''میں ڈیانا اسٹیونز بول رہی ہوں۔ اس کال کے دو اسباب ہیں۔ پہلے میں معذرت کروں گی۔ میرا رویہ بہت خراب تھا۔ میں اس پر شرمندہ ہوں''

ارل خود شرمندہ ہوگیا۔ ''ارے نہیں مسز اسٹیونز۔ وہ صورتحال ہی ایسی تھی۔ خیر دوسری بات کہیں......''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 13

علیم الحق حقی

’’ہاں میرے شوہر کی لاش پولیس کی تحویل میں ہے۔میں اس کی تدفین کے انتظامات کر رہی ہوں۔لاش مجھے کیسے ملے گی؟‘‘

ارل گرین برگ جانتا تھا کہ دفتری کارروائیاں احمقانہ حد تک طویل ہوتی ہیں۔اسے ڈیانا پر ترس آنے لگا۔اب وہ اسے یہ سب کیسے بتائے۔وہ تو ویسے ہی دکھی ہو رہی ہے۔’’آپ اس کی فکر نہ کریں مسز اسٹیونز۔میں دو دن میں یہ سب کر دوں گا......‘‘

’’شکریہ......بہت شکریہ۔‘‘ڈیانا کی آواز بھرا گئی۔

ارل جانتا تھا کہ اس نے جو وعدہ کیا ہے،اسے پورا کرنا آسان نہیں ہے۔

ڈیانا تدفین کے انتظامات کرنے والی کمپنی کے مالک رون سے فون پر بات کر چکی تھی۔طے شدہ وقت پر وہ اس سے ملنے گئی۔

’’مجھے تو اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔‘‘اس نے رون سے کہا

’’ہماری خدمات میں تابوت،قبر،تدفین اور یادگاری سروس شامل ہیں۔‘‘رون نے وضاحت کی۔’’میں نے اخبار میں آپ کے شوہر کے موت کی خبر پڑھی ہے۔اس کی روشنی میں میرا مشورہ ہے کہ بند تابوت مناسب رہے گا......‘‘

رون حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کی نگاہوں میں ہمدردی تھی۔’’ٹھیک ہے میڈم۔ہمارے پاس کاسمیٹک کا ایک بہت اچھا کام کرنے والا موجود ہے۔وہ سب کچھ سنبھال لے گا۔ٹھیک ہے نا؟‘‘

ڈیانا نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

’’ایک بات اور۔آپ اپنے شوہر کو کس لباس میں دفن کرانا پسند کریں گی؟‘‘

ڈیانا سوچتی رہی۔رون کی بات سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ لاش اچھی حالت میں نہیں ہے۔ورنہ وہ خود اسے تیار کرتی۔لیکن وہ رچرڈ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہتی تھی......اور وہ اس یاد کو خوش گوار رکھنا چاہتی تھی۔

’’مسز اسٹیونز؟‘‘رون نے اسے پکارا۔

’’وہ......یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔‘‘وہ معذرت طلب لہجے میں بولی۔پھر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔رون نے دیکھا۔وہ ٹیکسی روک رہی تھی۔

گھر پہنچ کر ڈیانا نے رچرڈ کی الماری کھولی،جس میں اس کے کپڑے ہوتے تھے۔دو ریک ایسے تھے،جن میں اس کے سوٹ بھرے تھے اور ہر سوٹ کے ساتھ کوئی قیمتی یاد وابستہ تھی۔یہ سیاہ سوٹ رچرڈ نے آرٹ گیلری میں ہونے والی پہلی ملاقات کے دوران پہنا تھا۔کیا وہ اس سوٹ سے محرومی گوارا کر سکتی ہے؟نہیں!اور یہ گرے جیکٹ اس نے پکنک کے دوران پہنی تھی......اور جب بارش ہوئی تو یہ اسے پہنا دی تھی۔اس سے بھی وہ دست بردار نہیں ہو سکتی اور یہ دھاریوں والا سوٹ......یہ پیرس روانگی کے موقعے پر رچرڈ نے پہنا تھا۔وہ سوچتی اور یاد کرتی رہی۔رچرڈ کا ہر لباس کسی نہ کسی اعتبار سے یادگار تھا۔میں کیا کروں!وہ رونے لگی۔

اس نے آنکھیں بند کر کے ایک سوٹ نکال لیا......

ارل گرین برگ نے فون پر اسے اطلاع دی کہ اس نے رچرڈ کی لاش کی ریلیز کا انتظام کر دیا ہے۔لاش ڈالٹن تدفینی کمپنی کے سپرد کر دی جائے گی۔

اگلے روزہ ڈیانا نے رون کو فون کیا۔’’میرے شوہر کی لاش آپ کے پاس پہنچ گئی ہے؟‘‘

’’جی مسز اسٹیونز۔کاسمیٹک ایکسپرٹ نے کام شروع کر دیا ہے۔آپ کے بھیجے ہوئے کپڑے بھی مل گئے۔شکریہ۔‘‘

’’میرے خیال میں تدفین کے لئے یہ جمعہ مناسب رہے گا۔‘‘

’’جی......نہایت مناسب اور میں صبح گیارہ بجے کا وقت تجویز کرتا ہوں۔‘‘

’’ٹھیک ہے۔‘‘

تین دن بعد میں اور رچرڈ ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔یہاں تک کہ میں بھی اس سے جا ملوں۔ڈیانا نے سوچا جمعرات کی صبح ڈیانا شرکا کی فہرست لئے فون کے پاس بیٹھی تھی کہ انہیں اگلے روز تدفین کی اطلاع دے۔مگر ریسیور اٹھانے سے پہلے ہی فون کی گھنٹی بجی۔اس نے ریسیور اٹھایا۔’’ڈیانا اسٹیونز‘‘

’’میں رون جونز بول رہا ہوں۔ہم نے آپ کی نئی ہدایات پر عمل کر لیا ہے،جو فون پر آپ کی سیکریٹری نے دی تھیں۔‘‘

ڈیانا حیران رہ گئی۔’’میری سیکریٹری؟‘‘اس نے کہا۔’’لیکن میری تو......‘‘

’’سچ تو یہ ہے کہ ان نئی ہدایات پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔‘‘رون نے کہا’’لیکن بہرحال آپ کو حق تھا فیصلہ کرنے کا۔میں مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔‘‘

’’میری سمجھ میں نہیں آتا......‘‘

’’ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہم نے آپ کے شوہر کی لاش کو آپ کی نئی ہدایات کے مطابق جلا دیا ہے مسز اسٹیونز۔‘‘

ڈیانا کو زبردست جھٹکا لگا۔وہ کون تھا جس نے زندگی کے سب سے بڑے دکھ میں اس سے معمولی سی وہ واحد خوشی بھی چھین لی تھی!

پادری نے ایئرپورٹ سے ایک کار کرائے پر لی اور خود ہی ڈرائیو کرتے ہوئے جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔رات کا وقت تھا۔جب اسے احساس ہوا کہ وہ اپنی منزل کے قریب آ پہنچا ہے تو اس نے نقشے کا جائزہ لیا۔پھر اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔صبح ہونے ہی والی تھی۔

اس نے انگڑائی لی اور کار کی رفتار کم کر دی۔کار خوابیدہ مضافاتی علاقوں سے گزرتی سوبیا کو کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس نے گاڑی روکی اور انجن بند کیا۔اس وقت بھی آسمان پر اندھیرا تھا۔غیر معمولی سکوت کے احساس نے اس کے جسم میں سرد لہر سی دوڑا دی۔وہ کار سے اترا اور اس نے خانقاہ کا جائزہ لیا۔سیاہ رنگ کی وہ عمارت ایک پہاڑی ٹیلے پر تعمیر کی گئی تھی۔اس کی چھت کافی اونچی تھی اور اندھیرے میں آسمان کو چھوتی دکھائی دے رہی تھی۔

وہ سیڑھیاں چڑھتا خانقا کی طرف بڑھنے لگا۔اسے احساس تھا کہ یہ جگہ صدیوں پرانی ہے۔پہلی بار اسے تاریخ سے رابطے کا احساس ہو رہا تھا وہ جدوجہد کی صدیوں کا تصور کر سکتا تھا۔خیر اور شر کے درمیان اس دھرتی پر صدیوں سے جنگ جاری تھی۔یہ قلعہ ہیروڈ کے زمانے میں تعمیر کیا گیا تھا۔وہ وہاں خود کو بہت چھوٹا اور اپنے وجود کو بے حد غیر اہم محسوس کر رہا تھا۔

وہ چلتے چلتے رکا اور اس بے حد قدیم دروازے کو دیکھنے لگا جو اس سے صرف چند گز دور رہ گیا تھا۔وہ تصور کر سکتا تھا کہ یہاں صدیوں سے عابد عبادت کرتے رہے ہیں۔اس کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔امریکا کے مشرقی شہروں میں کبھی اس پر ایسی ہیبت طاری ہوئی تھی،نہ ہی وقت کے تسلسل کا ایسا احساس ہوا تھا۔

اس نے بھاری دروازے کو دھکیلا۔وہ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا خانقاہ میں داخل ہوا۔اسے ایک اندرونی دروازہ نظر آیا۔اس نے دروازے پر دستک دی۔

چھوٹا دروازہ کھل گیا۔

پہلے تو فادر ڈولان کو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔وہ دراز قد سیاہ ہیولیٰ تھا جو اسے اشارے سے اپنی طرف بلا رہا تھا۔ڈولان نے سر اٹھا کر دیکھا......اور بری طرح چونکا۔وہ پروہیت سیاہ فام تھا......تاریک ترین رات کی طرح سیاہ۔وہ دراز قد تھا اور اس کی داڑھی چگی تھی۔وہ نیچے جانے والے زینے پر کھڑا اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

خنجروں کا پیکٹ سینے سے لگائے فادر ڈولان اس زینے کی طرف بڑھ گیا۔

زینے نے اسے زیر زمین ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا دیا۔وہاں وہ اکیلا تھا۔پروہیت نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 14

علیم الحق حقی

اس کمرے میں سب سے نمایاں چیز سامنے والی دیوار پر آویزاں وہ صلیب تھی۔ وہ صلیب کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ اس کمرے میں کوئی اور داخل ہوا ہے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ایک پادری تھا۔ وہ فربہ اندام تھا۔ اس کی پیشانی کشادہ تھی اور ناک طوطے کی چونچ کی سی خمیدہ۔ عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان ہوگی۔

''فادر ڈی کارلو؟'' فادر ڈولان نے سرگوشی میں دریافت کیا۔

آنے والے پادری نے سر کو اعترافی جنبش دی اور اسے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔

ڈولان کھڑا ہوا اور اس نے خنجروں کا پیکٹ پادری کو دے دیا۔ اب وہ کسی قسم کی...... کسی بھی طرح کی وضاحت سننے کے لئے منتظر کھڑا تھا۔ لیکن سیاہ فام پروہت پھر نمودار ہو گیا تھا اور اسے واپس آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

ڈولان نے سوچا، شاید اسے بعد میں کچھ بتایا جائے گا۔ ویسے بھی اس وقت تو وہ نیند سے بے حال ہو رہا تھا اور صرف اور صرف سو جانا چاہتا تھا۔

فادر ڈی کارلو اس کے جانے کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ کمرے میں اکیلا رہ گیا تو اس نے پیکٹ کھولا اور خنجر نکالے۔ پھر اس نے انہیں ترتیب سے صلیب کے نیچے قربان گاہ پر رکھا اور چند لمحے انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل جھکا اور خنجروں کی واپسی پر خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔ مگیدو کے قدیم مقدس خنجر لوٹ آئے تھے۔

خنجر کچھ دیر قربان گاہ پر رکھے رہے۔ فادر ڈی کارلو گھٹنوں کے بل جھکا رہا۔ پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے چوغے کی اندرونی جیب سے ایک چرمی تھیلی نکال کر کھولی اور خنجروں کو قربان گاہ سے اٹھا کر ایک ایک کرکے چرمی تھیلی میں رکھ دیا۔ پھر وہ معبد کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا، چرمی تھیلی کو چوما، آنکھوں سے لگایا اور اسے معبد کی چوکھٹ پر رکھ دیا۔

ایک بار پھر اس نے دعائے شکر کی...... انگریز ماہر فلکیات جان فیول کیلئے، جس نے مسیح کے دوسرے جنم کی تاریخ دریافت کی تھی اور سوبیا کو پیغام بھیج کر اطلاع دی تھی اور ان مقدس خنجروں کو واپسی پر بھی، جو اس دنیا میں وہ واحد ہتھیار تھے، جن سے اینٹی کرائسٹ کی زندگی منقطع کی جا سکتی تھی۔

اینٹی کرائسٹ کو ختم کرنے کی پہلے دو بار کوشش کی گئی تھی۔ لیکن دونوں بار ناکامی ہوئی تھی۔ دونوں کوششوں کا نتیجہ الم ناک نکلا تھا۔ لیکن اس بار ناکامی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اب مسیح کی ولادت ثانی کا وقت بھی آپہنچا ہے اور اینٹی کرائسٹ اب بھی زندہ ہے۔

آخری معرکہ شروع ہونے ہی والا ہے!

کیلی ہیرس کی فیشن کی دنیا میں آمد ایک دھماکہ تھی۔ اس کی عمر 23 سال تھی۔ وہ سیاہ فام امریکی تھی۔ اس کی جلد شہد رنگ تھی اور چہرہ ایسا خوبصورت کہ کوئی بھی فوٹو گرافر اسے اپنا خواب قرار دے سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نرمی اور ذہانت تھی اور جسمانی طور پر بھی وہ بے حد دل کش تھی۔ اسی سال ایلے اور ماموزیل نامی رسالوں کے قارئین نے اسے دنیا کی خوب صورت ترین ماڈل قرار دیا تھا۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد کیلی نے ستائشی نظروں سے پینٹ ہاؤس کا جائزہ لیا۔ اس اپارٹمنٹ کو دیکھ کر اسے ہمیشہ حیرت آمیز خوشی ہوتی تھی۔ اپارٹمنٹ بھی خوب صورت تھا اور اس کی آرائش بھی غیر معمولی تھی۔ ٹیرس سے دریا کا نظارہ کیا جا سکتا تھا اور نوٹرے ڈیم بھی سامنے تھا۔

کیلی بے چینی سے ویک اینڈ کی منتظر رہی تھی۔ اس کے شوہر نے ویک اینڈ پر اسے ایک سرپرائز ٹریٹ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ''تم اپنا بہترین لباس پہننا جانم۔ میں تمہیں جہاں لے جا رہا ہوں، تمہیں وہ بہت اچھے لگا گا۔'' اس کے شوہر نے کہا تھا۔

یہ یاد کر کے کیلی مسکرائی۔ مارک ہیرس بے حد شاندار آدمی تھا۔ کیلی نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی اور گہری سانس لی۔ اس نے سوچا، اب مجھے چل دینا چاہئے۔ شو شروع ہونے میں صرف آدھا گھنٹا رہ گیا ہے۔

چند لمحے بعد وہ اپارٹمنٹ سے نکلی اور لفٹ کی طرف بڑھی۔ اسی وقت پڑوس کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا اور میڈم جوزٹ لاپونٹ راہ داری میں آئی۔ وہ چھوٹے قد کی موٹی عورت تھی۔ کیلی سے وہ ہمیشہ بہت اچھی طرح بات کرتی تھی۔ ''گڈ آفٹر نون مسز ہیرس۔'' مادام لاپونٹ نے کہا۔

کیلی مسکرائی، ''گڈ آفٹر نون میڈم لاپونٹ۔''

''بہت ہی حسین لگ رہی ہو...... ہمیشہ کی طرح۔''

''شکریہ۔'' کیلی نے لفٹ بلانے کے لئے بٹن دبایا۔

چند گز کے فاصلے پر ایک مزدور دیوار کے پاس کھڑا ایک سوئچ ٹھیک کر رہا تھا۔ اس نے دونوں عورتوں کو دیکھا اور پھر سر گھمایا۔

''ماڈلنگ کیسی جا رہی ہے۔'' میڈم لاپونٹ نے کیلی سے پوچھا

''بہت اچھی۔''

''میں بھی کسی دن تمہارا فیشن شو دیکھنے آؤں گی۔''

''مجھے بتا دیجئے گا۔ میں آپ کیلئے بہت اچھی سیٹ کا بندوبست کر دوں گی۔''

لفٹ آئی تو وہ دونوں اس کی طرف بڑھیں۔ مزدور نے یہ دیکھ کر اپنے ایپرن کی جیب سے چھوٹا سا واکی ٹاکی نکالا اور جلدی جلدی اس میں کچھ کہنے لگا۔ پھر وہ تیز قدموں سے ایک طرف چل دیا۔

لفٹ کا دروازہ بند ہو ہی رہا تھا کہ کیلی کو اپنے اپارٹمنٹ میں فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک لمحے کو ہچکچائی۔ اسے جلدی تو تھی لیکن اسے یقین تھا کہ یہ مارک کا فون ہے۔ ''آپ جائیں۔ میں یہ فون اٹینڈ کر لوں۔'' اس نے میڈم لاپونٹ سے کہا اور لفٹ سے نکل آئی۔

باہر آکر اس نے پرس سے چابی نکالی اور اپارٹمنٹ کی طرف لپکی۔ دروازہ کھول کر اندر جاتے ہی اس نے ریسیور اٹھایا اور ماؤتھ پیس میں بے ساختہ کہا۔ ''مارک؟''

''ہیلو ٹیننٹ۔'' دوسری طرف سے کسی اجنبی آواز نے کہا۔

کیلی کو مایوسی ہوئی۔ ''رانگ نمبر۔''

ریسیور رکھ کر وہ باہر آئی۔ اسی وقت نیچے کہیں اتنا زبردست دھماکہ ہوا کہ پوری عمارت لرز کر رہ گئی۔ ایک لمحے بعد چیخ پکار کی آواز سنائی دی۔ کیلی لفٹ کو بھول کر زینے کی طرف لپکی اور تیزی سے اترنے لگی۔

نیچے لابی میں پہنچ کر اسے اندازہ ہوا کہ آوازیں بیس مینٹ سے آرہی ہیں۔

وہ سیڑھیاں اتر کر بیس مینٹ میں پہنچی تو پچکی ہوئی لفٹ اور اس میں پھنسی ہوئی میڈم لاپونٹ کی تڑی مڑی لاش دیکھ کر اسے چکر آنے لگے۔ بے چاری میڈم لاپونٹ! ابھی ایک منٹ پہلے وہ زندہ تھی، اس سے باتیں کر رہی تھی اور اب...... پھر اسے خیال آیا کہ اس رانگ کال نے اسے بچا لیا۔ وہ کال سننے کے لئے نہ گئی ہوتی تو اس وقت وہ بھی...... اس سے زیادہ سوچنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

لفٹ کے گرد خاصا مجمع لگ گیا تھا۔ دور سے سائرن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کیلی کو احساس جرم ستانے لگا۔ اسے یہاں رکنا چاہئے تھا۔ لیکن وہ نہیں رک سکتی تھی۔ اس نے میڈم لاپونٹ کی لاش پر الوداعی نظر ڈالی اور بڑبڑائی۔ ''آئی ایم سوری میڈم لاپونٹ۔''

............☆............

وہ اسٹیج ڈور کے ذریعے فیشن سیلون میں داخل ہوئی تو پیٹر اعصاب زدگی کے عالم میں اس کا منتظر تھا۔

''کیلی...... کیلی...... تم لیٹ ہو۔'' پیٹر اس کی طرف جھپٹا۔ ''شو شروع ہو چکا ہے۔ اور......''

''سوری پیٹر۔ میں ایک بہت خوف ناک حادثے......''

پیٹر نے گھبرا کر اسے غور سے دیکھا۔ ''تمہیں چوٹ لگی ہے......؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 15

علیم الحق حقی

''نہیں۔'' کیلی نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کرلیں۔ جو کچھ وہ دیکھ کر آئی تھی، اس کے بعد شو میں شرکت آسان نہیں تھی۔ لیکن وہ جان بھی نہیں چھڑا سکتی تھی۔ کیونکہ شو کی اسٹار وہی تھی۔

''جلدی کرو گڑیا۔''

کیلی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

............☆............

یہ سال کا سب سے اہم اور بڑی ساکھ والا شو تھا۔ اگلی قطار میں پاپا رزی صحافی بیٹھے تھے۔ کوئی سیٹ خالی ہونے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔ کمرے کے عقبی حصے میں تو لوگ کھڑے تھے۔ وہ سب آنے والے سیزن کے نئے ڈیزائنوں کی ایک جھلک دیکھنے آئے تھے

ماڈلز اپنے مخصوص انداز میں ٹہل رہی تھیں۔ مائیک پر کوئی کمنٹری کر رہا تھا۔ رن وے پر اس وقت ایک ایشیائی لڑکی کیٹ واک کر رہی تھی۔ کمنٹری کرنے والا اس لباس کے بارے میں تشریح کر رہا تھا۔

ایک کے بعد ایک ماڈلز آتی رہیں۔ لیکن دیکھنے والوں کو ان میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو اصل میں کیلی ہیرس کو دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ یہ تو ان کے لئے محض وقت گزاری تھی۔

سوئیڈش ماڈل رخصت ہوگئی۔ کیٹ واک اب سنسان تھی۔ لاؤڈ اسپیکر پر اناؤنسر کی آواز ابھری۔ ''اور اب آنے والے پیرا کی کے سیزن کے لئے ساحلوں پر پہنے جانے والے ملبوسات ملاحظہ فرمائیں......''

مجمع میں بھن بھناہٹ سی ابھری اور اگلے ہی لمحے کیلی ہیرس نمودار ہوئی۔ وہ سفید بکنی پہنے ہوئے تھی۔ اور اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ چل رہی ہے۔ وہ تو جیسے ہوا میں لہرا رہی تھی۔ دیکھنے والوں کی سانسیں رکنے لگیں۔

کیلی نے رن وے کا چکر لگایا اور غائب ہوگئی۔

اسٹیج کے عقب میں دو آدمی اس کے منتظر تھے۔ ''مسز ہیرس، آپ مجھے ایک منٹ......'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''سوری۔ مجھے بہت تیزی سے لباس تبدیل کرنا ہے۔'' یہ کہہ کر کیلی نے گزر جانا چاہا۔

''مسز ہیرس، میں چیف انسپکٹر ڈیون ہوں۔ ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔''

پولیس! کیلی ٹھٹھک گئی۔ ''مجھ سے...... ضروری بات!''

''مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے بہت دکھ ہو رہا ہے کہ گزشتہ رات آپ اپنے شوہر سے محروم ہوگئیں۔''

کیلی کا حلق ایک دم سے خشک ہوگیا۔ ''میرا شوہر...... کیسے؟''

''بظاہر تو لگتا ہے کہ انہوں نے خودکشی کی ہے۔''

کیلی کی سماعت جیسے معطل ہوگئی۔ وہ کچھ سن رہی تھی اور کچھ لفظ کہیں کھو جاتے تھے۔ چیف انسپکٹر کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ ''......ایفل ٹاور...... آدھی رات...... رقعہ...... افسوس ناک...... میری ہمدردی......''

وہ بے معنی لفظ تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو مارک کی آواز سن رہی تھی۔ ''اس ویک اینڈ پر تم اپنا بہترین لباس پہننا۔ میں تمہیں جہاں لے کر چلوں گا، تمہیں بہت اچھا لگے گا۔'' یہ مارک کے آخری الفاظ تھے۔ ''سنیں...... آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' اس نے کہا۔ مارک ایسا نہیں کرسکتا۔''

''آئی ایم سوری۔ آپ ٹھیک تو ہیں نا مام۔''

''ہاں...... میں ٹھیک ہوں۔'' کیلی نے کہا۔ اور دل میں بولی...... بس زندگی ختم ہوگئی ہے۔

پیٹر ڈریسنگ روم سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک دھاریوں والی سکبن تھی۔ ''ہنی...... جلدی سے یہ پہنو۔ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔''

کیلی نے بکنی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ بکنی فرش پر گر گئی۔ ''پیٹر......'' کیلی نے اسے پکارا۔ ''ایسا کرو، اسے تم ہی پہن لو۔''

پیٹر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

کیلی کو ایک لیموزین میں اس کے گھر پہنچایا گیا۔ سیلون منیجر کسی کو اس کے ساتھ بھیجنا چاہتا تھا۔ لیکن کیلی نے سختی سے منع کر دیا۔ وہ تنہائی چاہتی تھی۔ بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی اسے سپرنٹنڈنٹ فلپ سینڈر نظر آیا۔ وہ کئی کرائے داروں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔

ایک کرائے دار نے کیلی سے کہا۔ ''بے چاری میڈم لاپونٹ۔ کیسا خوف ناک حادثہ تھا۔''

اوور آل پہنے ہوئے ایک آدمی دو کیبلز کے مڑے تڑے سرے ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ وہ کوئی ٹیکنیشین لگتا تھا۔ ''یہ حادثہ نہیں تھا میڈم۔'' اس نے کہا۔ ''کسی نے لفٹ کا حفاظتی بریک منقطع کر دیا تھا۔ یہ کٹا ہوا کیبل دیکھ لیں۔''

صبح کے چار بجے تھے۔ کیلی ایک کرسی پر بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی سماعت میں آوازیں گونج رہی تھیں...... خودکشی...... اعترافی رقعہ...... پھر ایک ہی آواز رہ گئی۔ مارک مر چکا ہے...... مارک مر چکا ہے...... مارک......

وہ سوچنے لگی...... کیا مارک میری وجہ سے مرا ہے؟ میرے کسی فعل، میری کسی غلطی کی وجہ سے؟ کیا میں نے ایسا کچھ کہا؟ یا یوں ہے کہ وہ کچھ سننا چاہتا تھا، اور میں وہ کہہ نہ سکی؟ وہ صبح گیا تو میں سو رہی تھی۔ میں نے اسے خدا حافظ بھی نہیں کہا۔ میں نے اسے یہ بھی نہیں بتایا کہ میں اس سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ میں جی ہی نہیں سکتی اس کے بغیر......

مارک...... میری مدد کرو۔ ہمیشہ تم نے مجھے سہارا دیا۔ اس نے پکارا تو اب زندگی کے سب سے بڑے بحران میں مجھے اکیلا کیوں چھوڑ دیا ہے تم نے؟ مارک...... میرا ہاتھ تھام لو...... ہمیشہ کی طرح!

مگر اب اس کے پاس یادوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا!

کیلی فلاڈلفیا میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ گھروں میں کام کرنے والی ایک سیاہ فام خادمہ کی بیٹی تھی۔ اس کا باپ ایک بڑے اچھے سفید فام گھرانے کا فرد تھا...... اور ایک کامیاب جج۔ لیکن اس کی پیدائش شادی کا نتیجہ نہیں تھی۔

کیلی کی ماں اتھل بہت حسین تھی۔ وہ سترہ سال کی تھی کہ راس ٹرنر اس پر مر مٹا۔ اتھل اس کے گھر میں کام کرتی تھی۔ ہوس کے نتائج سامنے آئے تو اتھل نے راس کو مطلع کیا۔ ''یہ تو بڑی زبردست خبر ہے۔'' راس نے کہا اور اپنے باپ کی اسٹڈی کی طرف لپکا۔ تاکہ یہ میری خبر اپنے باپ کو سنائے۔

اگلی صبح جج ٹرنر نے اتھل کو اپنی اسٹڈی میں طلب کیا۔ ''میرے گھر میں کوئی آبرو باختہ ملازمہ کام نہیں کرسکتی۔'' اس نے کہا۔ ''اس لئے میں تمہیں نکال رہا ہوں۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 16

علیم الحق حقی

آتھل کے پاس تعلیم تھی، نہ کوئی ہنر، نہ پیسہ۔ بہرحال اسے ایک انڈسٹریل بلڈنگ میں صفائی کا کام مل گیا۔ وہ وہاں بارہ گھنٹے کام کرتی۔ اسے اپنی بچی کو پالنا تھا۔ پانچ سال میں آتھل نے اتنا بچا لیا کہ ایک اوسط درجے کا بڑا مکان خرید سکے۔ وہاں اس نے مردوں کے لئے ایک بورڈنگ ہاؤس بنالیا۔ اس مکان میں ایک نشست گاہ، ایک طعام گاہ، چار چھوٹے بیڈروم، دو باتھ روم، ایک کچن اور ایک اسٹور روم تھا۔ کیلی اسٹور روم میں سوتی تھی۔

کچھ لوگ ایسے تھے، جو اس بورڈنگ ہاؤس میں آتے جاتے رہتے تھے۔ ''یہ تمہارے انکل ہیں۔'' آتھل کیلی کو سمجھاتی۔ ''انہیں کبھی تنگ نہ کرنا۔''

معصوم کیلی خوش تھی کہ اس کا اتنا بڑا خاندان ہے۔ مگر جب وہ بڑی ہوئی تو اس نے سمجھ لیا کہ وہ سب اجنبی لوگ ہیں۔

کیلی آٹھ سال کی تھی کہ اس کے ایک نام نہاد انکل نے اسے روند ڈالا۔ وہ اس کیلئے بہت بڑا سانحہ تھا۔ ایک طرف تو جوان ہوتے ہوتے اسے اپنے غلیظ ہونے کا احساس ستانے لگا۔ دوسری طرف اسے مردوں سے نفرت ہوگئی...... گہری نفرت! ایک تبدیلی اور آئی۔ وہ اندھیرے سے ڈرنے لگی۔

دس سال کی عمر میں ماں نے اسے بورڈنگ ہاؤس کے اوپر کے کاموں میں لگا دیا۔ وہ صبح پانچ بجے اٹھتی، ٹوائلٹ صاف کرتی، کچن کا فرش رگڑ رگڑ کر صاف کرتی۔ پھر ناشتہ تیار کرنے میں ماں کا ہاتھ بٹاتی۔ اسکول سے واپس آکر وہ کمروں کی صفائی کرتی، کپڑے دھوتی اور پھر رات کے کھانے میں ماں کی مدد کرتی۔ اس کی زندگی تھکا دینے والے معمولات میں بری طرح الجھ گئی تھی۔

وہ بڑے شوق سے ماں کی مدد کرتی۔ اسے تمنا تھی تو صرف ستائش کے چند لفظوں کی۔ مگر وہ اسے کبھی نہیں ملے۔ اس کی ماں بورڈنگ ہاؤس کے مکینوں میں گم رہتی۔ اسے بیٹی کی موجودگی کا احساس بھی نہیں تھا۔

ایک بار بورڈنگ ہاؤس میں ایک مہربان کرایہ دار آیا تھا۔ اس نے کیلی کو ایلس اور ونڈر لینڈ کی کہانی پڑھ کر سنائی تھی۔ کیلی اکثر سوچتی تھی کہ ایلس کی طرح اسے بھی یہاں سے فرار ہونے کے لئے خرگوش کے ایک جادوئی بل کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس کی زندگی یونہی ٹوائلٹ کے فرش پر پوچھا لگاتے اور اجنبیوں کی خدمت کرتے گزر جائے گی۔

اور ایک دن اسے خرگوش کا وہ جادوئی بل مل ہی گیا۔ وہ اس کا تخیل تھا، جس کی مدد سے وہ جہاں چاہتی، چلی جاتی، جو چاہتی، کرلیتی۔ وہ اپنی زندگی کی کہانی ازسرنو لکھ سکتی تھی۔

زندگی کی اس نئی کہانی میں اس کے والدین کے درمیان رنگ و نسل کا تفاوت نہیں تھا اور وہ اس پر کبھی غصے سے چلاتے نہیں تھے۔ وہ ایک خوبصورت اور بڑے گھر میں رہتے تھے۔ اس کے ماں باپ اس سے محبت کرتے تھے...... محبت...... بہت محبت...... بہت زیادہ......

کیلی 14 سال کی ہوئی تو اس کی ماں نے ایک کرائے دار سے شادی کرلی۔ وہ بارٹینڈر ڈان برک تھا...... ادھیڑ عمر آدمی، جس کی سوچ سے لیکر عمل تک سب کچھ منفی تھا۔ مثبت کچھ بھی نہیں تھا۔ کیلی کوشش کے باوجود کبھی اسے خوش نہیں کرپائی۔ کھانا بہت بدمزہ ہے...... اس رنگ کے کپڑے تم پر بالکل نہیں جچتے...... بیڈروم کا شیڈ تم نے ابھی تک ٹھیک نہیں کیا...... یہ باتھ روم کب صاف کروگی، وغیرہ وغیرہ۔ اس کی شکایات کبھی ختم نہیں ہوتی تھیں۔

کیلی کے سوتیلے باپ کے ساتھ ایک مسئلہ مے نوشی کا بھی تھا۔ کیلی اور اس کی ماں کے کمروں کے بیچ کی دیوار زیادہ موٹی نہیں تھی۔ رات کو اسے مار پیٹ اور چیخنے چلانے کی آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں اور صبح اٹھتے ہی آتھل مار پیٹ کے نشان چھپانے کیلئے بہت گہرا میک اپ کرتی۔ لیکن وہ نشان چھپنے والے نہیں تھے۔

کیلی بہت دکھی ہوگئی۔ وہ اکثر سوچتی کہ اسے اور ماں کو یہاں سے نکل بھاگنا چاہئے۔ اسے یقین تھا کہ اس کے اور ماں کے درمیان گہری اور بے پایاں محبت موجود ہے۔

ایک رات جب کیلی سونے اور جاگنے کے درمیان کی کیفیت میں تھی تو اس نے اپنے سوتیلے باپ کی آواز سنی۔ ''تم نے اس منحوس لڑکی کو پیدا ہی کیوں ہونے دیا؟'' وہ اس کی ماں سے پوچھ رہا تھا۔

''میں نے تو بہت کوشش کی تھی ڈان۔'' اس کی ماں کے لہجے میں معذرت تھی۔ ''مگر وہ بہت ڈھیٹ ہے۔ میں ہار گئی۔''

کیلی اس رات بہت روئی۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا، جسے اس کی ضرورت ہو، جسے اس سے محبت ہو۔ اس کی ماں کو بھی نہیں!

پھر کیلی کو زندگی کی اکتاہٹ سے فرار کا ایک اور راستہ مل گیا اور وہ تھا مطالعہ۔ کتابوں کی دنیا میں اس کا خوب دل لگا۔ وہ کوشش کرنے لگی کہ فرصت کا ہر لمحہ پبلک لائبریری میں گزرے۔

سوتیلے باپ کی مے نوشی کی وجہ سے کیلی کو کبھی ماں سے پیسے نہیں مل پاتے تھے۔ اس کے لئے وہ خوش حال لوگوں کے ہاں ویک اینڈ پر بچوں کو بہلانے کی خدمات انجام دینے لگی۔ پہلی بار اسے پتا چلا کہ گھروں میں خوشحالی ہی نہیں، خوشیاں اور محبتیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اسے ایسا گھر کبھی نہیں ملے گا۔

سترہ سال کی عمر میں کیلی اپنی ماں سے بھی زیادہ حسین ہوگئی۔ اسکول میں کوئی لڑکا ایسا نہیں تھا، جس کے دل میں اس سے دوستی کی تمنا نہ ہو۔ لیکن کیلی نے کبھی کسی کو منہ نہیں لگایا۔ اتوار کے دن کیلی جلدی جلدی اپنے کام نمٹا کر لائبریری چلی جاتی اور شام تک پڑھتی رہتی۔

لائبریرین لڑا ہوسٹن بہت ذہین اور ہمدرد عورت تھی۔ کیلی جیسی جوان اور خوبصورت لڑکی لائبریری میں اتنا وقت کیوں گزارتی ہے، اس بات نے اسے متجسس کردیا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 17 علیم الحق حقی

ایک دن اس نے کیلی کو سراہتے ہوئے کہا۔'' جوان لڑکی میں مطالعے کا یہ شوق مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔''

وہ ان کے درمیان دوستی کا آغاز تھا۔ اگلے چند ہفتوں میں کیلی نے اپنے خوف، اپنی امیدیں اور اپنے سب خواب لزا ہوسٹن کو سنا ڈالے۔

''تم زندگی میں کیا کرنا چاہتی ہو کیلی؟''

''میں ٹیچر بننا چاہتی ہوں۔''

''یہ بہت اچھا اور معزز پیشہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم بہت اچھی ٹیچر ثابت ہو گی۔''

کیلی کچھ کہنے والی تھی۔ مگر رک گئی۔ اسے ایک ہفتہ پہلے ناشتے پر اپنی ماں اور ڈان سے ہونے والی گفتگو یاد آ گئی۔ کیلی نے اپنی ماں سے کہا تھا کہ وہ کالج جانا چاہتی ہے۔ کیونکہ اسے ٹیچر بننا ہے۔

''ٹیچر''۔ ڈان برک نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں دہرایا۔'' کیسا احمقانہ خیال ہے۔ ارے تمہارے لئے فرش رگڑنا ہی مناسب ترین کام ہے اور پھر ہمارے پاس اتنے پیسے کہاں کہ تمہیں کالج بھیج سکیں......''

''لیکن مجھے وظیفے کی پیشکش کی گئی ہے اور......''

''اس سے کیا ہوتا ہے۔ کیا ہم تمہیں اس طرح وقت برباد کرنے دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ البتہ تم اپنے حسن سے کچھ فائدہ اٹھاؤ تو......''

وہ اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے وہاں سے نکل آئی تھی۔ اب وہ سب یاد کرتے ہوئے اس نے مسز ہوسٹن سے کہا۔'' وہ مجھے کالج نہیں جانے دیں گے۔ میں زندگی بھر بس یہی کچھ کرتی رہوں گی۔''

''میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔'' مسز ہوسٹن نے بڑے اعتماد سے کہا۔'' یہ بتاؤ عمر کتنی ہے تمہاری؟''

''تین ماہ بعد میں اٹھارہ کی ہو جاؤں گی؟''

''اور تب تم اپنے فیصلے خود کر سکو گی۔ تم اب ایک جوان اور خوبصورت لڑکی ہو۔ یہ بات یاد رکھا کرو۔''

''ن......نہیں تو......'' کیلی ہکلائی۔ اب وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ خود کو کتنا غلیظ اور حقیر سمجھتی ہے۔'' مجھے اپنی زندگی سے نفرت ہے مسز ہوسٹن۔ میں...... میں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ میں کوئی تبدیلی چاہتی ہوں۔ لیکن مجھے موقع کبھی نہیں ملے گا...... نہ کچھ کرنے کا...... نہ کچھ بننے کا۔''

''کیلی......''

''مجھے یہ سب کتابیں نہیں پڑھنی چاہئے تھیں''۔ کیلی کے لہجے میں تلخی تھی۔

''یہ کیوں کہہ رہی ہو تم؟''

''ان کتابوں میں جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ دنیا میں کہیں نہ خوبصورت لوگ ہیں، نہ شاندار جگہیں...... اور نہ ہی کسی خرگوش کا جادوئی بل......''

مسز ہوسٹن چند لمحے اس حسین مگر دل شکستہ لڑکی کو محبت سے دیکھتی رہی۔'' کیلی...... دنیا میں خوبصورت کچھ بھی نہیں ہوتا۔ خوبصورت بنانا پڑتا ہے۔ جادو بھی ہوتا ہے۔ لیکن تمہیں خود کو جادوگر بنانا ہوگا۔ سب کچھ کوشش سے ہوتا ہے۔''

''میں...... میں کیا کر سکتی ہوں؟''

''پہلے خواب دیکھو۔ پھر ان کی تعبیر کے لئے جدوجہد کرو۔ اگلی بار تم آؤ گی تو میں تمہیں سمجھاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔''

یہ ایک اور جھوٹ ہے۔ کیلی نے دل میں سوچا۔

اگلی بار وہ لائبریری گئی تو مسز ہوسٹن نے پوچھا۔'' یاد ہے کیلی، میں نے پچھلی بار کیا کہا تھا؟''

''جی ہاں۔'' کیلی کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

مسز ہوسٹن نے اپنی دراز سے کچھ میگزین نکالے اور کیلی کی طرف بڑھائے۔ وہ سب فیشن میگزین تھے۔

''میں ان کا کیا کروں؟''

''تم نے کبھی ماڈلنگ کرنے کا بھی سوچا؟''

''نہیں۔''

''یہ میگزین دیکھو، سوچو اور پھر مجھے بتاؤ کہ انہیں دیکھ کر کوئی جادوئی آئیڈیا تمہارے ذہن میں آتا ہے، جو تمہاری زندگی کو جادو سے بدل دے۔''

''شکریہ مسز ہوسٹن۔'' کیلی نے بے دلی سے کہا۔ وہ جانتی تھی کہ مسز ہوسٹن اس کا بھلا چاہتی ہے۔ لیکن اس کے حالات کی سنگینی سے پوری طرح واقف نہیں ہے۔

کیلی میگزین گھر لے گئی اور انہیں کہیں ٹھونس کر بھول گئی۔ پھر وہ اپنے کاموں میں لگی رہی۔ رات کو تھکن سے بے حال وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹی تو اسے وہ میگزین یاد آئے۔ اس نے میگزین نکالے اور ان میں سے کچھ کی ورق گردانی کی۔ اسے احساس ہو گیا کہ واقعی وہ کوئی اور ہی دنیا تھی۔ لندن، پیرس اور دوسرے خوبصورت شہر، حسین ماڈلز، خوب رو مرد۔ وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کیلی کے اندر ایک تڑپ پیدا ہوئی۔ وہ ڈریسنگ گاؤن پہن کر باتھ روم گئی اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ لوگ اسے بتاتے تھے کہ وہ بہت خوبصورت ہے۔ لیکن وہ یقین نہیں کرتی تھی۔ وہ انہیں جھوٹا سمجھتی تھی۔ لیکن اس وقت اسے احساس ہوا کہ آئینہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ بلاشبہ خوبصورت اور پرکشش تھی۔

اس نے سوچا، چلو مان لیا کہ میں خوبصورت ہوں لیکن میرے پاس تجربہ تو نہیں ہے۔

جادو ہوتا ہے لیکن اس کے لئے آدمی کو جادوگری آنی چاہئے۔ اس نے خود کلامی کی۔

اگلی صبح وہ لائبریری گئی۔ مسز ہوسٹن نے حیرت سے اسے دیکھا۔ کیلی اتنی صبح لائبریری کبھی نہیں آتی تھی۔'' گڈ مارننگ کیلی۔'' اس نے کہا۔'' تم نے وہ میگزین دیکھے؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 18

علیم الحق حقی

''جی ہاں۔اور میں ماڈل بننا چاہتی ہوں۔مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے شروعات کروں۔''

مسز ہوسٹن مسکرائی۔''میں بتاتی ہوں۔تم نے کہا تھا کہ تم یہاں نہیں رہنا چاہتیں۔چنانچہ میں نے نیویارک کی ڈائریکٹری چیک کی۔'' مسز ہوسٹن نے اپنے بیگ سے ایک کاغذ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔''یہ مین ہٹن کی ٹاپ کی ماڈلنگ ایجنسیوں کی فہرست ہے۔اس میں ان کے پتے اور فون نمبر بھی موجود ہیں''......اس نے حوصلہ افزائی کے لئے کیلی کا ہاتھ دبایا۔''میرا مشورہ ہے کہ ٹاپ سے اسٹارٹ لینا۔''

کیلی مبہوت ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔''میں......میں آپ کا کیسے شکریہ ادا......''

''بہت آسان ہے میرا شکریہ ادا کرنا۔ان میں سے کسی میگزین میں تمہارا فوٹو گراف چھپے تو سمجھ لینا کہ تم نے میرا شکریہ ادا کر دیا۔''

اس رات ڈنر پر کیلی نے اعلان کیا۔''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ماڈل بنوں گی۔''

ڈان برک نے کہا۔''یہ تمہارا اب تک کا بدترین آئیڈیا ہے۔تم زیادہ سے زیادہ کال گرل بن سکو گی۔''

''کیلی......وہ غلطی نہ کرو، جو میں نے کی تھی۔''اس کی ماں نے کہا۔''ہم سیاہ فام بھی ہیں اور غریب بھی۔ہم جیسے لوگوں کو خواب راس نہیں آتے۔''

صبح پانچ بجے کیلی نے اپنا سوٹ کیس پیک کیا اور بس اسٹینڈ کی طرف چل دی۔اس کے ہینڈ بیگ میں دو سو ڈالر تھے، جو اس نے بے بی سٹنگ کر کے جمع کئے تھے۔

بس کا سفر دو گھنٹے کا تھا۔اس عرصے میں کیلی جاگتی آنکھوں خواب دیکھتی رہی۔وہ صف اول کی ماڈل بننے والی تھی۔مسئلہ یہ تھا کہ وہ دوسرے نام سے محروم تھی۔اس نے کئی نام سوچے۔مگر کوئی جچا نہیں۔آخر اس نے فیصلہ کیا کہ اس کا پہلا نام ہی کافی ہے۔دنیا کی ٹاپ ماڈل کیلی!

اس نے ایک سستے ہوٹل میں کمرا لیا۔ٹھیک نو بجے وہ اس ایجنسی کے دفتر پہنچ گئی جو مسز ہوسٹن کی فہرست میں ٹاپ پر تھی۔وہ مسز ہوسٹن کے مشورے پر عمل کر رہی تھی۔اس نے ٹاپ سے اسٹارٹ لیا تھا۔

لابی سنسان تھی۔استقبالیہ ڈیسک پر بھی کوئی نہیں تھا۔وہ ایک شخص کی طرف بڑھ گئی، جو ایک میز پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔

''ایکسکیوز می۔'' کیلی نے کہا۔

اس شخص نے سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

''آپ لوگوں کو کسی ماڈل کی ضرورت ہے؟'' کیلی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''نہیں''۔

کیلی نے سرد آہ بھری اور شکریہ کہہ کر واپسی کے لئے پلٹی۔

اسی وقت اس شخص نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ایک لمحے میں اس کے چہرے کا تاثر تبدیل ہو گیا۔''ایک منٹ......یہاں آؤ۔''اس نے پکارا۔پھر وہ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔''او مائی گاڈ......تم......کہاں سے آئی ہو تم؟''

کیلی نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔''فلاڈلفیا سے۔''

''میرا مطلب تھا......خیر چھوڑو۔تم نے پہلے کبھی ماڈلنگ کی ہے؟''

''نہیں''۔

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔جاب کے دوران سیکھ بھی لو گی۔''

کیلی کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔''کیا آپ مجھے ماڈلنگ کا کام دے رہے ہیں؟''

وہ مسکرایا۔''ہاں۔ہمارے کلائنٹس تمہیں دیکھیں گے تو پاگل ہو جائیں گے۔''

کیلی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔وہ مین ہٹن کی سب سے بڑی ایجنسی تھی اور وہ......

''میرا نام بل لرنر ہے۔میں ہی یہ ایجنسی چلاتا ہوں۔تمہارا کیا نام ہے؟''

یہ وہ لمحہ تھا، جس کے کیلی خواب دیکھتی آئی تھی۔یہ پہلا موقع تھا، جب اسے اپنا یک لفظی نام پیشہ ورانہ سطح پر استعمال کرنا تھا۔

بل لرنر اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔''کیا تمہیں اپنا نام بھی معلوم نہیں؟''

کیلی تن کر کھڑی ہو گئی۔''کیوں نہیں مسٹر لرنر۔میرا نام کیلی ہے۔''

لوئیسا رینالڈ نے جہاز کے گزرنے کی آواز سنی تو مسکرانے لگی۔یہ گیری ہو گا۔اس نے سوچا۔وہ لیٹ ہو گیا ہے۔اس نے گیری سے کہا تھا کہ وہ اسے ایئر پورٹ پر ریسیو کرے گی۔لیکن گیری نے کہا......اس کی ضرورت نہیں سسٹر۔میں ٹیکسی کر لوں گا۔

''لیکن گیری، مجھے اچھا لگے......''

''تم گھر پر میرا انتظار کرنا۔یہ زیادہ بہتر ہے۔''

''جیسی تمہاری مرضی بھائی۔''

لوئیسا کی زندگی میں ہمیشہ سے اس کے بھائی گیری کی بڑی اہمیت تھی۔جب وہ لڑکی تھی تو سمجھتی تھی کہ ساری دنیا اس کی دشمن ہے۔فلمی اداکاراؤں اور ماڈل گرلز کو دیکھ کر وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی۔صرف اس لئے کہ وہ کچھ موٹی تھی۔حالانکہ یہ کوئی قانون نہیں کہ موٹی لڑکیاں خوب صورت نہیں ہو سکتیں۔دبلی پتلی مریل لڑکیوں سے تو وہ ہزار درجہ خوب صورت ہوتی ہیں۔

لوئیسا دن بھر آئینہ دیکھتی رہتی۔اس کے بال شہد رنگ تھے، آنکھیں نیلی تھیں، ناک نقشہ سبک تھا......اور جسم بقول اس کے بھرا بھرا تھا۔اب یہ کیسی بے انصافی ہے کہ مرد توند نکالے پھرتے رہیں تو انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا اور بھرے بھرے جسم والی لڑکیوں کو بھینس اور ہتھنی جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔اسکول میں لوئیسا کو اس کی پیٹھ پیچھے ایسے ہی پکارا جاتا تھا۔وہ بہت دکھی ہوتی تھی۔لیکن گیری ہمیشہ اسے دلاسہ دیتا تھا۔اسے خوشی تھی کہ اسے ایسا محبت کرنے والا بھائی ملا۔

وہ تعلیم مکمل کر کے ٹورنٹو یونیورسٹی سے نکلی تو ان القابات سے جان چھوٹی اور اس نے سوچا، اب کوئی خوش ذوق مرد میری طرف بڑھے تو بڑھے۔میں خود کسی کی طرف نہیں بڑھوں گی۔

اور ایک دن ایک خوش ذوق مرد اس کی زندگی میں آ ہی گیا۔اس کا نام ہنری لاسن تھا۔وہ دراز قد اور دبلا پتلا تھا۔اس کی مسکراہٹ بہت خوب صورت تھی۔اس کا باپ چرچ کا منسٹر تھا۔وہ خود ایک بڑی نرسری کا مالک تھا۔فطرت سے اسے عشق تھا۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف کھنچنے لگے۔ہنری میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ لوئیسا کو موٹا نہیں سمجھتا تھا۔بلکہ اسے اس کے موٹے ہونے کی پرواہ بھی نہیں تھی۔وہ اسے کھانے پر ٹوکتا نہیں تھا۔بلکہ وہ اسے کھلا کر خوش ہوتا تھا۔

ان کے ملنے کا سلسلہ جاری رہا۔دو ماہ بعد ہنری نے اظہار محبت کیا اور اس سے شادی کا پوچھا۔لوئیسا ایک ہی جواب دے سکتی تھی۔اس کی تو لاٹری نکل آئی تھی۔پہلی بار وہ کھل کر کھانا کھا رہی تھی۔

ان کی شادی ہنری کے باپ نے کرائی۔وہ چرچ کا منسٹر جو تھا۔لوئیسا کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔

ہنی مون کیلئے وہ لوگ لیک لوئیسا گئے۔وہ بہت خوبصورت جگہ تھی۔وہاں لوئیسا کی خوشی انتہا کو پہنچ گئی۔اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اسے یہ سب کچھ مل سکتا ہے۔

اچانک ہنری نے کہا۔''اب کفارہ ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے''

لوئیسا نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔''کیا مطلب؟''

''گناہ کا کفارہ! لذت کے جواب میں اذیت!''

''کیا کہہ رہے ہو؟ مجھے کیا کرنا ہو گا؟''

گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ۔''

لوئیسا گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

ہنری نے اپنی پینٹ سے بیلٹ کھینچی اور اس سے پہلے کہ لوئیسا کچھ سمجھتی، اس کے جسم کے پر گوشت حصوں پر اسے کوڑوں کی طرح برسانے لگا۔

لوئیسا چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔''یہ کیا کر رہے......؟''

ہنری نے اسے پھر جھکا دیا۔بیلٹ پھر حرکت میں آ گئی۔''میں نے کہا نا، گناہ دھونے کیلئے سزا ضروری ہے۔لذت کے بدلے اذیت......''

''بس کرو ہنری......بس کرو......''لوئیسا نے فریاد کی۔

''بیٹھی رہو گھٹنوں کے بل......''ہنری کا لہجہ بہت سخت تھا۔

لوئیسا نے اٹھنے کی کوشش کی۔لیکن ہنری نے اسے دھکیل دیا۔

لوئیسا رو رہی تھی۔لیکن ہنری مشین انداز میں اسے مار رہا تھا۔بالآخر چند لمحے بعد اس نے کہا۔''ہاں......اب ٹھیک ہے۔''

اس وقت تک لوئیسا ہلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی اور اسے لگ رہا تھا کہ اس کی کھال ادھڑ گئی ہے اور خون رس رہا ہے۔بڑی مشکل سے وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہوئی اور بولنے کی تو اس میں ہمت ہی نہیں تھی۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھتی رہی۔

''جنس گناہ ہے۔اور گناہ کی ترغیب سے لڑنا ضروری ہے اور ترغیب سے ہارنے کے بعد سزا بھی ضروری ہے۔''ہنری نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

لوئیسا سر جھٹکتی رہی۔جو کچھ ہوا تھا، اس کیلئے ناقابل یقین تھا۔

''ذرا سوچو تو، آدم اور حوا جنت سے کیوں نکالے گئے۔وہ نہ بہکتے تو ہم سب جنت میں ہوتے۔''

لوئیسا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''اب سب ٹھیک ہے ڈارلنگ''۔ہنری نے اسے لپٹا لیا۔''میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

''محبت تو میں بھی تم سے کرتی ہوں۔مگر......''

''فکر مت کرو۔ہم نے کفارہ ادا کر دیا۔گویا گناہ کو شکست دے دی۔''

لوئیسا نے سوچا، چلو ٹھیک ہے۔جو گزری سو گزری۔اب تو جان چھوٹ گئی نا۔پادری کے بیٹے کو تو بہت اچھا انسان ہونا ہی چاہئے۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 19

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں لوئیسا۔ چلو...... اب تمہیں ڈنر کرادوں"۔ ہنری کے لہجے میں محبت کی حلاوت تھی۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھنا بھی لوئیسا کیلئے بے حد اذیت ناک تھا۔ اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ لیکن شرم کی وجہ سے وہ اضافی گدی بھی نہ مانگ سکی۔

"آرڈر میں دوں گا"۔ ہنری نے کہا اور اس کیلئے زبردست کھانا منگوایا۔ "تمہیں ضرورت ہے اچھے کھانے کی۔ ورنہ طاقت کہاں سے آئے گی"۔ اس نے وضاحت کی۔

کھانے کے دوران لوئیسا، جو کچھ ہوا تھا، اس کے بارے میں سوچتی رہی۔ ہنری جیسا شاندار آدمی اس نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اس حرکت پر اسے کیا کہا جائے؟ مذہبی جنونی! مگر خیر، جو ہوا سو ہوا۔ وہ بہت خیال رکھنے والا آدمی تھا اور لوئیسا نے بھی سوچ لیا تھا کہ زندگی بھر اس کا خیال رکھے گی۔

کھانے کے بعد ہنری نے خاص طور پر اس کیلئے میٹھا منگوایا۔ "مجھے صحت مند، تندرست اور بھاری بھرکم عورتیں اچھی لگتی ہیں"۔

لوئیسا مسکرائی۔ "مجھے خوشی ہے کہ میں تمہارے لئے باعث مسرت ہوں"۔

ریسٹورنٹ سے نکل کر انہوں نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔ ہنری نے لوئیسا کو اپنی باہوں میں لیا تو وہ پچھلی مار کی اذیت بھول گئی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ ہنری بہت محبت کرنے والا آدمی تھا۔ محبت کرنا سے خوب آتا تھا۔

"چلو...... اب کفارے کا وقت آ گیا"۔ تھوڑی دیر بعد ہنری نے کہا۔ "گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ۔ شاباش!"

رات کے دو بجے ہنری گہری نیند سو رہا تھا۔ لوئیسا اٹھی۔ اس نے سوٹ کیس پیک کیا اور وہاں سے نکل بھاگی۔ فلائٹ پکڑ کر وہ وینکوور پہنچی اور گیری کو فون کای۔ لنچ کے وقت وہ دونوں ملے۔ تب لوئیسا نے اس کو سب کچھ بتادیا۔

"مجھے طلاق لینی ہے"۔ لوئیسا نے کہا۔ "لیکن مجھے شہر بھی چھوڑنا ہے"۔

گیری چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "سس...... میرے ایک دوست کی انشورنس ایجنسی ہے ڈینور میں۔ یہاں سے 1500 میل دور"۔

"بہت مناسب رہے گا"۔

"میں ابھی اسے فون کرتا ہوں"۔

دو ہفتے بعد لوئیسا اس انشورنس ایجنسی میں کام کر رہی تھی۔

گیری مسلسل اس سے رابطے میں تھا۔ لوئیسا نے ایک خوبصورت بنگلہ خرید لیا تھا۔ گیری کو جب بھی موقع ملتا، وہ اس سے ملنے آجاتا۔ ویک اینڈ پر کبھی وہ مچھلی کا شکار کھیلنے جاتے، کبھی اس کی اڑان کیلئے نکل جاتے، باہر جانے کا موڈ نہ ہوتا تو وہ بنگلے میں بیٹھے باتیں کرتے رہتے۔

"سس...... تم نہیں جانتیں، تم پر میں کتنا فخر کرتا ہوں"۔

گیری اکثر کہتا۔

لوئیسا بھی اپنے بھائی پر کم فخر نہیں کرتی تھی اور وہ تھا بھی اس قابل۔ اس نے سائنس میں پی ایچ ڈی کیا تھا اور اب ایک بین الاقوامی کارپوریشن میں کام کر رہا تھا۔ ہوابازی اس کا مشغلہ تھا۔

اس وقت جہاز کی آواز سننے کے بعد لوئیسا گیری کو یاد کر رہی تھی۔ دروازے پر ہونے والی دستک نے اسے چونکا دیا۔ اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا وہ ٹام ہیوبر تھا۔ گیری کا ہواباز دوست لوئیسا نے دروازہ کھولا۔ ٹام اندر آ گیا۔ "کیسے ہو ٹام؟"

"ٹھیک ہوں"۔

"گیری ابھی نہیں پہنچا ہے۔ ابھی شاید میں نے اس کے جہاز کی آواز سنی تھی۔ وہ آتا ہی ہوگا۔ تم اس کا انتظار کرو گے۔ یا......"

ٹام اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ "تم نے خبریں نہیں دیکھیں؟"

لوئیسا نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں۔ کیا ہو رہا ہے آج کل۔ کوئی جنگ چھڑنے والی ہے کیا؟"

"بہت بری خبر ہے لوئیسا...... بہت بری اور وہ بھی گیری کے بارے میں......"

لوئیسا کا جسم تن گیا۔ "کیا ہوا اسے؟"

"تمہارے پاس آ رہا تھا وہ۔ راستے میں ختم ہو گیا"۔ ٹام نے لوئیسا کی آنکھوں میں جیسے روشنی بجھتے دیکھی اور افسردہ ہو گیا۔

"مجھے افسوس ہے لوئیسا مجھے معلوم ہے کہ تم بہن بھائی ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے تھے......؟"

لوئیسا نے بولنے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ "کیسے...... کیسے...... کیسے......؟"

ٹام نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے کاؤچ کی طرف لے چلا۔

لوئیسا نے بیٹھ کر گہری سانسیں لیں اور پوچھا...... "ہوا کیا......؟"

"ڈینور سے چند میل باہر اس کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا گیا......"

لوئیسا کو چکر آنے لگے۔ "ٹام...... پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو"۔

ٹام کی نگاہوں میں اس کیلئے فکرمندی تھی۔ "لوئیسا...... یہ مناسب نہیں۔ میں تمہیں کیسے اکیلا......"

"میرا خیال رکھنے کا شکریہ ٹام۔ لیکن پلیز...... مجھے تنہائی کی ضرورت ہے"۔

ٹام چند لمحے کھڑا رہا۔ وہ ہچکچا رہا تھا۔ پھر اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تمہارے پاس میرا فون نمبر موجود ہے۔ ضرورت محسوس کرو تو بلاتکلف کال کر لینا"۔

لوئیسا نے جیسے سنا ہی نہیں۔ اسے ٹام کے جانے کا بھی پتا نہیں چلا۔ وہ شاک کی حالت میں بیٹھی تھی، جیسے کسی نے اسے خود اس کی اپنی موت کی اطلاع دی ہو۔ اس کے تصور میں بچپن کی یادیں متحرک ہو رہی تھیں۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 20

گیری ہمیشہ سے اس کا محافظ رہا تھا۔ لڑکے اسے موٹی ڈبل روٹی، بھینس اور ہتھنی کہہ کر پکارتے تو گیری ان کی مرمت کرتا۔ وہ بڑے ہوئے تو گیری ہی اسے بیس بال کے گیم دکھانے لے جاتا۔ وہ اس کی فکر کرتا، اس کا خیال رکھتا۔ آخری بار وہ ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی یکجا ہوئے تھے۔

لوئیسا اس ملاقات کو اپنے ذہن میں تازہ کرنے لگی۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ ڈائننگ روم میں کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ ''تم کھا نہیں رہے ہو گیری؟''

''کھانا تو بہت لذیذ ہے سس۔ بس مجھے بھوک نہیں ہے''۔

وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ''تم مجھے کچھ بتانا چاہتے ہو گیری؟''

''تمہیں ہمیشہ پتا چل جاتا ہے۔ ہے نا؟''

''اور اس کا تعلق تمہاری جانب سے ہے تمہارے کام سے ہے''۔

''ہاں''۔ گیری نے کھانے کی پلیٹ سامنے سے ہٹا دی۔ ''میرا خیال ہے، میری زندگی خطرے میں ہے''۔

لوئیسا بری طرح چونکی۔ ''کیا...... کیا کہہ رہے ہو؟''

''سس...... دنیا میں صرف چھ سات افراد ہی جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ پیر کو میں یہاں آؤں گا...... رات کو رکنے کے لئے۔ منگل کو مجھے واشنگٹن جانا ہے''۔

''واشنگٹن کیوں؟''

''اکابرین کو پرائما کے بارے میں بتانے کے لئے''۔ گیری نے کہا اور پھر اسے تفصیل بتانے لگا۔

اور اب گیری مر چکا تھا۔ اس نے کہا تھا...... اور ٹھیک کہا تھا کہ اس کی زندگی کو خطرہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی موت حادثاتی نہیں تھی۔ اسے قتل کیا گیا ہے۔

لوئیسا نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ رات کافی ہو گئی تھی۔ ابھی تو کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن صبح ہوتے ہی وہ فون کرے گی۔ یوں وہ قاتل سے اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لے سکے گی۔ گیری نے جو کرنے کا فیصلہ کیا تھا، اب وہ کرے گی۔

اسے کمزوری کا شدید احساس ہو رہا تھا۔ کاؤچ سے اٹھنا بھی اس کے لئے آسان نہیں تھا۔ اس نے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور اب تو کھانے کے خیال سے بھی اس کا جی متلا رہا تھا۔

جیسے تیسے وہ اٹھی اور بیڈ روم میں جا کر بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ کچھ دیر وہ اونگھتی رہی۔ پھر اسے گہری نیند آ گئی۔

وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ وہ اور گیری ایک تیز رفتار ٹرین پر سوار تھے۔ جس بوگی میں وہ دونوں تھے، اس میں موجود ہر مسافر سگریٹ پی رہا تھا۔ اس کے نتیجے میں گرمی کا احساس بھی ہو رہا تھا اور بوگی میں دھواں بھر جانے کی وجہ سے دم بھی گھٹ رہا تھا۔ وہ کھانس رہی تھی......

اس کی آنکھ کھانسی ہی کی وجہ سے کھلی اور آنکھ کھلتے ہی اسے شاک لگا۔ اس کے بیڈ روم میں آگ لگی ہوئی تھی۔ آگ کے شعلے پردوں تک پہنچ گئے تھے اور کمرے میں دھواں بھر گیا تھا۔

لوئیسا لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ سے اٹھی۔ اس سے سانس بھی نہیں لیا جا رہا تھا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی نشست گاہ میں آئی۔ وہ تو پوری طرح آگ میں گھری ہوئی تھی اس نے دروازے کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی ٹانگیں اس کا بوجھ نہ سہار سکیں اور وہ ڈھیر ہو گئی۔

اس کی یادداشت میں آخری منظر بھڑکتے ہوئے پرشور شعلوں کا تھا، جو بھوکے درندوں کی طرح اس کی طرف لپک رہے تھے!

چھوٹے سے پروجیکشن روم میں نم تاریکی تھی۔ پردے کھنچے ہوئے تھے۔ وہاں موجود چند افراد بہت نروس نروس سے کسی کے منتظر تھے۔ ان میں سے ایک تو جلدی جلدی سگریٹ کے کش لے رہا تھا، جیسے سگریٹ ختم ہوتے ہی اسے سکون آ جائے گا۔ دوسرا کمرے میں ادھر ادھر پھرتے ہوئے کرسیوں کو یوں سیدھا کر رہا تھا، جیسے وہ ٹیڑھی رکھی ہوں۔ تیسرا دانتوں سے اپنی انگلیوں کے ناخن کاٹے جا رہا تھا۔ اور وہ تینوں ایک دوسرے سے باتیں بھی کئے جا رہے تھے...... چھوٹے چھوٹے بے ربط جملوں میں۔ اور وہ بار بار ہنس بھی رہے تھے...... بے معنی ہنسی! ان کے انداز میں خوش امیدی بھی تھی اور اندیشے بھی۔

دروازہ کھلا اور روشنی راہ داری سے کمرے میں در آئی۔ ایک لحہ ڈیفین تھورن دروازے میں کھڑا رہا۔ چھ فٹ اونچا، کسرتی جسم کا مالک خوب رو ڈیمین تھورن جو بورڈ کا چیئرمین تھا۔ حال میں ہی ایک بڑے میگزین نے اسے مغربی دنیا کے تین اہم ترین کنوارے مردوں میں شامل کیا تھا۔ تھورن کارپوریشن کا سب سے بڑا اسٹاک ہولڈر ہونے کی حیثیت سے وہ دنیا کے امیر ترین افراد میں سے ایک تھا۔ جبکہ ابھی اس کی عمر 33 سال بھی نہیں تھی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 21

علیم الحق حقی

تھورن کمرے میں چلا آیا۔اس کے پیچھے اس کا پرسنل اسسٹنٹ بھی تھا۔''جنٹلمین۔''اس نے دھیرے سے کہا۔

''ڈیمین۔''وہ سب بہ یک آواز بولے۔

ڈیمین پہلی قطار میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔''ہاروے ڈین سے تو آپ سب واقف ہیں۔''

ڈین نے سرخم کرتے ہوئے ان کو دیکھا۔وہ چالیس سال کا دبلا پتلا آدمی تھا۔اس کی نقل وحرکت سے نروس انرجی خارج ہوتی محسوس ہورہی تھی۔اس نے باری باری سب کو دیکھا۔جواب میں وہ سب مسکرائے۔وہ سب جانتے تھے کہ ہاروے ڈین وہ پل ہے جو انہیں چیئرمین تک پہنچا سکتا ہے۔ایک ایگزیکٹو کا تو کہنا تھا کہ ہٹلر کے لئے بورمین کی جو حیثیت تھی' وہی ڈیمین تھورن کے لئے ہاروے ڈین کی ہے لیکن اس تبصرے نے اس ایگزیکٹو کی فوراً ہی چھٹی کرادی تھی۔

وہ سب بیٹھ گئے۔ڈیمین کے اشارے پر لائٹ آف کردی گئی۔دوسرے لوگ تو پلکیں جھپکا رہے تھے لیکن مادہ گیدڑ کے پیٹ سے پیدا ہونے والے ڈیمین کی نظر فوراً ہی اندھیرے سے ہم آہنگ ہوگئی تھی۔

ایک لمحے بعد اسکرین روشن ہوگئی۔وہ تیز طوفانی ہوا کا منظر دیکھ رہے تھے۔چنگھاڑتی ہوئی ہوا کی غراہٹیں دھیمی ہوتے ہوتے دم توڑنے لگیں۔یہاں تک کہ خاموشی چھا گئی۔ریت بھی صحرا کے سینے پر بیٹھ گئی۔وہ بہت بڑا صحرا تھا۔

ڈیمین کے پیچھے بیٹھے ہوئے لوگوں نے اپنی سانسیں روک لی تھیں۔

پروجیکشن روم میں نصب چار اسپیکر زپر مبصر کی آواز ابھری۔''پچاس ہزار سال پہلے انسانیت کو پہلی بار اس خطرے کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ نسل انسانی مٹ بھی سکتی ہے......''

ڈیمین اپنا کان کھجانے لگا......

''وہ ایک تباہ کن قحط تھا جو عناصر فطرت کی وجہ سے رونما ہوا۔تاریخ میں اسے برف کے زمانے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔یہ پانچ ہزار برسوں پر محیط تھا۔ان کے نتیجے میں 80 فیصد زمین ناقابل کاشت ہوگئی اور آبادی کے قابل نہیں رہی۔مزید برآں اس کے نتیجے میں بیشتر مخلوقات فنا کے گھاٹ اتر گئیں......ماسوائے ان کے جو بے حد سخت جان تھیں......''

اسکرین پر ابتدائی زمانے کے ایک غار کی ڈرائنگ نمودار ہوگئی تھی۔

''ان مخلوقات میں سے ایک انسان بھی تھا۔''مبصر کہہ رہا تھا۔''لیکن ہر تخریب تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔اس تباہی کے عقب سے ایک نیا عہد طلوع ہوا......ایک نئی امید!سرخاب کی طرح انسان بھی اس برفانی تباہی سے ابھرا اور اس طرح کہ اس کی آنکھوں میں نئے خواب تھے اور دل میں ان کی تعبیر کی آرزو......''

اب اسکرین پر پالا مارے ایک اجڑے ہوئے کھیت کا منظر نظر آرہا تھا۔

''اس وقت سے اب تک انسانیت ایسی بے شمار تباہیاں دیکھ چکی ہے۔میں نے ان گنت مہیب اور ہلاکت خیز خطرات کا سامنا کیا ہے لیکن ان میں سے کوئی خطرہ ایسا مہیب نہیں تھا جیسے خطرے کا وہ اس وقت سامنا کررہی تھی۔گزشتہ دہائی کے معاشی بحران کے نتیجے میں افراط زر کی شرح خطرناک حد تک بڑھی ہے۔غذائی پیداوار میں خطرناک حد تک کمی ہوئی اور طوائف الملوکی عام ہوگئی۔

ڈیمین نے بے اختیار اپنے نچلے ہونٹ پر زبان پھیری۔اس کے پیچھے کھڑے شخص نے اپنے برابر والے کو کہنی سے ٹھوکا دیا اور آنکھ ماری۔

''کچھ لوگ اس قحط عظیم قرار دیتے ہیں۔دوسرے اسے ارمگیدون کہتے ہیں......دنیا کے اس خاتمے کا آغاز جس کے بارے میں پیغمبر خبردار کرتے رہے ہیں لیکن اس بدترین صورتحال میں بھی ایک امید افزا آواز ابھرتی ہے جو مستقبل پر یقین رکھتی ہے' جو حوصلہ بڑھاتی ہے......اور وہ آواز ہے تھورن......''

اسکرین پر تھورن بلڈنگ کا منظر ابھر آیا۔اس بلڈنگ کا جس میں وہ اس وقت بیٹھے تھے۔رات کے آسمان کے سینے کو چھوتی ہوئی بلڈنگ......جس کی روشن کھڑکیاں صرف T کی شکل بنارہی تھیں۔

''جہاں کہیں بھی قحط پڑا یا کوئی وبا پھوٹی' سب سے پہلے تھورن انڈسٹریز ہی دکھی انسانیت کے لئے میدان میں اتری......''

اسکرین پر اب دنیا کا نقشہ دکھائی دے رہا جس پر جابجا روشن بلب تھورن کارپوریشن کی موجودگی ظاہر کررہی تھی۔

......انہوں نے ٹیکنالوجی' اپنی جدید ترین تحقیق اور تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مسائل کے خلاف موثر جنگ چھیڑی تاکہ انسان کے دکھوں اور مصائب کو کم کیا جاسکے اور مستقبل کی خوش حالی کی بنیاد ڈالی جائے......''چند لمحے کے توقف کے بعد دوسرے مبصر کی آواز ابھری۔تھورن......ایک نئے اور بہتر کل کی تعمیر کی سمت میں راہ دکھانے والی سب سے معتبر روشنی......''

اور کمرشل ختم ہوگیا۔پروجیکشن روم میں روشنی ہوگئی۔وہاں موجود سب لوگ پلکیں تک جھپکانے سے گریز کررہے تھے۔ان کی نظریں ڈیمین کے سر کے پچھلے حصے پر جمی تھیں۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر ان میں سے ایک نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔''کیا خیال ہے جناب؟''

''بڑی زبردست تباہی دکھائی گئی ہے۔''ڈیمین نے کہا۔

وہ سب زبردستی کی ہنسی ہنسنے لگے۔

لیکن ڈین ان میں شامل نہیں تھا۔''میرا خیال ہے' ناظرین ایسی چیزوں پر زیادہ توجہ نہیں دیتے۔''

ڈیمیں اٹھا اور اس نے پہلی بار پلٹ کر ان لوگوں کو دیکھا۔''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔''اس نے کہا۔''یہ تو ایک طرح کی خودستائی ہے جو کسی کو بھی اچھی نہیں لگتی۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 22

علیم الحق حقی

پیچھے بیٹھے ہوئے لوگ اپنی سیٹوں پر پہلو بدل کر رہ گئے۔

''میں نے کہا تھا، میں لفظ نہیں، ایکشن چاہتا ہوں۔'' ڈیمین نے کہا۔ ''میں تھورن کارپوریشن کو کام کرتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے کام کے بارے میں قصیدے سننے کی مجھے کوئی خواہش نہیں۔''

ان تینوں کی تھوڑیاں ان کے سینوں سے جا ملیں۔ اب وہ پلکیں جھپکا رہے تھے۔ ڈیمین سے آنکھیں چرا رہے تھے۔

''بھوک سے نڈھال بچے تھورن انڈسٹریز کے سویابین سے پیٹ بھرتے ہوئے...... ہزاروں بچے۔'' ڈیمین نے کہا۔ ''تھورن کی میڈیکل ٹیمیں میدان عمل میں۔ تھورن کنسٹرکشن۔ تھورن انجینئرنگ......'' وہ کہتے کہتے رکا اور اس شخص کی طرف متوجہ ہو گیا، جس نے سب سے پہلے زبان کھولی تھی۔ ''لیکن تم نے کیا کیا کمرشل کا آدھا وقت تم نے برف کے زمانے کی نذر کر دیا...... اور وہ بھی تیسرے درجے کی فلموں کے سے اسٹائل میں۔''

اس کی گہری نگاہ اس شخص کے وجود کو چھید رہی تھی۔ اور وہ بے چارہ سوچ رہا تھا۔ وہ وقت، وہ بھاری رقم اور وہ تخلیقی صلاحیت، وہ اجتماعی محنت جو اس کمرشل پر صرف کی گئی...... کیا حاصل ہے اس کا؟ کیا یہ کہ میں اس وقت خود کو اس مچھلی کی طرح محسوس کر رہا ہوں، جو چارے کے ساتھ کانٹا بھی نگل چکی ہے۔

ڈیمین نے ان سبھوں کو نظر انداز کر دیا اور اپنے اسسٹنٹ کی طرف مڑا۔ ''ہمارے پاس آسٹریلین خشک سالی کی امداد والی فلم ہے؟''

ہاروے ڈین نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''لیکن کوئی خاص نہیں۔ اور کئی بار ٹی وی پر دکھائی بھی جا چکی ہے۔''

ڈیمین ایڈورٹائزنگ والوں کی طرف مڑا۔ ''ٹھیک ہے'' ''ہم تمہارے لئے کچھ تلاش کریں گے۔ اس نے کہا۔'' اس وقت تک پرانا کمرشل ہی چلاتے رہو۔ لیکن میں یہ کمرشل......'' اس نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔'' ...... دیکھنا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔''

اس کے ساتھ ہی وہ پلٹا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہاروے ڈین اس کے پیچھے تھا۔

''گڈبائی مسٹر تھورن'' وہ تینوں منمنائے۔ لیکن اس بار انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔

ڈیمین راہداری میں اپنے آفس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہاروے ڈین اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''آنے والے پروگراموں کے بارے میں کچھ بتاؤ۔'' ڈیمین نے کہا۔

''اگلے ہفتے بوٹس وانا اور اس کے بعد اسوان ڈیم'' ہاروے ڈین نے کہا۔ وہ جانتا تھا بوٹ وانا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ان کی ٹیم وہاں پہنچ چکی تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ تین چار دن میں وہاں انقلاب آئے گا۔ خوں ریزی ہوگی۔ ہزاروں کی تعداد میں پناہ گزین ہوں گے اور انہیں غذا درکار ہوگی۔ تھورن انڈسٹریز اس کے لئے تیار تھی۔ اور جہاں تک ڈیم کا تعلق تھا، تیاریاں ابھی جاری تھیں۔ نہایت قوی امکان تھا کہ آپریشن بھی کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

''ایکسپلوزیو والے بہترین ہونے چاہئیں ڈیم کیلئے۔'' ڈیمین نے اسے چونکا دیا۔

''اس کی کیا ضرورت ہے سر۔ ٹیز ٹکنکلیے ہے نا؟''

''تیز بارش برسا سکتا ہے، طوفان باد و باران، سیلاب لا سکتا ہے۔ لیکن ڈیم کا ٹوٹنا اور بات ہے۔ کسی بھی وقت ایکسپلوزیو کے استعمال کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مقررہ وقت پر بم نہ ٹوٹا تو تخریب کاری تو کرنی پڑے گی نا۔''

''جی سر۔ ایکسپلوزیو والوں کی ٹیم وہاں موجود ہے۔ ان کا مسٹر بوہر سے رابطہ ہے۔''

ڈیمین مسکرایا۔ پال بوہر، کارپوریشن کا صدر، اس کے بعد نمبر دو۔ وہ جس پروجیکٹ پر کام کرتا تھا، اس میں ناکامی کا سوال ہی نہیں تھا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 23

علیم الحق حقی

اب وہ استقبالیہ کاؤنٹر کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ وہاں بیٹھی دوعورتوں نے اسے بہت غور سے دیکھا۔ لیکن ڈیمین نے انہیں نظر انداز کردیا۔ وہ اپنے آفس کی طرف بڑھتا رہا۔ ''ہم کوئی فلم یونٹ بروقت بوٹس وانا پہنچا سکیں گے؟'' اس نے پوچھا۔

لیکن امدادی ٹیم کو انقلاب سے پہلے نہیں بھیجا جاسکتا۔ اور انقلاب کے بارے میں صرف قیاس کیا جاسکتا ہے۔ یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔''

ہاروے ڈین اپنے باس کے پیچھے اس کے آفس میں داخل ہوا اور عقب میں دروازہ بند کرلیا۔ آفس کی آرائش میں مردانہ پن ذرا بھی نہیں تھا۔ بلکہ اس میں نسوانیت تھی۔ لیکن کوئی اس پر مذاق کے پیرائے میں تبصرہ نہیں کرسکتا۔ کارپوریشن کا دوسرا بڑا پال بوہر بھی نہیں۔ پال بوہر نے اس آرائش پر البتہ تبصرہ ضرور کیا تھا۔ لیکن پہلے اس نے ڈیمین کا موڈ دیکھا تھا۔ اور پال بوہر جانتا تھا کہ ڈیمین کے سامنے بات کرنا ممکن ہے۔ لیکن اس کی پیٹھ پیچھے بات کرنا سخت مخدوش ہے۔ یہی نہیں، ڈیمین سے منظوری لئے بغیر وہ کسی منصوبے پر عمل پیرا ہونے کی جرات بھی نہیں کرتا تھا۔ یہ بات اس نے بیس سال پہلے رچرڈ تھورن سے اس وقت سیکھی تھی، جب وہ نیا نیا کمپنی کا صدر بنا تھا۔

ڈیمین اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ''تو اسوان ڈیم کیلئے تم اپنی پبلسٹی ٹیم کو وہاں پہنچا سکتے ہو؟''

ہاروے ڈین نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہماری امدادی ٹیم کو بھرپور کوریج ملنی چاہئے۔ اور ہاں، خیال رہے کہ ریڈ کراس والے بھی اس معاملے میں ہم سے آگے نہ نکلنے پائیں۔''

ڈین مسکرایا۔ اسے ایک زبردست آئیڈیا سوجھا تھا۔ ''آپ خود وہاں کیوں نہیں چلے جاتے۔'' اس نے کہا۔ ''کیسی زبردست خبر بنے گی۔ ڈیمین تھورن بہ نفس نفیس امدادی ٹیم کی رہنمائی کررہے ہیں۔ واہ...... ہے نا شاندار؟''

''شاندار تو ہے۔ لیکن ممکن نہیں۔'' ڈیمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاروے ڈین سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

''میں جا نہیں سکتا۔ میرا یہاں موجود رہنا ضروری ہے۔''

ہاروے ڈین کی سمجھ میں سوچنے پر بھی نہیں آیا کہ یہاں ایسا کون سا کام ہے۔ آخر اس نے ہمت کرکے پوچھ ہی لیا۔ ''کیوں سر؟''

''میں چاہتا ہوں کہ صدر امریکا کو میری ضرورت پڑے تو میں دستیاب ہوں۔''

کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی تو ہاروے ڈین کو نہایت مضحکہ خیز لگتی۔ اب بھی اسے ایسا لگ رہا تھا کہ ڈیمین تھورن نے مذاق میں یہ بات کہی ہے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ ڈیمین تھورن مذاق کبھی نہیں کرتا۔

''وہ مجھے برطانیہ میں سفیر کا عہدہ پیش کرنے والا ہے۔'' ڈیمین نے وضاحت کی۔

ہاروے ڈین نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔ پھر کندھے جھٹک دیئے۔ وہ گنگ ہوکر رہ گیا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

ڈیمن اٹھ کر کتابوں کے شیلف کی طرف بڑھ گیا۔ ''بک آف ہیمرون کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟''

''کیا...... کیا نام لیا آپ نے؟'' ہاروے ڈین چکرا گیا۔ پہلے برطانیہ کا تذکرہ اور اب یہ بک آف...... باس تو لمحوں میں باتیں کررہا ہے۔ اس نے سوچا۔

ڈیمین نے شیلف سے ایک کتاب نکالی۔ ''اس کتاب پر نہ یہودی یقین رکھتے ہیں اور نہ پروٹسٹنٹ۔ میں تمہیں اس میں سے کچھ سناتا ہوں'' ڈیمین نے کہا اور کتاب کھول کر ورق گردانی کرنے لگا۔ مطلوبہ صفحہ کھلا تو اس نے پڑھنا شروع کیا۔ ''عرصہ آخر میں سو چھبیس اور تیس دن اور راتوں میں درندے کی حکمرانی ہوگی اور ایمان والے چلا چلا کر فریاد کریں گے...... خداوند، شیطان کے اس عہد میں تو کہاں ہے۔ مدد کیوں نہیں کرتا ہماری اور خدا ان کی دعائیں سن لے گا۔ فرشتوں کے جزیرے میں وہ ایک نجات دہندہ پیدا فرمائے گا...... خدا کی مقدس بھیڑ جو درندے سے جنگ کرے گی اور درندے کو پوری طرح تباہ و برباد کردے گی......'' اس نے کتاب بند کرکے دوبارہ شیلف میں رکھ دی۔ ''کچھ سمجھے۔ یہ سو چھبیس اور تیس دن رات ان سات برسوں کا حوالہ ہے ایک نرالے انداز بیان میں...... ان سات برسوں کا جو میں نے تھورن کارپوریشن کے سربراہ کی حیثیت سے گزارے ہیں......''

ہاروے ڈین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

''اور فرشتوں کا جزیرہ انگلینڈ ہے۔'' ڈیمین نے کچھ توقف کے بعد کہا۔

ہاروے ڈین کی سمجھ میں کچھ کچھ آنے لگا تھا۔

''مجھے یہ پیش گوئی غلط ثابت کرنی ہے...... اور میں کرکے رہوں گا۔ تباہ درندہ نہیں ہوگا۔ بلکہ فنا ازلی ہوگا۔ میں مقدس بھیڑ کو پیدا ہوتے ہی ختم کردوں گا......''

اور اس کے لئے باس کو انگلینڈ جانا ہے۔ ہاروے ڈین نے سوچا ''لیکن برطانیہ میں ہمارے سفیر کا کیا ہوگا۔ اس کی موجودگی میں تو آپ سفیر بن کر نہیں جاسکتے۔''

ڈیمین مسکرایا۔ اس وقت وہ کچھ کہنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ مسکراہٹ ہی اس کا جواب تھی۔

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر ڈیمین نے کہا۔ ''ٹیز کنگسلے کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے نا؟ مجھے اس کی ذاتی سرگرمیوں پر، اس کی دولت کمانے کی خواہش پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہمارا کام وقت پر ہونا چاہئے۔''

''میں نے اسے سمجھا دیا ہے سر...... لیکن ہم کنگسلے انٹرنیشنل گروپ کو ہتھیا کیوں نہیں لیتے؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 24

علیم الحق حقی

''میں نیک نامی کمانا چاہتا ہوں۔ یوں میرا کام آسان...... بہت آسان ہو جائے گا اور میں بدنامی کا ذرا بھی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ کے آئی جی کسی بھی وقت بدنامی کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔ اس وقت وہ ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہے۔''

ہاروے ڈین نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ حالانکہ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا۔

خوش قسمتی کا وہ عرصہ کیلی کے لئے بے حد بیش تاثیر بھی تھا اور تیز رفتار بھی۔ اس نے ماڈلنگ کے اسرار و رموز بہت تیزی سے سیکھے۔ لیکن اسے اب بھی اپنی خوب صورتی کا یقین نہیں تھا۔

بہرحال وہ راتوں رات اسٹار بن گئی۔ اس کے انداز میں مردوں کے لئے ایک فطری چیلنج تھا۔ وہ ایسا تاثر چھوڑتی تھی، جیسے اسے چھونا ممکن نہ ہو، جیسے وہ کسی کی پہنچ میں نہ ہو۔ دو سال کے اندر اس کا شمار صف اول کی ماڈلز میں ہونے لگا۔ متعدد ممالک میں وہ بے شمار مصنوعات کی تشہیر میں حصہ لے رہی تھی۔ اس کا زیادہ وقت پیرس میں گزرتا تھا۔ کیونکہ ایجنسی کے اہم ترین کلائنٹس کا تعلق پیرس سے تھا۔

ایک بار وہ کام کے سلسلے میں نیویارک آئی تو اپنی ماں سے ملنے گئی۔ اتھل بہت بوڑھی لگنے لگی تھی۔ اس نے سوچا کہ ماں کو بھی یہاں سے نکالنا ہوگا۔ ایک اپارٹمنٹ لے کر ماں کو وہاں رکھا جائے اور اس کا خیال رکھا جائے۔

اتھل اس سے مل کر بہت خوش ہوئی۔ ''مجھے تمہاری کامیابی پر خوشی ہے کیلی اور ہر ماہ جو تم چیک بھیجتی ہو، میں اس پر شکر گزار ہوں''

''یہ تو میرا فرض ہے مما۔ مگر میں نے سوچا ہے کہ تمہیں یہاں سے نکالا جائے......''

اسی وقت اس کا سوتیلا باپ آ گیا۔ ''اوہو...... ملکہ عالیہ تشریف لائی ہیں۔'' اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''اب یہاں تمہارا کیا کام؟''

کیلی نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ ماں سے تنہائی میں بات کرنا چاہتی تھی۔ چلو، پھر کبھی سہی!

نیویارک میں اسے ایک اور ذمے داری پوری کرنی تھی۔ وہ پبلک لائبریری گئی، جہاں اس نے بہت اچھا وقت گزارا تھا۔ وہ لائبریری میں داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ میں چند فیشن میگزین تھے اور ذہن میں یادوں کا ہجوم۔

مسز ہوسٹن اپنی ڈیسک پر موجود نہیں تھی۔ وہ ایک شیلف کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے بہت خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا اور وہ بہت خوبصورت اور تر و تازہ دم لگ رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو دیکھے بغیر کہا۔ ''ایک منٹ۔ میں ابھی حاضر ہوتی ہوں۔'' پھر کتابیں شیلف میں لگانے کے بعد اس نے سر گھما کر دیکھا۔ ''ارے...... کیلی!'' اس کے لہجے میں حیرت بھی تھی اور محبت بھی اور وہ اس کی طرف لپکی۔

دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئیں۔ پھر مسز ہوسٹن نے اسے پیچھے ہٹا کر بہت غور سے دیکھا۔ ''مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ یہ تم ہو۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ تمہیں تو پیرس میں ہونا چاہئے تھا۔''

''میں کسی سے ملنے آئی ہو...... مما سے...... اور تم سے۔''

''تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ مجھے تم پر کیسا فخر ہے۔''

''مسز ہوسٹن، مجھے یاد ہے، میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔ آج میں آپ کے پسندیدہ انداز میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔'' یہ کہہ کر کیلی نے وہ میگزین مسز ہوسٹن کی طرف بڑھا دیئے۔ ان میں کاسموپولیٹن، واگ اور وینٹی فیئر کے وہ تمام شمارے تھے، جن کے سرورق پر اس کی تصویر چھپی تھی۔

''بہت خوبصورت۔'' مسز ہوسٹن مسکرائی۔ ''میں بھی تمہیں کچھ دکھاتی ہوں۔'' اس نے ریک سے وہی تمام میگزین اٹھائے، جو الگ رکھے تھے۔

''میں کیسے آپ کا شکریہ ادا کروں مسز ہوسٹن۔ آپ نے میری زندگی بدل دی۔''

''نہیں کیلی۔ سب کچھ تم نے خود کیا ہے۔ میں نے تو بس تمہیں ہلکا سا پش کیا تھا اور کیلی......''

''جی مسز ہوسٹن۔''

''تمہاری مہربانی سے میں فیشن فوٹوگرافر بن گئی ہوں۔''

کیلی کو اپنی نجی زندگی بہت عزیز تھی۔ اس لئے شہرت اس کے لئے مسئلہ بھی بن گئی تھی۔ فوٹوگرافرز سے وہ بہت گھبراتی تھی۔ اجنبی لوگ اس سے مل بیٹھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس سے بھی اسے بہت الجھن ہوتی تھی۔

اب وہ مارک سے اپنی پہلی ملاقات یاد کر رہی تھی......

وہ جارج ففتھ ہوٹل کے لی سنک ریسٹورنٹ میں لنچ کر رہی تھی کہ بہت برے لباس میں ایک شخص رک کر اسے گھورنے لگا۔ اس کے چہرے پر زردی بلکہ بے رنگی تھی۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ اس کا زیادہ وقت ان ڈور سرگرمیوں میں گزرتا ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں ایلے میگزین کا شمارہ تھا اور کھلے صفحے پر کیلی کی تصویر نظر آ رہی تھی۔

''ایکسکیوزمی۔'' اجنبی شخص نے کہا۔

کیلی نے بدمزگی سے اسے دیکھا اور چڑچڑے پن سے بولی۔ ''جی...... فرمائیے؟''

''میں نے یہ آرٹیکل پڑھا آپ کے بارے میں پڑھا۔ اس میں لکھا ہے کہ آپ فلاڈلفیا میں پیدا ہوئیں......'' اس کے لہجے میں زور بڑھ گیا۔ ''میں بھی وہیں پیدا ہوا تھا۔ پھر میں نے آپ کی تصویریں دیکھیں۔ مجھے لگا کہ جیسے میں آپکو پہلے سے جانتا ہوں اور......''

''لیکن آپ مجھے نہیں جانتے۔'' کیلی نے سرد لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔ ''اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ اجنبی لوگ مجھے تنگ کریں......''

وہ نروس نظر آنے لگا۔ ''آئی ایم سوری۔ میں اجنبی تو نہیں...... میرا مطلب ہے، میرا نام مارک ہیرس ہے اور میں کنگسلے انٹرنیشنل میں کام کرتا ہوں۔ ابھی میں نے آپ کو یہاں دیکھا تو...... مجھے خیال آیا کہ شاید آپ کو اکیلے لنچ کرنا اچھا نہ لگتا ہو اور میں آپ کا ساتھ......''

کیلی نے اسے کاٹ ڈالنے والی نظروں سے دیکھا۔ ''آپ کا خیال غلط تھا۔ اب آپ میری جان چھوڑ دیں......''

اس بار وہ بے چارہ ہکلانے لگا۔ ''میں...... میں آپ کو تنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں تو بس...... میں...... میں جا رہا ہوں......''

کیلی اسے جاتا دیکھتی رہی۔ شکر ہے، آسانی سے جان چھوٹ گئی۔ اس نے سوچا۔

اگلے روز وہ چند رسالوں کے لئے لے آؤٹ کر رہی تھی۔ وہ ڈریسنگ روم میں لباس تبدیل کر رہی تھی کہ وہ تین درجن گلاب آئے، پھولوں کے ساتھ کارڈ تھا، جس پر لکھا تھا۔ مجھے معاف کر دیں کہ میں نے آپ کو پریشان کیا۔ مارک ہیرس۔

کیلی نے کارڈ کو فوراً پھاڑ کر پھینک دیا۔ ''یہ پھول بچوں کے اسپتال بھیج دو۔'' اس نے کہا۔

اگلی صبح اس کی وارڈ روب مسٹریس ڈریسنگ روم میں آئی اور ایک پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔ ''یہ کوئی تمہارے لئے دے گیا تھا کیلی۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 25

علیم الحق حقی

اس بار وہ لالہ کا محض ایک پھول تھا اور کارڈ پر لکھا تھا...... مجھے امید ہے کہ مجھے معاف کر دیا گیا ہے۔

کیلی نے کارڈ پھاڑ کر پھینک دیا اور مسٹریس سے کہا۔ ''پھول تم رکھ لو۔''

اس کے بعد مارک ہیرس کی طرف سے تحفہ آنا روز کا معمول بن گیا۔ کیلی ہر تحفہ پھینک دیتی تھی۔ مگر چوتھا تحفہ ذرا مختلف تھا۔ وہ فرانسیسی چھوٹی نسل کا ایک خوبصورت پلا تھا۔ اس کے گلے میں گلابی ربن تھا۔ منسلک کارڈ پر لکھا تھا...... یہ انجلو ہے۔ مجھے امید ہے، آپ بھی اس سے اتنی ہی محبت کریں گی، جتنی میں کرتا ہوں۔ مارک ہیرس۔

کیلی نے انکوائری فون کر کے کنگسلے انٹرنیشنل کا فون نمبر معلوم کیا۔ وہاں آپریٹر نے فون ریسیو کیا تو اس نے پوچھا۔ ''تمہارے ہاں کوئی مارک ہیرس کام کرتا ہے۔''

''جی ماموزیل''۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

''اس سے میری بات کراؤ۔''

''ہولڈ کیجئے......''

چند سیکنڈ بعد کیلی کو جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو......؟''

''میں کیلی بول رہی ہوں۔ میں نے تمہاری لنچ کی دعوت قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔''

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی...... بے یقینی بھری خاموشی۔ پھر مارک ہیرس نے کہا۔ ''واقعی......؟ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔''

''ایک بجے مجھے لارینٹ میں ملو۔''

''بہت شکریہ۔ میں...... میں......''

''میں ریزرویشن کرا لوں گی۔ گڈ بائی۔''

کیلی پلے کو گود میں اٹھائے لارینٹ ریسٹورنٹ پہنچی تو مارک ایک میز کے پاس کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ کیلی کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ ''مجھے یقین تھا کہ آپ آئیں گی''اس نے کہا۔ ''اوہ...... آپ انجلو کو بھی لائی ہیں''۔

''ہاں'' کیلی نے کہا اور انجلو کو اس کی گود میں دے دیا۔ ''تمہیں اس کے ساتھ لنچ کرنا ہے''۔ اس نے سرد لہجے میں کہا اور واپسی کیلئے پلٹی......

''میں سمجھا نہیں۔ میرا خیال تھا......''۔

''میں آخری بار تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میری بات سمجھ میں آ رہی ہے......''۔

مارک کا چہرہ تمتما اٹھا ''جج...... جی...... جی ہاں۔ آئی ایم سوری۔ میرا مقصد آپ کو...... میں آپ کو تنگ نہیں کر رہا...... اچھا پلیز...... آپ صرف ایک منٹ بیٹھ جائیں...... ایک بار...... صرف ایک بار میری بات سن لیں......''۔

کیلی انکار کرتے کرتے نجانے کیوں بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر غصہ تھا۔ ''ہاں...... بولو''۔

مارک نے ایک گہری سانس لی۔ ''میں درحقیقت بہت شرمندہ ہوں۔ میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا، آپ کو غصہ دلانا نہیں تھا۔ پہلی بار جو میں نے بے ساختہ غلطی کی تھی، بعد میں، میں اس کا مداوا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور پہلی بار جو میں بے ساختہ آپ کی طرف بڑھا تو وجہ وہی تھی۔ میں نے آپ کی تصویر دیکھی تو مجھے ایسا لگا کہ میں آپ کو بہت پہلے سے جانتا ہوں۔ اور جب میں نے آپ کو سچ مچ دیکھا تو یہ تاثر اور بڑھ گیا۔ مم...... میں......'' اس کی آواز پھر لڑکھڑانے لگی'' ...... مجھ سمجھ لینا چاہئے تھا کہ آپ جیسی خاتون مجھ جیسے آدمی میں دلچسپی نہیں لے سکتیں۔ سچ ہے، میں نے اسکول کے نادان بچوں جیسی حماقت کی۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ میں کیا محسوس کر رہا تھا......''۔ وہ چپ ہو گیا۔ اس لمحے وہ چھوٹا سا بچہ لگ رہا تھا، جو کوئی ممنوعہ حرکت کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔ ''اصل میں مجھے اپنے جذبات، اپنے محسوسات کا اظہار کرنا نہیں آتا۔ میں پوری زندگی اکیلا رہا ہوں۔ کبھی کسی نے مجھے...... میں چھ سال کا تھا تو ماں باپ میں علیحدگی ہو گئی۔ دونوں کے درمیان میرے لئے...... میری خاطر قانونی جنگ ہوئی۔ میرے حصول کیلئے نہیں۔ وہ دونوں مجھ سے جان چھڑا کر مجھے ایک دوسرے پر تھوپنا چاہتے تھے......''۔

کیلی خاموش بیٹھی اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے الفاظ اس کے ذہن کو جھنجھوڑ رہے تھے...... اس کے وجود میں بھولی بسری یادیں جگا رہے تھے۔ تم نے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس سے جان کیوں نہیں چھڑا لی؟ اس کا سوتیلا باپ اس کی ماں سے پوچھ رہا تھا۔

''میں کئی یتیم خانوں میں پلا بڑھا۔ وہاں کسی کو میری پروا نہیں......''۔

''یہ سب تمہارے انکل ہیں۔ انہیں پریشان نہ کرنا۔ ماں کہہ رہی تھی۔ کھانا بہت بدمزہ ہے...... یہ رنگ تم پر نہیں جچتا...... تم نے ابھی تک باتھ روم صاف نہیں کیا۔ یہ سوتیلے باپ کی آواز تھی......

''وہ چاہتے تھے کہ میں اسکول چھوڑ دوں اور ایک گیراج میں کام کروں۔ لیکن میں تو سائنسدان بننا چاہتا تھا۔ وہ کہتے تھے، میں کند ذہن ہوں......''

اب کیلی اس کا کہا ہوا ہر لفظ بہت غور سے سن رہی تھی۔ ساتھ ہی اسے ماضی کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

''میں کالج جانے کے خواب دیکھتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ مجھے مستقبل میں جو کچھ کرنا ہے، اس کیلئے تعلیم کی بالکل ضرورت نہیں۔ جب مجھے ایم آئی ٹی میں اسکالرشپ ملا تو انہوں نے کہا کہ اب میری پول کھل......''۔

کیلی کو لگ رہا تھا کہ وہ اجنبی اسے اس کی کہانی سنا رہا ہے۔ اسی کے نتیجے میں اس کا دل پگھل رہا تھا۔

''اور اب میں کنگسلے انٹرنیشنل گروپ کی برانچ میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن میں بہت اکیلا ہوں۔ بہت پہلے میں نے کہیں پڑھا تھا...... زندگی کی سب سے بڑی کامیابی اس شخص کو ڈھونڈنا ہے، جس سے آپ محبت کر سکیں اور جو آپ سے محبت کرتا ہو۔ اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں، مگر طویل تلاش کے بعد اب میں ہار ماننے ہی والا تھا کہ میں نے تمہیں دیکھ لیا''۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ انجلو اس کی باہوں میں تھا

''میں سچ مچ بہت شرمندہ ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی تمہیں پریشان نہیں کروں گا۔ گڈ بائی''۔

وہ دو قدم آگے گیا تھا کہ کیلی نے اسے پکارا ''مسٹر...... میرے کتے کو تم کہاں لے جا رہے ہو؟''۔

مارک ہیرس پلٹا۔ اس کے چہرے پر الجھن تھی۔ ''میں...... میں سمجھا نہیں''۔

''انجلو میرا کتا ہے۔ تم نے مجھے دیا تھا۔ دیا تھا نا؟''۔

مارک کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ''لیکن ابھی تم نے کہا تھا......''۔

''ہم معاملات طے کر لیتے ہیں مسٹر ہیرس۔ انجلو میرے پاس رہے گا اور تم جب چاہو اس سے ملنے آ سکتے ہو''۔

مارک کی سمجھ میں بات چند لمحوں میں آئی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر جگمگاتی ہوئی مسکراہٹ مچلی۔ ''تمہارا مطلب...... میں تم سے ملنے......؟''۔

''باقی باتیں رات کے کھانے پر طے کر لیں گے''۔ کیلی نے کہا۔

اس وقت کیلی کو خیال بھی نہیں تھا کہ وہ درحقیقت وہ خود کو قتل کا ہدف بنا رہی ہے...... اپنے قتل کا سامان کر رہی ہے!

................×................

پیرس...... فرانس

ایفل ٹاور خودکشی کیس کی تفتیشی رپورٹ

ریولی پولیس ہیڈکوارٹرز میں خودکشی کے اس کیس کے بارے میں تفتیش ہو رہی تھی۔ سراغ رساں آندرے بیلمندو اور پیٹر ماریس تفتیش کر رہے تھے۔ وہ 6 مئی تھی۔ پیر کا دن تھا۔ صبح کے دس بجے تھے۔ اور تفتیش رینی پاسکل سے کی جا رہی تھی۔

بیلمندو: موسیو پاسکل، ہمارے پاس یہ سوچنے کی معقول وجوہات ہیں کہ مارک ہیرس، جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایفل ٹاور کی آبزرویشن ڈیک سے گر کر ہلاک ہوا، اسے درحقیقت قتل کیا گیا تھا۔

پاسکل: قتل؟ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ حادثہ تھا۔

اور......

ماریس: گرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ڈیک کی دیوار کافی اونچی ہے۔

بیلمندو: اور یہ طے ہے کہ متوفی میں خودکشی کا رجحان بالکل نہیں تھا۔ اور اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ویک اینڈ پر ایک پروگرام بھی بنا رکھا تھا۔ اس کی بیوی مشہور ماڈل کیلی ہے۔

پاسکل: آئی ایم سوری جنٹل مین۔ مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔

ماریس: چند باتوں کی وضاحت کیلئے۔ آپ یہ بتائیں کہ اس رات ریسٹورنٹ کس وقت بند کیا گیا؟

پاسکل: دس بجے۔ طوفانی بارش کی وجہ سے ریسٹورنٹ خالی پڑا تھا۔ اس لئے میں نے معمول سے پہلے......

ماریس: لفٹس کس وقت بند کی گئیں؟

پاسکل: لفٹیں عام طور پر بارہ بجے تک چلتی ہیں۔ لیکن اس رات لوگ ہی نہیں تھے۔ میں نے دس بجے انہیں بند کر دیا۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 26

بیلمندو: ان میں وہ لفٹ بھی تھی، جو آبزرویشن ڈیک تک جاتی ہے۔

پاسکل: جی ہاں۔

مارلیس: لفٹ کے بغیر بھی آبزرویشن ڈیک تک پہنچا جاسکتا ہے؟

پاسکل: جی نہیں۔ اس رات سب کچھ بند کردیا گیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ......

بیلمندو: میں سمجھتا ہوں آپ کو۔ موسیو ہیرس کو ہاتھوں پر اٹھا کر آبزرویشن ڈیک سے نیچے پھینکا گیا تھا۔ ہم دیوار کو چیک کرچکے ہیں۔ اس کے اوپری کناروں پر رگڑ کے نشانات موجود ہیں۔ موسیو ہیرس کے جوتوں کے تلوں پر بھی سیمنٹ کے ذرات ملے ہیں۔ اور وہ ذرات دیوار کے سیمنٹ سے مطابقت رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ فلور لاک تھا اور لفٹ بھی بند تھی تو وہ اوپر پہنچا کیسے؟

پاسکل: میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لفٹ کے بغیر تو یہ ناممکن ہے۔

مارلیس: لفٹ تو استعمال ہوئی ہے۔ موسیو ہیرس کو اوپر لے جانے کیلئے...... ان کے قاتلوں کو اوپر لے جانے...... اور پھر نیچے لانے کیلئے۔

بیلمندو: عام لوگ لفٹ آپریٹ کرسکتے ہیں؟

پاسکل: نہیں۔ ڈیوٹی پر آپریٹر لفٹ کو کبھی خالی نہیں چھوڑتے۔ اور رات کو ہر لفٹ ایک مخصوص چابی کی مدد سے لاک کردی جاتی ہے۔

مارلیس: چابیاں کتنی ہیں؟

پاسکل: تین۔ ایک میرے پاس رہتی ہے۔ اور دو نچلے کمرے میں مقفل دراز میں۔

بیلمندو: تمہیں یقین ہے کہ آخری لفٹ دس بجے لاک کردی گئی تھی؟

پاسکل: جی ہاں۔

مارلیس: اس کو آپریٹ کون کررہا تھا؟

پاسکل: جیرارڈ ٹوتھ۔

مارلیس: میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

پاسکل: بات تو اس سے مجھے بھی کرنی تھی۔

مارلیس: کیا مطلب؟

پاسکل: اسی رات کے بعد سے جیرارڈ کام پر نہیں آیا ہے۔ میں نے اس کے اپارٹمنٹ فون کیا۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے اس کے لینڈ لارڈ سے بات کی۔ اس کا کہنا ہے کہ جیرارڈ اپارٹمنٹ چھوڑ گیا ہے۔

مارلیس: اور اس کا نیا پتا؟

پاسکل: کسی کو نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں ہے۔ وہ غائب ہوگیا ہے۔

.................x.................

''غائب ہوگیا؟ تم لفٹ آپریٹر کی بات کررہے ہو یا کسی شعبدے باز جادوگر کی''۔ سیکریٹری جنرل کلاڈ رینا ڈ نے کہا۔ وہ انٹرپول ہیڈکوارٹر کا انچارج تھا۔ وہ ایک پستہ قامت، لیکن توانائی سے بھرا آدمی تھا۔ اس کی عمر پچاس سے اوپر تھی۔ بیس برس کی محنت کے بعد کہیں وہ اس منصب تک پہنچا تھا۔

رینا ڈ اس وقت انٹرپول ہیڈکوارٹرز میں ہونے والے ایک اجلاس کی صدارت کررہا تھا۔ انٹرپول کا رابطہ 78 ممالک کی 126 پولیس فورسز سے رہتا ہے۔ کانفرنس ٹیبل پر اس وقت بارہ افراد موجود تھے اور وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ڈیٹیکٹیو بیلمند سے پوچھ گچھ کررہے تھے۔

سیکریٹری جنرل رینارڈ نے تلخ لہجے میں کہا ''تم اور مارلیس اس وقت کا عقدہ حل نہیں کرسکے۔ تم یہی کہہ رہے ہونا؟''۔

''ہم نے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن معلومات......''۔

''کوئی بات نہیں۔ تم جاسکتے ہو''۔

''شکریہ سر''۔

بیلمند رخصت ہوگیا۔ کانفرنس میں شریک ایک شخص نے کہا۔ ''اس سے تو کوئی مدد نہیں ملی''۔

رینارڈ نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ''اس کی ہر بات سے اس کی شک کی تصدیق ہورہی تھی، جو ہمارے ذہن میں پہلے سے موجود ہے''۔

وہ سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

''جنٹل مین...... یہ ایک پراسرار معمہ ہے۔ 15 سے میں یہاں کام کررہا ہوں۔ ہم جنونی قاتل، بین الاقوامی گینگ اور ہر طرح کے جرائم کی تفتیش کرتے رہے ہیں۔ لیکن میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ میں نیویارک آفس نوٹس بھجوا رہا ہوں''۔

.................x.................

چیف آف مین ہٹن ڈیٹیکٹیوز فرینک بینگلے رینا ڈ کی بھجوائی ہوئی فائل کا مطالعہ کررہا تھا۔ اسی وقت ارل گرین برگ اور رابرٹ فنٹر میں داخل ہوئے۔ ''آپ نے ہمیں یاد کیا چیف؟''۔

''ہاں۔ بیٹھ جاؤ''۔

وہ بیٹھ گئے۔ فرینک نے ایک کاغذ اٹھایا۔ ''یہ نوٹس انٹرپول نے بھجوایا ہے''۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 27

اس نے پڑھتے ہوئے کہا'' چھ سال پہلے ایک جاپانی سائنس داں اکیرا نے اپنے ہوٹل کے کمرے میں خود کو پنکھے سے لٹکا کر خودکشی کی تھی۔ اکیرا صحت مند اور ہر زاویے سے مطمئن اور خوش و خرم تھا۔ مرنے سے ذرا پہلے اسے پروموشن ملا تھا......''

'' جاپان......اس کا ہم سے کیا تعلق......''

'' مجھے بات تو پوری کرنے دو۔ تین سال پہلے ایک سوئس سائنس داں میڈ یلین اسمتھ نے زیورچ میں اپنے اپارٹمنٹ میں گیس کھول اور خودکشی کر لی۔ اس کی عمر 32 سال تھی۔ وہ ماں بننے والی تھی۔ اس کے دوستوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہت خوش تھی''۔ فرینک نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور ذرا توقف کے بعد اپنی بات جاری رکھی۔'' اور پچھلے تین دنوں کی روداد سنو۔ برلن کی سونجا ورگ نے خود کو باتھ ٹب میں ڈبو یا۔ اسی رات ایک امریکی مارک ہیرس نے ایفل ٹاور سے چھلانگ لگا دی۔ اگلے روز گیری رینالڈ نامی کینیڈین کا سیسنا جہاز ڈینور سے ذرا دور ایک پہاڑ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔''

ارل اور رابرٹ اب بڑی توجہ سے سن رہے تھے۔ لیکن ان کے انداز میں اب بھی الجھن تھی۔

'' اور کل تمہیں دریا سے رچرڈ اسٹیونز کی لاش ملی......''

'' ان تمام کیسوں کا ہم سے کیا تعلق؟'' ارل نے پوچھا۔

'' درحقیقت یہ ایک ہی کیس ہے۔'' فریبنک بیگلے نے کہا۔

'' ایک منٹ سر۔'' ارل نے پرخیال لہجے میں کہا۔'' چھ سال پہلے ایک جاپانی، تین سال پہلے ایک سوئس اور پچھلے تین دنوں میں ایک جرمن، ایک کینیڈین اور دو امریکیوں کی موت...... یہی بات ہے نا؟ یہ ایک کیس کیسے ہوا؟''

فرینک بیگلے نے انٹرپول کا نوٹس اس کی طرف بڑھایا۔ ارل نے نوٹس پڑھا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے سر اٹھا کر فرینک کی طرف دیکھا۔'' انٹرپول کا خیال ہے کہ ان تمام اموات میں کنگسلے انٹرنیشنل گروپ کا ہاتھ ہے۔ مجھے تو یہ تصور بھی احمقانہ لگتا ہے۔''

'' چیف...... یہ دنیا کا سب سے بڑا تھنک ٹینک ہے، جس پر وہ شبہ کر رہے ہیں۔'' رابرٹ بولا۔

'' یہ سب لوگ قتل کئے گئے تھے...... اور ان میں سے ہر ایک کا تعلق کے آئی جی سے ہے۔ اس کمپنی کا مالک ٹینر کنگسلے ہے۔ وہ کے آئی جی کا چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو ہے۔ اس کے علاوہ وہ صدارتی سائنسی کمیٹی کا سربراہ نیشنل پلاننگ کمیشن کا چیئرمین اور پینٹا گون کے ڈیفنس پالیسی بورڈ کا صدر بھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے ملاقات کرو۔''

ارل نروس نظر آنے لگا۔'' ٹھیک ہے سر۔''

'' اور ارل...... ذرا احتیاط سے۔ تمہیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا۔''

............☆☆☆

پانچ منٹ بعد ارل گرین برگ ٹینر کنگسلے کی سیکریٹری سے بات کر رہا تھا۔ ریسیور رکھ کر وہ رابرٹ کی طرف مڑا۔'' ہمیں منگل کی صبح دس بجے کا وقت ملا ہے۔ فی الحال مسٹر کنگسلے واشنگٹن میں ہیں اور کانگریشنل کمیٹی کی میٹنگ میں شریک ہو رہے ہیں۔''

............☆☆☆

واشنگٹن

واشنگٹن میں ماحولیات پر سینٹ کی کمیٹی کے اجلاس میں چھ اراکین شریک تھے۔ تماشائیوں اور رپورٹرز کی تعداد چالیس کے لگ بھگ تھی، جو بڑی توجہ سے ٹینر کنگسلے کا بیان سن رہے تھے۔

ٹینر کی عمر 42 سال تھی۔ وہ دراز قد اور خوب رو تھا۔ نیلی آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی۔ کمیٹی کی سربراہ سینیٹر پاؤلین میری وان لوئن تھی۔ وہ بے حد پر اعتماد اور جارحانہ مزاج والی عورت تھی۔ اس نے ٹینر سے سرد لہجے میں کہا۔'' کہتے رہیے مسٹر کنگسلے۔''

'' شکریہ سینیٹر۔'' ٹینر نے کہا۔ پھر وہ پرجوش لہجے میں بولنے لگا۔'' ہمارے حکومت میں موجود سیاست داں اس بات سے بے خبر ہیں کہ اوزون کی سطح میں جو سوراخ ہوا تھا، وہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے آدھی دنیا قحط سالی کا شکار ہو رہی ہے اور دوسری آدھی دنیا میں سیلاب تباہی مچا رہے ہیں۔ گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے آئس برگ پگھل رہے ہیں۔ قطب جنوبی والا اوزون کا سوراخ جسامت میں اب ایک کروڑ مربع میل چوڑا ہو چکا ہے۔ ذرا سوچیں، ایک کروڑ مربع میل!'' اس نے ڈرامائی انداز میں ہاتھ پھیلائے۔'' یورپ کے بعض حصے سائیکلون، ٹائی فون اور بڑے بڑے طوفانوں کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ ان سے جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف لاکھوں انسان بھوک سے مر رہے ہیں۔ لیکن سیاست دانوں کے نزدیک یہ محض لفظ ہیں۔ آپ گہرائی میں جا کر سوچنے کی کوشش کریں۔ جیتے جاگتے انسان مر رہے ہیں، جن میں بچے بھی ہیں۔ پچھلے موسم گرما میں یورپ میں بیس ہزار افراد گرمی کی شدت سے ختم ہو گئے اور ہماری حکومت بس ماحولیات پر سیمینار کرا رہی ہے۔ ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیں باقی دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ ہم خود کو بے حس......''

سینیٹر وان لوئن نے اس کی بات کاٹ دی۔'' مسٹر کنگسلے، اپنا لہجہ نرم رکھئے۔ یہ کوئی مذاکرہ ہے نہ مناظرہ۔''

ٹینر نے گہری سانس لی اور اثبات میں سر ہلایا۔ اب وہ بولا تو اس کے لہجے میں جوش کی کمی تھی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 28 علیم الحق حقی

''ہم سب جانتے ہیں کہ ماحولیاتی آلودگی کا سب سے بڑا سبب وہ ایندھن ہے جو بڑی بھاری مقدار میں ہم جلاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم اس میں کمی کر سکتے ہیں۔ ہم تو اس ہوا کو بھی زہریلا بنا رہے ہیں، جس میں ہمارے بچے سانس لیتے ہیں۔ ہمیں اس آلودگی کو روکنا ہوگا۔ اسے روکا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہوتا کیوں نہیں؟ اس لئے کہ اس کیلئے کتنے ہی کاروبار ختم کرنے پڑیں گے۔'' اس کی آواز پھر بلند ہونے لگی۔ ''دولت کمانے والے دولت سے محروم ہو جائیں گے۔ وہ سوچتے ہیں کہ ایک سانس کے لئے تازہ ہوا کتنی مہنگی ہوتی ہے...... دو گیلن گیس کے برابر! تو کسی کے لئے اتنی مہنگی سانس کیوں خریدی جائے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ آدمی کے لئے زمین کے سوا کوئی رہنے کی جگہ نہیں۔ ہم زمین، سمندر اور ہوا...... سب کو زہر آلود کر رہے ہیں۔ اگر ہم نہ رکے تو......''

سینیٹر وان لوئن نے پھر مداخلت کی۔ ''مسٹر ٹنگسلے......''

''میں معذرت خواہ ہوں سینیٹر۔ لیکن مجھے غصہ آتا ہے اس پر۔ یہ ممکن نہیں کہ میں اپنی دنیا کو تباہ ہوتے بھی دیکھوں اور احتجاج بھی نہ کروں۔'' وہ مزید تیس منٹ تک بولتا رہا۔

وہ چپ ہوا تو سینیٹر وان لوئن نے کہا۔ ''یہ سماعت اب ختم کی جاتی ہے۔ مسٹر ٹنگسلے، آپ مجھ سے میرے آفس میں ملیں......''

..................☆☆☆..................

وہ ایک بیوروکریٹ کا آفس لگتا تھا۔ ایک بڑی ڈیسک، ایک میز، چھ کرسیاں اور قطار سے رکھی ہوئی کئی فائلنگ کیبنٹس۔

ٹینر وہاں پہنچا تو سینیٹر کے علاوہ دو اور افراد بھی وہاں موجود تھے۔ ''یہ میری معاونین ہیں...... کورین مرفی اور کیرولی ٹروسٹ۔''

کورین مرفی جوان اور پرکشش تھی۔ سرخ بالوں والی حسینہ۔ کیرولی بھی جوان تھی۔ اس کے بال شہد رنگ تھے۔ وہ دونوں ہی ٹینر سے بہت زیادہ متاثر نظر آ رہی تھیں۔

''تشریف رکھیے مسٹر ٹنگسلے۔'' سینیٹر نے اپنی معاونین کا تعارف کرانے کے بعد کہا۔

ٹینر بیٹھ گیا۔ سینیٹر ایک لمحہ اسے بغور دیکھتی رہی۔ ''سچی بات یہ ہے کہ تم میری سمجھ میں نہیں آتے۔'' بالآخر اس نے کہا۔

''حیرت ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ میں ہر بات صاف اور واضح......''

''ہماری حکومت کے متعدد پروجیکٹس کے کنٹریکٹ تمہاری کمپنی کو ملے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود تم ماحولیات کے مسئلے پر ہماری حکومت کو چیلنج کرتے رہتے ہو۔ کیا یہ کاروباری اعتبار سے نقصان دہ نہیں ہے۔؟''

ٹینر نے سرد لہجے میں کہا۔ ''یہ کاروبار کی نہیں، انسانیت کی بات ہے سینیٹر۔ یہ سب کچھ ایک تباہ کن گلوبل عدم استحکام کا آغاز ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ سینیٹ اس کی روک تھام اور اصلاح کے لئے فنڈز کی منظوری دے......''

''اور ان میں سے کچھ فنڈز تمہاری کمپنی کو ملیں گے۔'' سینیٹر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے اس کی کوئی پرواہ ہے نہ لالچ۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ پانی سر سے گزر جانے سے پہلے ہی کچھ کر لیا جائے۔''

کورین مرفی نے گرمجوشی سے کہا۔ ''آپ کا جذبہ قابل ستائش ہے۔ آپ ایک غیر معمولی آدمی ہیں۔''

ٹینر اس کی طرف مڑا۔ ''مس مرفی، اگر اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت دولت کو اخلاقیات اور انسانیت سے زیادہ اہم سمجھتی ہے، اس لئے میں غیر معمولی آدمی ہوں تو شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔''

''میں سمجھتی ہوں کہ آپ بہت شاندار کام کر رہے ہیں۔'' کیرولی نے جلدی سے کہا۔

سینیٹر وان لوئن نے ان دونوں کو بدمزگی سے دیکھا۔ پھر ٹینر کی طرف مڑی۔ ''میں کوئی وعدہ تو نہیں کرتی۔ لیکن میں اپنے ساتھیوں سے اس سلسلے میں بات کروں گی اور پھر میں تم سے رابطہ کروں گی۔''

''شکریہ سینیٹر۔ کبھی مین ہٹن آنا ہو تو میں آپ کو کے آئی جی کا دورہ کراؤں۔ آپ کو یقیناً خوشی ہوگی۔''

سینیٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا، ''دیکھیں گے۔''

اور میٹنگ ختم ہوگئی!

..................☆☆☆..................

وہ کبھی نہ ختم ہونے والی دوڑ تھی اور وہ بری طرح نڈھال ہو چکا تھا۔ سانس اس کے سینے میں نہیں سما رہی تھی۔ اس کی ٹانگیں اتنی بھاری ہو رہی تھیں کہ ان کا بوجھ اٹھانا ناممکن لگ رہا تھا۔ اس نے کھانسنے، کھنکھارنے کی کوشش کی تو اس کا جی متلانے لگا۔ لگتا تھا، قے ہو جائے گی۔ لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔ اس کے وجود میں پانی جیسے رہا ہی نہیں تھا۔ حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے۔

وہ صحرا میں بڑا ریت میں لاتیں چلا رہا تھا۔ سامنے اسے چند درخت نظر آ رہے تھے۔ درختوں کی ہلتی ہوئی شاخوں میں اسے اپنے لئے ہوا کے بلاوے محسوس ہو رہے تھے، جیسے وہ اسے اپنے پاس، اپنے تحفظ کے سائے میں چلے آنے کی تلقین کر رہے ہوں۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ ان درختوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ بات وہ ابتدا ہی سے جانتا تھا...... ہمیشہ سے جانتا تھا۔ اس کے باوجود وہ دوڑتا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پیر زمین سے اٹھنے کے قابل ہی نہیں رہے تھے۔ اسے لگتا تھا کہ وہ ایک ہی جگہ کھڑا ہلے جا رہا ہے، دوڑ نہیں رہا ہے۔

وہ اسے اپنے پیچھے جھپٹتے صاف محسوس کر رہا تھا۔ گو کہ دماغ سڑا دینے والی بدبو بھی بے حد واضح تھی۔ لیکن اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ جب اس کی گرم گیلی سانسیں اس کی گردن کو چھونے لگیں، تب بھی وہ دھندلائی ہوئی آنکھوں سے سامنے کی سمت دیکھتا رہا۔ بالآخر وہ جبڑے حرکت میں آئے اور اس کی پشت میں اذیت کی لہر دوڑ گئی۔ وہ چیخا، اس کے دونوں ہاتھ آگے کی سمت پھیلتے ہوئے پھڑپھڑائے اور درندہ اس کی پیٹھ سے پھسل کر گر گیا۔ لیکن اس کے پنجوں نے اس کی پیٹھ پر کھرونچے بنا دیئے تھے۔ وہ پھر چلایا۔ لیکن اس بار اس کے حلق سے کوئی آواز نہیں نکلی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل گر گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن درندہ پھر اس پر چڑھ آیا تھا۔ اس نے گول مول ہو کر خود کو بچانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اس کے پیٹ اور ناف کے نچلے حصے کو سونگھ رہا تھا۔ اس کی سانسوں کی بدبو بھی ناقابل برداشت تھی۔ لیکن جسم میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے اسے قے ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

اس نے کوشش کی کہ اپنی آنکھیں بند رکھے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے لڑ رہا ہو اور کچھ دیکھے بھی نہیں اور وہاں نہ گوشت تھا اور نہ ہڈیوں پر کھال۔ وہ تو بس ایک ڈھانچہ تھا اور ایک کھوپڑی۔ اس نے جبڑے کو تھام کر زور لگاتے ہوئے اسے بند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں اس کی طاقت نہیں تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے وجود سے قطرہ قطرہ زندگی گر کر ریت میں جذب ہو رہی ہے۔ وہ اس کے پنجے اپنے جسم میں اترتے اور اپنے جسم کے نازک حصوں کی طرف اس کے جبڑے کو بڑھتے دیکھ رہا تھا......

اس کی آنکھ کھلی تو وہ حلق کے بل چلا رہا تھا۔

''اینڈریو'' سفیر کی بیوی ہڑبڑا کر اٹھی۔ اس نے سفیر کی کمر میں ہاتھ حمائل کر کے اسے دوبارہ لٹانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ مزاحمت کرنے لگا۔ اسے جیسے کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔ پھر اس کی آنکھوں سے دھند چھٹی تو اس نے اپنی بیوی کے پریشان چہرے کو دیکھا۔ اس کے جسم پر تھرتھری چڑھ گئی اور وہ دوبارہ تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ چادر اس نے اپنے اوپر ٹھوڑی تک کھینچ لی

''تم ٹھیک ہو نا اینڈریو؟'' اس کی بیوی نے پوچھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور بولنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے منہ سے ایک گھٹی گھٹی ہاں کے سوا کچھ نہیں نکل سکا۔

''میرا خیال ہے، تمہیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے۔''

''نہیں'' وہ بڑی شدت سے نفی میں سر ہلانے لگا۔ پھر اس نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن وہ ٹوٹی پھوٹی مسکراہٹ بے حد ڈراؤنی تھی

''سب ٹھیک ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''سوری، تم اب سو جاؤ۔''

اس کی بیوی نے بدمزگی سے اسے دیکھا۔ لیکن کچھ کہے بغیر دوسری طرف کروٹ لے کر لیٹ گئی۔

وہ اپنی بیوی کے سونے کا انتظار کرتا رہا۔ جب اسے اس کے سونے کا یقین ہو گیا تو وہ بہت آہستگی سے بستر سے اتر آیا۔ اس کا جسم برہنہ تھا اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا ادھڑا ہوا پیٹ پکڑے ہوئے تھا۔ اب یہ سب کچھ وہ اپنی بیوی کو تو نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ تو اس کی طاقت پر مرتی تھی۔ اس کی کمزوری وہ کبھی قبول نہ کرتی اور ویسے بھی وہ اسے جو کچھ بتاتا، اسے سن کر وہ اسے پاگل ہی سمجھ سکتی تھی۔

وہ باتھ روم میں گیا۔ شاور کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے شاور کھولا۔ پھر وہ اپنی ٹانگوں کے درمیان پانی ملا خون گرتے دیکھتا رہا۔ اس وقت بھی درندے کے پنجے اسے اپنی پیٹھ میں گڑے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے بڑی آہستگی سے اپنے پیٹ کے زخم کو چھوا۔ عجیب بات تھی۔ درندہ ہمیشہ پیٹ کے نیچے اس کے جسم کے نازک ترین عضو پر جھپٹتا تھا، جیسے اس گوشت میں اس کیلئے کوئی خاص لذت ہو۔

اس خیال پر اسے خود بھی ہنسی آ گئی۔ اس نے شاور بند کیا، گاؤن پہنا اور باہر نکل آیا۔

اپنے بستر پر پہنچ کر اس نے چادر پلٹی تو اس کا منہ بن گیا۔ جہاں وہ لیٹا تھا، وہاں بہت سارا خون تھا اور گیدڑ کے جسم کے بال تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش ایلف اپنی جگہ ہی لیٹے رہے۔ اگر اس نے کروٹ لی اور یہ سب دیکھ لیا تو......؟ اس نے چادر ڈھانپ دی پھر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل آیا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 29 علیم الحق حقی

مارک کی موت کی خبر پھیلتے ہی فون کالز کا تانتا بندھ گیا تھا۔ سب سے پہلے مارک کے قریبی دوست اور ساتھی سام میڈوز نے کیلی کو فون کیا۔ ''یہ کیا ہو گیا کیلی۔ مجھے یقین ہی نہیں آ رہا ہے۔'' سام نے کہا۔ ''میں سر گھما کر دیکھتا ہوں تو مجھے مارک کا خیال آتا ہے۔ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں کیلی؟''

''کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ سام۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ شکریہ''

''مجھ سے رابطے میں رہنا کیلی۔ میں ہر طرح سے حاضر ہوں......''

اس کے بعد درجنوں فون آئے...... کچھ مارک کے دوستوں کے اور کچھ کیلی کی ساتھی ماڈلز کے۔ ماڈل ایجنسی کے سربراہ بل لرنر نے فون کیا اور تعزیت کرنے کے بعد بولا۔ ''مجھے احساس ہے کیلی کہ یہ ان باتوں کے لئے مناسب وقت نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے، فوری طور پر کام شروع کر دینا تمہارے لئے فائدہ مند ہو گا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کب تک......؟''

''جب مارک میرے پاس واپس آئے گا، میں کام شروع کر دوں گی۔'' یہ کہہ کر کیلی نے ریسیور رکھ دیا۔

اور اب فون کی گھنٹی پھر بج رہی تھی۔ کچھ دیر کیلی نے اسے نظر انداز کیا۔ مگر پھر ریسیور اٹھانا ہی پڑا۔ ''منہ ہیرس اسپیکنگ'' وہ بولی۔

''میں مسٹر ٹینر کنگسلے کے آفس سے بات کر رہی ہوں۔''

ٹینر کنگسلے وہ آدمی تھا، جس کے لئے مارک کام کرتا تھا۔ ''جی...... فرمائیے؟'' کیلی نے کہا۔

''اگر آپ مسٹر کنگسلے سے ملنے مین ہٹن آئیں تو انہیں بہت خوشی ہو گی۔ کیا یہ ممکن ہے؟''

کیلی نے ایجنسی سے کہہ کر اپنی ہر بکنگ کینسل کرا دی تھی۔ یعنی اس کے پاس فرصت ہی فرصت تھی۔ لیکن اسے حیرت تھی۔ کنگسلے اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔ ''جی...... ممکن ہے۔'' اس نے فون پر کہا۔

''آپ جمعے کو پیرس سے روانہ ہو سکتی ہیں؟''

''ٹھیک ہے۔''

''چارلس ڈیگال ایئرپورٹ پر یونائیٹڈ ایئرلائنز کے کاؤنٹر پر آپ کا ٹکٹ موجود ہو گا اور نیویارک ایئرپورٹ پر ایک کار آپ کی منتظر ہو گی۔''

..................☆☆☆..................

مارک اس سے ٹینر کنگسلے کے بارے میں بات کرتا رہتا تھا۔ وہ اس سے مل چکا تھا۔ اس کے خیال میں ٹینر ایک بے حد شاندار اور جینیئس آدمی تھا۔ کیلی نے سوچا ٹینر اور وہ مارک کی یادیں تازہ کر سکیں گے۔ یہ خیال اس کے لئے خوش آئند تھا۔

انجلو دوڑتا ہوا آیا اور چھلانگ لگا کر اس کی گود میں بیٹھ گیا۔ کیلی نے سوچا، وہ انجلو کا کیا کرے۔ وہ اسے ساتھ لے کر تو نہیں جا سکتی تھی۔ سوال یہ تھا کہ اسے کہاں چھوڑے۔ پھر اسے ایک خیال سوجھا۔

وہ گراؤنڈ فلور پر سپرنٹنڈنٹ کے آفس کی طرف چل دی۔ وہاں نئی لفٹ نصب کی جا رہی تھی۔

بلڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ فلپ سینڈر اچھا آدمی تھا۔ اس کی بیوی اور بیٹی بھی بہت تعاون کرنے والی تھیں۔ مارک کی موت پر یہ پوری فیملی بہت دکھی ہوئی تھی۔

کیلی نے دروازے پر دستک دی۔ فلپ نے دروازہ کھولا۔ ''مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔'' کیلی نے اُنی سے کہا۔

''اندر تو آئیے۔'' فلپ نے کہا۔ ''ہم ہر طرح سے حاضر ہیں میڈم ہیرس۔''

''مجھے تین چار دن کے لئے نیویارک جانا ہے۔ اس دوران آپ میرے انجلو کو اپنے پاس رکھ لیں گے؟''

''ارے...... ہم سب کو تو بہت خوشی ہو گی۔ انجلو کو اینا ماریہ کو بھی بہت اچھا لگتا ہے۔''

''شکریہ موسیو سینڈر۔ یہ آپ کا احسان ہو گا مجھ پر''

''ہم تو انجلو کی عادتیں بگاڑنے کی پوری کوشش کریں گے۔''

کیلی مسکرا دی۔ ''وہ تو میں پہلے ہی کر چکی ہوں۔ لاڈ پیار کر کے۔ ویسے موسیو، میں جمعے کو جا رہی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔ آپ اس طرف سے بے فکر ہو جائیں۔ ارے ہاں...... آپ کو پتا ہے، میری بیٹی کو لا سوربون میں داخلہ مل گیا ہے۔''

''واہ...... یہ تو بڑے فخر کی بات ہے آپ کے لئے''

''جی ہاں۔ یہ تو ہمارا خواب تھا۔ دو ہفتے بعد وہ جانا شروع کر دے گی۔''

..................☆☆☆..................

جمعے کی صبح کیلی انجلو کو لے کر فلپ سینڈر کے اپارٹمنٹ میں گئی۔ اس نے کاغذ کی چند تھیلیاں سینڈر کی طرف بڑھائیں۔ ''یہ انجلو کے پسندیدہ کھانے اور کھلونے ہیں......''

فلپ دو قدم پیچھے ہٹا۔ کیلی کو پیچھے رکھے ہوئے کتے کے کھلونے نظر آئے۔ کیلی ہنسنے لگی۔ ''انجلو...... میں تمہیں محبت کرنے والے لوگوں کے پاس چھوڑ کر جا رہی ہوں۔'' اس نے پلے کو تھپتھپایا۔ ''گڈ بائی انجلو۔ تھینک یو فلپ۔''

کیلی ایئرپورٹ جانے کے لئے اپارٹمنٹ سے نکل رہی تھی۔ باہر اسے آپریٹر نکولا نظر آئی، جو اسے خدا حافظ کہنے آئی تھی۔ وہ دبلی پتلی اور اتنے چھوٹے قد کی تھی کہ سوئچ بورڈ پر بیٹھی ہوتی تو باہر سے بہ مشکل اس کا سر ہی نظر آتا تھا۔

''نکولا کیلی کو دیکھ کر مسکرائی۔'' جلدی واپس آئیے گا میڈم۔ ہم آپ کو مس کریں گے۔''

کیلی نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ''شکریہ نکولا۔ بس چند دن کی بات ہے۔''

چند منٹ بعد وہ ایئرپورٹ جا رہی تھی۔

..................☆☆☆..................

چارلس ڈیگال ایئرپورٹ پر زبردست ہجوم تھا۔ ایئرپورٹ منیجر اسے ایک پرائیویٹ لاؤنج میں لے گیا۔ پون گھنٹے بعد اس کی فلائٹ اناؤنس کی گئی۔ کیلی بورڈنگ گیٹ کی طرف بڑھی۔ قریب کھڑی ایک عورت اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی کیلی اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی، عورت نے اپنے سیل فون پر کسی کو کال کیا۔

کیلی جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ اب بھی مارک ہی کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔ اسے یہ احساس بھی نہیں تھا کہ کیبن میں موجود تمام مرد اور عورتیں اسے گھور رہے ہیں۔

مارک آدھی رات کو ایفل ٹاور کے آبزرویشن ڈیک پر کیوں تھا...... اور وہ وہاں کیا کر رہا تھا، کیا اسے کسی سے ملنا تھا وہاں......؟ اور کیوں؟ وہ سوچ رہی تھی۔ اور سب سے خطرناک سوال یہ تھا کہ اس نے خودکشی کیوں کی۔ جبکہ ان کی ازدواجی زندگی بے حد خوشگوار تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے۔ نہیں...... یہ ممکن ہی نہیں کہ مارک نے خودکشی کی ہو۔ مارک ایسا تھا بھی نہیں۔ اور پھر خودکشی کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔

کیلی نے اپنی آنکھیں موند لیں اور ماضی کے خیالوں میں کھو گئی۔

..................☆☆☆..................

ابتداء میں وہ بہت عجیب اور غیر رسمی تعلق تھا۔ کیلی پہلی بار مارک سے ملنے گئی تو وہ نروس تھی۔ اس کے ذہن میں صرف دوستی کا تصور تھا۔ اس کے خیال میں اس دوستی کا سبب مشترکہ دکھ اور محرومیاں تھیں۔ اس میں کوئی رومانوی پیچیدگی نہیں تھی۔

اطلاعی گھنٹی بجی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے مارک تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک باکس اور ایک پیپر بیگ تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ وہ بھدی فٹنگ والا گرے سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ کیلی کو ہنسی آ گئی۔ عام طور پر مرد کسی عورت سے ملنے کیلئے جائیں تو بہت اچھا نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مارک ان کا الٹ تھا۔

''آ جاؤ۔'' کیلی نے کہا۔

''میں لیٹ تو نہیں ہوا۔''

''نہیں۔ بالکل نہیں۔'' کیلی نے مروت سے کام لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ مارک مقررہ وقت سے 25 منٹ پہلے نازل ہوا تھا۔

مارک نے باکس اس کی طرف بڑھایا۔ ''یہ تمہارے لئے ہے۔''

اس باکس میں پانچ پونڈ چاکلیٹ تھی۔ اس وقت تک مختلف مردوں نے کیلی کو قیمتی زیورات، ہیرے جواہرات، بیش قیمت ملبوسات اور بنگلوں کی متعدد پیش کشیں کی تھیں۔ لیکن کسی نے چاکلیٹ بھی نہیں دی تھی۔ جس کی ہر ماڈل کو ضرورت ہوتی ہے۔ ''شکریہ۔'' وہ مسکرائی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 30

علیم الحق حقی

مارک نے بیگ اس کی طرف بڑھایا۔ ''اور اس میں اینجلو کی دعوت کا سامان ہے۔''

اسی وقت اینجلو اچھلتا کودتا کمرے میں آیا اور مارک کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ وہ پرجوش انداز میں دم ہلا رہا تھا۔ مارک نے اسے گود میں اٹھا کر تھپتھپایا۔ ''ارے...... میں تمہیں یاد ہوں!''

''میں اینجلو کیلئے خاص طور پر تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔'' کیلی نے کہا۔ ''یہ بہت اچھا ساتھی ہے...... اور میرا پہلا۔''

مارک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں سب کچھ کہہ رہی تھیں۔

اس شام کیلی کو اندازہ ہو گیا کہ مارک بہت اچھا ساتھی ہے۔ وہ ذہین تھا۔ اس سے باتیں کرنا بہت آسان تھا۔ اس کے ساتھ وقت جیسے پر لگا کر اڑ جاتا تھا۔ رخصت ہوتے وقت مارک نے کہا۔ ''کیا ہم پھر ملیں گے؟''

''کیوں نہیں۔''

''تمہیں کیا کرنا اچھا لگتا ہے کیلی؟''

''فٹ بال دیکھنا۔ تمہیں فٹبال سے دلچسپی ہے؟''

''اوہ...... ارے...... ہاں...... مجھے تو فٹبال سے عشق ہے۔'' مارک نجانے کیوں گڑبڑا گیا۔

کیلی نے سوچا، جھوٹ بولنا اس شخص کے بس کی بات نہیں۔ ساتھ ہی اسے ایک شرارت سوجھی۔ ''ہفتے کی رات چیمپئن شپ گیم ہے۔ چلو گے؟''

''کیوں نہیں۔ بہت لطف آئے گا۔'' مارک نے کمزور لہجے میں کہا۔

سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان کی قربت نفسانی تقاضوں سے دور تھی۔ مارک نے ایک بار بھی اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی۔

جب وہ رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا۔ ''کیلی...... جانتی ہو، تمہاری کس بات نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا تھا؟''

کیلی کے اعصاب کشیدہ ہو گئے۔ یہ وہ مرحلہ آ رہا تھا۔ ایسے میں مرد اس کے جسم کی تعریفیں کرتے تھے...... قصیدے پڑھتے تھے۔ کوئی لب و رخسار کی بات کرتا تھا تو کوئی جسم کے پیچ و خم کی۔ ''مجھے کیا معلوم۔'' اس نے سرد لہجے میں کہا۔ ''ذرا مجھے بتاؤ تو سہی، میری کس چیز نے تمہاری توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی؟''

''تمہاری آنکھوں سے جھانکتی اذیت نے۔'' اور اس سے پہلے کہ کیلی جواب میں کچھ کہتی، مارک گڈ نائٹ کہہ کر رخصت ہو گیا۔

..................☆☆☆..................

ہفتے کو وہ آیا تو وہی چاکلیٹ کا باکس اور وہی پیپر بیگ اس کے ساتھ تھا۔ ''میری اور اینجلو کی طرف سے شکریہ قبول کرو۔'' کیلی نے کہا۔

مارک اینجلو کو تھپتھپا رہا تھا۔ کیلی نے اس سے پوچھا۔ ''واقعی گیم دیکھنے چلو گے؟''

''بالکل۔'' مارک نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' کیلی بولی۔ وہ جانتی تھی کہ مارک نے اس سے پہلے فٹبال کا کوئی گیم نہیں دیکھا ہے۔

..................☆☆☆..................

اسٹیڈیم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ 67 ہزار پرجوش تماشائی لائنز اور مرسیلز کا چیمپئن شپ گیم دیکھنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔ کیلی اور مارک اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے، جو مڈ فیلڈ کے عین اوپر تھیں۔ ''یہ سیٹیں حاصل کرنا آسان نہیں تھا۔'' کیلی نے ستائشی لہجے میں کہا۔

مارک مسکرایا۔ ''فٹبال سے محبت ہو، جیسی کہ مجھے ہے، تو کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا۔''

کیلی نے بڑی مشکل سے خود کو ہنسنے سے روکا۔ میچ شروع ہوتے ہی مارک کی پول کھل جاتی۔

میچ شروع ہونے والا تھا۔ کھلاڑی تعارف کے لئے آگے آ رہے تھے۔ کیلی نے اپنی دانست میں مارک کی مدد کی۔ ''یہ مارسیلز کا گول کیپر......''

''میں جانتا ہوں۔'' مارک نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہ گریگری کوپٹ ہے...... لیگ کا بہترین گول کیپر۔ ابھی اپریل میں اس نے بورڈیکس کے خلاف چیمپئن شپ جیتی ہے۔ پچھلے سال اس نے یو ای ایف اے کپ جیتا تھا۔ اس کی عمر 31 سال، قد چھ فٹ اور وزن 180 پونڈ ہے۔''

کیلی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''فارورڈ پوزیشن پر کھیل رہے ہیں سڈنی گووا......'' اناؤنسر کی آواز ابھری۔

''چودہ نمبر...... غیر معمولی کھلاڑی۔'' مارک نے کہا۔ ''پچھلے ہفتے آگزر کے خلاف اس نے آخری منٹ میں گول کیا تھا۔''

کیلی متعجب ہو کر سنتی رہی۔ مارک تو فٹ بال کی معلومات کا خزانہ تھا۔ وہ ہر کھلاڑی کے بارے میں تفصیل سے بتا رہا تھا۔

پھر کھیل شروع ہو گیا۔ تماشائی تو جیسے پاگل ہو گئے تھے۔ ''دیکھو...... بائیسکل کک سے اسٹارٹ لے رہا ہے۔'' مارک نے ہیجانی لہجے میں کہا۔

کھیل بہت سنسنی خیز ہو رہا تھا۔ دونوں ٹیمیں بڑھ چڑھ کر حملے کر رہی تھیں اور دونوں گول کیپر بڑی مشکل میں تھے۔ کیلی کیلئے اپنی توجہ کھیل پر مرکوز کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ بار بار مارک کو دیکھتی، سنتی اور فٹ بال کے بارے میں اس کی مہارت کو سراہتی۔ وہ حیران بھی تھی۔ اندازے کی اتنی بڑی غلطی اس سے کیسے سرزد ہو گئی۔ اسے تو یقین تھا......

''دیکھو...... گورا فلک کک لگانے جا رہا ہے......'' مارک نے اسے چونکا دیا۔

چند منٹ بعد اس نے کہا۔ ''کیریئر نے ہینڈ بال کی ہے۔ اب اس پر فائن......''

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

میچ لائنز نے جیت لیا۔ مارک بے حد خوش تھا۔ ’’کیسی زبردست ٹیم ہے یہ۔‘‘ اس نے تبصرہ کیا۔

وہ اسٹیڈیم سے نکل رہے تھے۔ کیلی نے اس سے پوچھا۔ ’’مارک، فٹ بال میں تمہیں کتنے عرصے سے دلچسپی ہے؟‘‘

مارک مسکرایا۔ ’’یہی کوئی تین دن سے، میں اپنے کمپیوٹر پر بیٹھ کر ریسرچ کرتا رہا ہوں۔ مجھے پتا چلا کہ تمہیں فٹ بال بہت پسند ہے۔ تو میں نے سوچا، مجھے بھی معلومات تو ہونی چاہئیں۔‘‘

اس لمحے اس نے جیسے کیلی کے دل کو چھولیا۔ صرف اس کی خاطر مارک نے اپنا اتنا وقت صرف کیا!

اگلے روز کیلی کا ایک ماڈلنگ اسائن منٹ مکمل ہونے والا تھا۔ انہوں نے کچھ پروگرام بھی بنایا تھا۔ ’’میں تمہیں ڈریسنگ روم سے پک کرلوں گا۔ اور......‘‘

’’نہیں۔‘‘ کیلی نے اس کی بات کاٹ دی۔ دراصل وہ اسے دوسری ماڈلز سے نہیں ملوانا چاہتی تھی۔

مارک نگاہوں میں الجھن لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

’’میرا مطلب ہے...... ضابطہ یہ ہے کہ ڈریسنگ روم میں مردوں کا داخلہ ممنوع ہے......‘‘

’’اوہ......‘‘

لیکن کیلی کو جھوٹ پکڑے جانے کا ڈر بھی تھا۔ ’’بات یہ ہے کہ...... میں نہیں چاہتی کہ تم کسی ماڈل کی محبت میں مبتلا......‘‘

..................×××..................

’’خواتین وحضرات، اپنی سیٹ بیلٹس کس لیں۔ ہم کینیڈی ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والے ہیں۔‘‘

یہ اناؤنس مینٹ کیلی کو ماضی سے حال میں کھینچ لایا۔ وہ مارک کے آجر ٹینر کنگسلے سے ملاقات کیلئے نیویارک آئی تھی۔

نجانے کیسے میڈیا والوں کو اطلاع ہوگئی تھی۔ جہاز سے اترتے ہی وہ رپورٹرز، کیمروں اور مائیکس میں گھر گئی۔ ’’کیلی...... ذرا ادھر دیکھیں......‘‘

’’آپ کے شوہر کا کیا قصہ ہے؟‘‘ ’’سنا ہے تم طلاق لینے والی تھیں۔‘‘

’’کیا امریکا میں سیٹل ہونے کا ارادہ ہے؟‘‘

(جاری ہے)

سوالات کی بوچھاڑ میں کیلی نے رپورٹرز کے ہجوم سے باہر آ کر اس شخص کو دیکھا۔ وہ مسکرایا۔ کیلی نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ بین رابرٹس تھا۔ ٹی وی کے ٹاک شوز کا مقبول ترین میزبان، جس کی سب عزت کرتے تھے۔ وہ کیلی کا انٹرویو کر چکا تھا۔ دونوں کے درمیان دوستی ہو گئی تھی۔

بین آگے بڑھا تو رپورٹر بین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ''ہے بین...... کیا کیلی تمہارے شو میں آ رہی ہے؟'' وہاں سوالات ہی سوالات تھے۔

''اس وقت کیلی کو جانے دو۔ پھر بھی بات کر لینا۔ بین نے اپیل کی۔

رپورٹرز کی بھیڑ چھٹنے لگی۔ بین نے کیلی کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ '' کیلی...... مجھے بہت دکھ ہے۔ میں مارک کو بہت پسند کرتا تھا۔''

''مارک بھی تمہیں پسند کرتا تھا بین۔''

وہ دونوں گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ '' ویسے آف دی ریکارڈ تو بتاؤ گی کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟'' بین نے پوچھا۔

''میں یہاں ٹینر کنگسلے سے ملنے کیلئے آئی ہوں۔''

بین نے سر کو اثباتی جنبش دی۔'' وہ بہت پاورفل آدمی ہے۔ یقیناً تمہارا ہر طرح سے خیال رکھے گا۔ لیکن کیلی، تمہیں میری ضرورت پڑے تو تم کسی بھی وقت مجھ سے رابطہ کر سکتی ہو۔'' اس نے ادھر ادھر دیکھا۔'' کوئی تمہیں پک کرے گا۔ یا میں......''

اسی لمحے وہ باوردی شوفر کیلی کے پاس پہنچ گیا۔ '' آپ مسز ہیرس ہیں نا؟ میں کولن ہوں۔ باہر کار موجود ہے۔ مسٹر کنگسلے نے آپ کیلئے میٹروپولیٹن ہوٹل میں سوئٹ بک کرایا ہے۔ آپ اپنے ٹکٹ مجھے دے دیجئے۔ میں آپ کا بیگج نکلوا لوں۔''

کیلی بین کی طرف مڑی۔ '' تم مجھے کال کرو گے نا؟''

''کیوں نہیں۔''

..................xxx..................

دس منٹ بعد کیلی کار میں ہوٹل کی طرف جا رہی تھی۔ ''مسٹر کنگسٹن کی سیکریٹری فون پر آپ کو ملاقات کے وقت کے بارے میں بتا دے گی۔ اور ہاں، یہ کار ہر وقت آپ کیلئے موجود رہے۔''

''شکریہ،'' کیلی نے کہا۔ مگر دل میں وہ سوچ رہی تھی کہ یہاں اس کا کیا کام ہے...... کیا کر رہی ہے وہ؟ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس سوال کا جواب ملنے والا ہے۔

..................xxx..................

عام طور پر ہائیڈ پارک میں صبح کی جاگنگ اینڈ ریو ڈویل کے لئے دن بھر کا سب سے پرسکون معمول تھا۔ اس دوران اسے اپنی ڈیسک، ٹیلیکس کے ہجوم اور ڈپلومیٹک بیگ کے اکتا دینے والے معاملات سے نجات مل جاتی تھی۔

پچھلے ایک سال کے دوران یہ اس کا بلاناغہ معمول تھا۔ ایک بہت موقر جریدے میں اس کے بارے میں ایک آرٹیکل بھی چھپا تھا، جس کا عنوان تھا...... برطانیہ میں امریکا کے سفیر کی زندگی کا ایک دن۔ اسے یاد تھا کہ اس آرٹیکل کی اشاعت پر سیکرٹ سروس والے کتنے برہم ہوئے تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ اس کی جاگنگ کے روٹ اور اوقات کے بارے میں اتنی درست معلومات چھاپ کر میگزین والوں نے ان کے کام کو اور دشوار بنا دیا ہے اور ان کا کام تھا...... سفیر کی حفاظت!

لیکن اینڈریو ڈویل کو ان کی برہمی کی کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ ہر وقت کسی نہ کسی بات پر شکایت کرتے ہی رہتے ہیں۔

اس نے سامنے دیکھا۔ اژدھے کی شمالی سائیڈ والے راستے پر اس سے بیس گز آگے اس کا ایک محافظ موجود تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک محافظ اس کے بیس گز پیچھے بھی موجود ہو گا۔ وہ ان دنوں کو یاد کر کے مسکرایا، جب عہدے کے اعتبار سے پہلی بار وہ سیکورٹی کا مستحق قرار پایا تھا تو اسے کیسا فخر کا احساس ہوا تھا۔ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد وہ اسے وبال لگنے لگا تھا...... خواہ مخواہ کی رکاوٹ اور پریشانی۔

بہر حال اسے ان کی موجودگی کا عادی ہونے میں بھی زیادہ وقت نہیں لگا تھا اور جب وہ عادی ہو گیا تو اس کے لئے ان کا وجود اور عدم برابر ہو گیا تھا۔ اسے ان کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا تھا...... لیکن اب جبکہ پہلی بار اسے ان کی مدد کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی تو

دجال

قسط نمبر: 33

علیم الحق حقی

اس کے دائیں جانب چڑھائی پر دو آدمی ایک مردہ درخت کو آری سے کاٹ رہے تھے۔

بغیر کسی وجہ کے وہ اچانک ہی مڑا اور اس نیپلٹ کر راستے کو دیکھا۔ اس کی حرکت اتنی اچانک تھی کہ وہ چھوٹا بچہ اس سے ٹکرانے سے نہ بچ سکا۔ ''دیکھ کے جناب۔'' بچے نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

اس نے بچے کی طرف دھیان نہیں دیا۔ بچے ایک قطار میں اس عورت کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، جو اپنے ہاتھ میں موجود پلاسٹک کے بیگ میں ڈبل روٹی کے ٹکڑے نکال نکال کر بطخوں کو کھلا رہی تھی۔

اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے سر جھٹکا اور دوبارہ واک شروع کر دی۔

ایک لمحے کو اس نے آنکھیں بند کر لیں اور آنکھیں دوبارہ کھولیں تو اس کے آگے کوئی محافظ موجود نہیں تھا اور لگتا تھا کہ ایک لمحے میں پارک بالکل خالی ہو گیا ہے۔ نجانے کہاں سے ہوا کا ایک سرد جھونکا آ کر اس سے ٹکرایا۔ اس کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔ ہوا ایسی تھی کہ درختوں کے پتے بھی کھڑکھڑ بولنے لگے۔ اس نے داہنی سمت دیکھا۔ چڑھائی والا وہ راستہ جھاڑیوں کی طرف جا رہا تھا۔ اسے ایسا لگا کہ اس نے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔ لیکن بہر حال اسے کچھ دکھائی نہیں دیا تھا۔

اس کے قدم تیز ہو گئے۔ وہ اپنے خوف سے لڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اندھا دھند بھاگ کھڑا ہو۔ لیکن پیچھے سے اسے اکھڑی ہوئی گرم سانسیں چھو رہی تھیں۔ اسے خواب والے گیدڑ کی غراہٹیں سنائی دے رہی تھیں اور چند لمحے بعد اسے وہ مخصوص بدبو بھی محسوس ہونے لگی۔

''اے خدا...... میری مدد کر۔'' وہ سرگوشی میں منمنایا۔

ہوا اب تیز ہو گئی تھی۔ اس کے کندھے جھک گئے تھے اور قدم بوجھل ہو رہے تھے۔ آگے بڑھنے میں اسے دشواری ہو رہی تھی۔ پلٹ کر دیکھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ وہ کبھی پلٹ کر نہیں دیکھتا تھا۔ دیکھتا تو اپنے تصور کے خوف کو مجسم دیکھ کر دہشت زدہ ہونے کے سوا کیا کرتا۔

''پلیز گاڈ'' وہ بھاگتے ہوئے بڑبڑایا۔ اس کے پاؤں ایسے وزنی ہو رہے تھے، جیسے وہ کیچڑ میں دوڑ رہا ہو۔

اور پھر جیسے اس کی دعا قبول ہو گئی۔ وہ ایک موڑ سے مڑا اور اسے سامنے راستے پر کوئی پندرہ گز دور ایک پینٹ ہوئی وین نظر آئی۔ وین کے پاس ایک موٹا سیلز مین کھڑا مسکرا رہا تھا۔

اینڈریو نے اپنے قدم ہلکے کئے اور ہاتھ سے اپنے بالوں کو سیٹ کرتا اس کی طرف بڑھا۔ وہ مسکرا بھی رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ اس موٹے سیلز مین سے ایک برگر خریدے گا۔ آخری بار اس نے زمانہ طالب علمی میں برگر کھایا تھا۔ اب تو اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ برگر کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔ بس آج وہ برگر کھا کر رہے گا۔

اس نے آرڈر دیا۔ اس کے لئے یہ بات اطمینان کا باعث تھی کہ اس کی آواز میں لرزش نہیں تھی۔

''ایک منٹ میں یس جناب۔'' سیلز مین نے کہا اور کاؤنٹر کے پیچھے رکھے بن کے ڈبے کو ٹٹولنے لگا۔ اینڈریو نے پلٹ کر جھاڑیوں کی سمت دیکھا۔ وہ اس وقت کیچپ اور پیاز کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کے السر پر ان دونوں چیزوں کا کیا ردعمل ہو گا۔

اب جو اس نے پلٹ کر دیکھا تو وین غائب تھی۔ ہاں ایک مردہ کھوپڑی وہاں موجود تھی، جس کی ڈھیلوں سے محروم آنکھیں اسے گھو رہی تھیں اور عقب سے اسے کسی جانور کی گرم سانسیں چھو رہی تھیں۔

''او جیزز......'' وہ گھبرا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ اگلے ہی لمحے وہ پلٹا اور اندھا دھند بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ اپنی عزت اور وقار کو بھی بھول چکا تھا۔ وہ جس طرف سے آیا تھا، اسی طرف بھاگ رہا تھا۔ سیلز مین اسے پکار رہا تھا۔ لیکن اسے ہوش نہیں تھا۔

سیلز مین اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اس نے کتے کو اپنے کاؤنٹر سے دھکیلا، جو کاؤنٹر پر پنجے رکھے کھڑا تھا۔ وہ کتے کو برا بھلا کہنے لگا۔ کتا اب ڈھلان کی طرف جا رہا تھا۔ سیلز مین نے کندھے جھٹکے اور اپنا نکالا ہوا بن دوبارہ ڈبے میں ڈال دیا۔

ادھر اینڈریو ڈویل کو اب پارک میں لوگوں کی موجودگی کا بالکل احساس نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے تصور کا ڈراما چل رہا تھا۔ بڑے بڑے نکیلے دانتوں والے عفریت زندہ جانوروں کو بھنبھوڑ رہے تھے۔ ان میں بھیڑیے بھی تھے، گدھ بھی اور گیدڑ بھی۔

اپنی لیموزین تک پہنچتے پہنچتے اس کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔ لیکن وہ رکا نہیں۔ اپنے شوفر کو نظر انداز کرتے ہوئے، جو اسے سلیوٹ کر رہا تھا، وہ لڑکھڑاتا ہوا پارک سلین کی طرف بڑھا۔ وہاں ٹریفک کے ریلے کی رفتار بہت تیز تھی۔ ان میں کاریں بھی تھیں، ٹرک اور ٹیکسیاں بھی اور سیاحوں کی بسیں بھی اور سب کے درمیان گویا ریس لگی تھی۔

اینڈریو بلا جھجک اس مندر میں اتر گیا۔ اسے چیختے ہوئے بریکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں نہ لوگوں کی گالیاں۔ اس نے سڑک پار کی اور جنوب کی سمت جانے والے ٹریفک میں شامل ہو گیا۔ پھر اچانک اس نے اندھا دھند وہ سڑک بھی پار کی اور عقبی سڑکوں سے ہوتا ہوا ڈورچسٹر کی طرف چل دیا۔

سفارت خانے پہنچ کر اس نے تیزی سے سیڑھیاں چڑھیں، سیکورٹی والوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اپنے آفس میں وہ اپنی سیکریٹری کی ڈیسک کے سامنے سے گزرا تو وہ مسکرائی اور اس کے پیغامات کی فہرست اسے دینے کیلئے اٹھی۔ لیکن وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا۔

اس نے اپنے آفس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اسے عقب سے بند کر لیا۔ پھر دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ ساتھ ہی اس نے آنکھیں بھی بند کر لیں۔

اس نے چند لمحے بعد آنکھیں کھولیں تو وہ پرسکون ہو چکا تھا۔ اس نے کمرے کو اور اس کی جانی پہچانی آرائش کو دیکھا اور سکون کی سانس لی۔ وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا تھا۔ یہ اس کی اپنی دنیا تھی۔

اس کی سانس نارمل ہوتی گئی۔ پھر وہ واش روم کی طرف بڑھا۔ اس نے پچاس تک گنتی گننے کے دوران اپنے بالوں میں انگلیاں لہرائیں، اپنے دونوں انگوٹھوں سے کنپٹیوں کو دبایا۔ اس کی خود اعتمادی واپس آنے لگی۔ اس نے ٹھنڈے پانی کا نل کھولا اور اپنے چلو میں پانی بھرتے ہوئے اپنے چہرے پر چھپکا مارا۔ پھر اس نے تولیے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے آئینے میں دیکھا۔

آئینے میں اس کے عکس کے بجائے اس کے ڈراؤنے خواب والا عفریت اسے گھور رہا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں۔ اس نے آئینے سے نظریں ہٹا لیں۔ وہ اس بلا کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا اور اب اس نے ایک اہم بات بھی سمجھ لی تھی۔ اس کے پاس پوری دنیا میں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔

بہت آہستہ آہستہ، تھکے تھکے قدموں سے وہ باہر اپنے آفس میں آیا۔ ایک منٹ وہ اپنی ڈیسک کے پاس کھڑا سامنے والی دیوار کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور میز پر رکھے انٹر کام پر ایک بٹن دبایا۔

کمرے میں ایک آواز گونجی۔ ''یس سر۔ پریس آفس۔''

''میں ایمبیسیڈر بول رہا ہوں۔'' اس کی آواز میں زندگی کی رمق بھی نہیں تھی۔ ''میں تین بجے اپنے آفس میں پریس کانفرنس کرنا چاہتا ہوں۔''

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 34

''لیکن مسٹر ایمبیسیڈر کل صبح دس بجے پہلے ہی آپ کی پریس کانفرنس طے ہو چکی ہے۔''

اینڈریو ڈوئیل نے کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔

''مسٹر ایمبیسیڈر۔''

''آج سہ پہر تین بجے...... میرے آفس میں۔'' اینڈریو نے دہرایا اور بٹن دبا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

اب وہ اپنی کرسی پر بیٹھا سامنے کسی نامعلوم خلا میں گھور رہا تھا۔

مین ہٹن۔ نیو یارک

ٹیمز کنکسلے شام کے اخبارات کی سرخیاں دیکھ رہا تھا...... ایران میں طوفان باد و باراں...... اس نے خبر پڑھی۔ خبر میں اسے حیرت انگیز واقعہ قرار دیا گیا تھا۔ کیونکہ طوفان کی آمد سے ذرا پہلے بھی اس کے کوئی آثار نہیں تھے۔ موسم گرما کے آغاز میں...... اور گرم خطے میں طوفان کا تصور ہی مضحکہ خیز تھا۔

اس نے اپنی سیکریٹری کو انٹر کام پر ہدایت کی کہ اس خبر کا تراشہ...... گلوبل وارمنگ اپ ڈیٹ...... کے عنوان کے ساتھ سینیٹر وان لوون کو بھجوا دے۔

''بہت بہتر مسٹر کنکسلے۔''

ٹیمز نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔ ابھی آدھے گھنٹے بعد وہ دو سراغ رساں اس سے ملنے کے لئے آنے والے تھے۔ اس نے اپنے آراستہ و پیراستہ آفس کا جائزہ لیا۔ یہ سب کچھ...... کے آئی جی اور یہ سب کچھ اس کی اپنی تخلیق تھا۔ ان تین حروف کے پیچھے جو طاقت تھی، وہ حیران کن تھی۔ کے آئی جی کا آغاز اتنا معمولی تھا کہ جن لوگوں نے دیکھا تھا، اب سات سال بعد اس کی ترقی دیکھ کر یقین نہیں کر پاتے تھے۔

ماضی کے واقعات اس کے ذہن میں گھومنے لگے......

اسے وہ دن یاد آیا، جب اس نے کے آئی جی کا نیا لوگو ڈیزائن کیا تھا۔ ایک بے وجود کمپنی کے لئے ایسا شاندار لوگو! سب نے اس پر یہی تبصرہ کیا تھا۔ لیکن ٹیمز نے شیطان کے آشیرباد سے بہت کم وقت میں اس بے وجود کمپنی کو عالمی پاور ہاؤس میں تبدیل کر دیا تھا۔

وہ یاد کر رہا تھا کہ یہ سب کچھ شروع کیسے ہوا تھا......

ٹیمز اپنے بھائی اینڈریو سے پانچ سال چھوٹا تھا۔ اس بات کی اس کی زندگی میں بڑی اہمیت تھی۔ ان کے والدین کے درمیان علیحدگی ہوئی۔ ماں نے دوسری شادی کر لی۔ ان کا باپ سائنس داں تھا۔ دونوں بیٹے اسی کے نقش قدم پر چل رہے تھے۔ دونوں بہت ذہین اور بے حد باصلاحیت تھے۔ ان کے باپ کا ہارٹ اٹیک میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چالیس سال تھی

ٹیمز ہر لمحہ اس بات پر چڑھتا تھا کہ وہ اینڈریو سے پانچ سال پیچھے ہے۔ اس نے سائنس کی کلاس میں ٹاپ ایوارڈ جیتا تو اسے بتایا گیا کہ اینڈریو پانچ سال پہلے یہ ایوارڈ جیت چکا ہے۔ ایک اور ایوارڈ جیتنے پر اس کے پروفیسر نے کہا۔ ''تم دوسرے کنکسلے ہو، جس نے یہ ایوارڈ جیتا ہے۔''

اس نے ٹینس کی ٹیم جوائن کی تو اس سے کہا گیا۔ ''امید ہے کہ تم بھی اپنے بھائی اینڈریو جیسے ثابت ہو گے......''

وہ جو کچھ بھی کرتا، اس سے لوگوں کو اینڈریو کے کارنامے یاد آتے۔ اس کی تعریف کبھی نہ ہوتی۔ وہ اپنے بھائی کے سائے میں پروان چڑھ رہا تھا وہ ہمیشہ دو نمبر کہلاتا تھا۔ صرف اس لئے کہ اینڈریو اس سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ وہ پہلی پوزیشن حاصل کرتا تو بھی اسے دوسری پوزیشن ملتی۔ کیونکہ اس سے پانچ سال پہلے اینڈریو پوزیشن حاصل کر چکا ہوتا تھا۔

دونوں بھائیوں میں مماثلت بھی تھی۔ دونوں خوب رو تھے، ذہین اور باصلاحیت تھے۔ لیکن بڑے ہوتے ہوتے ان کے شخصیتی اختلافات بھی اجاگر ہوتے چلے گئے۔ اینڈریو آئیڈیلسٹ اور ایثار پیشہ تھا۔ جبکہ ٹیمز ظاہر پرست، مادیت پسند اور دنیاوی کامیابیوں کا خواہاں تھا۔ اینڈریو عورتوں کے معاملے میں شرمیلا تھا۔ جبکہ ٹیمز طبعاً شکاری تھا...... اور عورتیں اس کی طرف کھنچی بھی تھیں۔

دونوں بھائیوں کے درمیان سب سے بڑا فرق یہ تھا کہ زندگی کے بارے میں ان کے عزائم مختلف تھے۔ اینڈریو دکھی انسانیت کے کام آنا، اس کے زخموں پر مرہم رکھنا چاہتا تھا۔ جبکہ ٹیمز کی زندگی کا مقصد دولت اور طاقت کا حصول تھا۔

اینڈریو نے تعلیم مکمل ہوتے ہی ایک تھنک ٹینک کیلئے کام کرنے کی آفر قبول کر لی۔ وہاں کام کرنے کے دوران اسے یہ پتا چلا کہ اس طرح کی تنظیم کتنی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ پانچ سال بعد اس نے بہت چھوٹے پیمانے پر اپنا تھنک ٹینک قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اینڈریو نے اس سلسلے میں ٹیمز سے بات کی تو ٹیمز بہت خوش ہوا۔ ''بہت شاندار'' اس نے کہا۔ ''یوں ہمیں کروڑوں ڈالر کے سرکاری کانٹریکٹ بھی ملیں گے اور جو کارپوریشنیں......''

''یہ میری سوچ نہیں ہے ٹیمز۔'' اینڈریو نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''میں تو اس کے ذریعے عام لوگوں کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔''

''عام لوگوں کی مدد!'' ٹیمز نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''ہاں۔ تیسری دنیا میں درجنوں ممالک ایسے ہیں، جہاں کاشت کاری کے صدیوں پرانے طریقے استعمال ہو رہے ہیں۔ ایک کہاوت ہے کہ کسی کو ایک مچھلی دے دی جائے تو وہ اس سے ایک وقت پیٹ بھر سکتا ہے۔ تو اگر ہم اسے مچھلی پکڑنا سکھا دیں تو وہ زندگی بھر بھوک نہیں دیکھے گا۔''

''لیکن اینڈریو، ہمیں ان ملکوں سے کچھ بھی نہیں مل سکے گا......''

''ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ ہم ان ممالک میں اپنے ماہرین بھیجیں گے، جو انہیں کاشت کاری کے جدید ترین طریقوں سے روشناس کرائیں گے۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 35

علیم الحق حقی

ان کی زندگی بدل جائے گی۔ میں تمہیں پارٹنر بنا رہا ہوں ٹیزر۔ ہمارے تھنک ٹینک کا نام ہوگا...... کنگسلے گروپ۔ بولو، کیا کہتے ہو؟''

ٹیزر نے ایک لمحے سوچا، پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''آئیڈیا تو برا نہیں۔ ہم ان ممالک سے اسٹارٹ لیں گے اور اس کے بعد کمائی کی فکر کریں گے۔ سرکاری ٹھیکے اور دوسری......''

''ٹیزر...... ہمارا مقصد صرف دنیا کو بہتر جگہ بنانا ہے انسانوں کے لئے۔''

ٹیزر مسکرایا۔ سمجھوتہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اس نے سوچا۔ شروع میں اینڈریو کی مرضی کے مطابق کام کریں گے اور بعد میں بہ تدریج وہ اس کمپنی کو صحیح معنوں میں منافع بخش بنانے کی طرف توجہ دے گا۔ ''ٹھیک ہے اینڈریو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

چھ ماہ بعد دونوں بھائی بارش میں سرخ اینٹوں سے بنی ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔ دیوار پر ایک چھوٹی سی غیر متاثر کن سائن نصب تھی...... کنگسلے گروپ۔ ''کیسا لگ رہا ہے ٹیزر؟'' اینڈریو نے فخریہ لہجے میں پوچھا۔

''بہت خوب صورت۔'' ٹیزر نے بہ مشکل اپنے لہجے کو طنز اور تمسخر سے پاک کرتے ہوئے کہا۔

''ہم اس بینر تلے دنیا میں خوشیاں بانٹیں گے ٹیزر۔ میں نے ماہرین کی خدمات حاصل کرنی شروع کر دی ہیں ٹیزر، جو تیسری دنیا کے ملکوں میں جائیں گے۔''

ٹیزر اعتراض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے خود کو روک لیا۔ اینڈریو کی طبیعت میں ضد تھی۔ اس کے ساتھ جلد بازی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ٹیزر نے سوچا، کوئی بات نہیں۔ میرا بھی وقت آئے گا۔

اس نے سر اٹھا کر اس سائن کو دیکھا۔ مستقبل میں یہ کے آئی جی کہلائے گا...... کنگسلے انٹرنیشنل گروپ! اس نے فیصلہ کیا۔

اینڈریو کے ایک دوست جان ہائی ہولٹ نے اس تھنک ٹینک کو کام شروع کرنے کے لئے ایک لاکھ ڈالر کا سرمایہ فراہم کیا تھا۔ باقی رقم کا بندوبست خود اینڈریو نے کیا تھا۔

ابتدا میں چھ ماہرین کو ممباسا بھیجا گیا اور اس کے بعد صومالیہ اور سوڈان۔ ان کا بنیادی مقصد مقامی آبادی کو یہ سکھانا تھا کہ وہ اپنا معیار زندگی کیسے بہتر بنا سکتے ہیں۔

لیکن انہیں کوئی آمدنی حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ یہ بات ٹیزر کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا۔ ''اینڈریو...... کیوں نہ ہم چند بڑی کمپنیوں سے ٹھیکے لیں......''

''نہیں ٹیزر، یہ ہمارا مقصد نہیں۔''

تو ہمارا مقصد کیا ہے؟ اپنا معیار زندگی نیچے لانا! ٹیزر نے بھنا کر سوچا۔ ''دیکھو...... کرائسلر کارپوریشن کو......''

اینڈریو مسکرایا۔ ''سب چھوڑو ٹیزر۔ اپنے اصل کام پر توجہ رکھو''

ٹیزر فون کے سے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

تھنک ٹینک میں اینڈریو اور ٹیزر کی تجربہ گاہیں الگ تھیں۔ دونوں اپنے اپنے پروجیکٹس میں لگے رہتے تھے۔ اینڈریو ہر رات بہت دیر تک مصروف رہا کرتا تھا۔

ایک صبح ٹیزر پلانٹ پر آیا تو اینڈریو وہاں موجود تھا۔ وہ رات بھر کام کرتا رہا تھا۔ اس نے ٹیزر کو آتے دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا۔ ''آج میں بہت خوش ہوں۔ میرے نانو ٹیکنالوجی کے تجربات آگے بڑھے ہیں۔ میں ایک نیا طریقہ......''

ٹیزر کی توجہ اس کی طرف نہیں تھی۔ وہ اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا، جس سے وہ گزشتہ رات ملا تھا۔

''......اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت فرق پڑے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے ٹیزر؟''

ٹیزر کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ تاہم اس نے جلدی سے کہا۔ ''زبردست اینڈریو......''

اینڈریو مسکرایا۔ ''میں جانتا تھا کہ تم اس کے وسیع امکانات کو سمجھ سکو گے۔''

ٹیزر کو بس اپنے خفیہ تجربات میں دلچسپی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا، میں اگر کامیاب ہو گیا تو دنیا میرے قدموں میں ہوگی......

ایک شام ٹیزر ایک کاک ٹیل پارٹی میں شریک تھا۔ اچانک عقب سے ایک نسوانی آواز نے کہا۔ ''میں نے تمہارے متعلق بہت کچھ سنا ہے مسٹر کنگسلے۔''

ٹیزر بڑے پر جوش انداز میں مڑا۔ لیکن جو کچھ اس نے دیکھا، وہ مایوس کن تھا۔ وہ ایک عام سی بے کشش لڑکی تھی۔ البتہ اس کی آنکھیں اور مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی۔ لیکن ٹیزر تو جسمانی خوبصورتی کا قائل تھا۔ تاہم اس نے اپنی مایوسی چھپانے کی کوشش کی۔ ''مجھے امید ہے کہ کچھ اچھا ہی سنا ہوگا۔'' وہ بولا اور اس لڑکی سے جان چھڑانے کے بارے میں سوچنے لگا۔

''میں پاؤلین کو پیٹ ہوں۔ دوست مجھے پاؤلا کہتے ہیں۔'' لڑکی نے کہا۔ ''کالج کے زمانے میں تم میری بہن جینی کے دوست تھے۔ جینی تو تمہارے لئے پاگل ہو رہی تھی۔''

جینی! ٹیزر یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر یادداشت کی تمام الماریاں لڑکیوں کے ناموں اور حلیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ان میں سے کسی جینی کا نکالنا کوئی مذاق نہیں تھا۔

''جینی تم سے شادی کرنا چاہتی تھی۔''

یہ بھی کوئی اہم کلیو نہیں تھا۔ ہر لڑکی اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی تھا۔ ''تمہاری بہن بہت پیاری لڑکی تھی۔ لیکن ہم دونوں کے درمیا......''

''فضول باتیں مت کرو۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں جینی یاد بھی نہیں ہے۔''

''وہ...... میں...... دراصل......''

''کوئی بات نہیں۔ جینی نے شادی کر لی ہے۔''

ٹیزر نے سکون کی سانس لی۔ ''اوہ گڈ......''

''ہاں۔ لیکن میری شادی نہیں ہوئی ہے ابھی۔'' پاؤلا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ ''کل رات کے کھانے پر ملیں؟''

ٹیزر نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ اس کے معیار پر پوری نہیں اترتی تھی لیکن اس میں عجیب طرح کی کشش تھی اور پھر ایسی لڑکیاں آسان ثابت ہوتی ہیں...... تر نوالہ!

پاؤلا بھی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ''بل میں ادا کروں گی۔''

ٹیزر ہنس دیا۔ ''چلو...... ٹھیک ہے۔''

ڈنر پر پاؤلا سفید لباس میں پہلی ملاقات سے کہیں اچھی لگ رہی تھی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔ ٹیزر اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''گڈ ایوننگ۔''

پاؤلا نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ''گڈ ایوننگ۔'' اس کے انداز میں خود اعتمادی بھی شہزادیوں کی سی تھی۔

بیٹھنے کے بعد پاؤلا نے کہا۔ ''اب ہمیں پھر سے شروع کرنا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ میری کوئی بہن نہیں ہے...... جینی نہ کوئی اور۔''

ٹیزر نے اسے الجھن بھری نظروں سے دیکھا۔ ''لیکن تم نے مجھے بتایا تھا کہ......''

''میں بس تمہارا ردعمل چیک کرنا چاہتی تھی۔'' پاؤلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''میں نے اپنی سہیلیوں سے تمہارے بارے میں بہت کچھ سنا...... اور تم میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گئی۔''

ٹیزر ان سہیلیوں کے بارے میں بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اور وہ پاؤلا کی دلچسپی کی نوعیت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''نتائج اخذ کرنے میں جلد بازی نہ کرو۔ مجھے تمہاری شمشیر زنی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں، تمہارے ذہن میں ضرور ہے۔''

ٹیزر کو خوف آنے لگا۔ اسے لگا کہ یہ لڑکی اس کی سوچیں تک پڑھ رہی ہے۔ وہ اس کا ذہن بھی پڑھ سکتی تھی۔ ''تو...... تو...... تت تم...... تمہیں ذہن پڑھنے میں دلچسپی ہے؟'' اس نے گڑبڑا کر کہا۔

''ذہن بھی...... اور اور بہت کچھ بھی۔'' پاؤلا کے انداز میں دعوت تھی۔

ٹیزر کو پھر ایسا لگا کہ یہ منزل بہت آسان ہے۔ اس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''تم تو بہت خاص...... خاص الخاص لڑکی ہو۔ آج رات ہم بہت اچھا وقت گزاریں گے۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 36

علیم الحق حقی

ویٹنگ روم میں شیز کی سیکریٹری کیتھی اور ڈیز ایک بڑی ڈیسک کے عقب میں بیٹھی تھی۔ ''گڈ مورننگ حضرات۔آپ اندر چلے جائیں''۔وہ اٹھی اور اس نے شیز کے آفس کا دروازہ کھولا۔وہ اندر گئے تو اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

وہ بہت بڑا آفس تھا جہاں الیکٹرونک کے بے شمار آلات نصب تھے۔ساؤنڈ پروف دیواروں پر بہت پتلے ٹی وی سیٹ نصب تھے، جن پر دنیا کے بڑے بڑے اور اہم شہروں کے منظر نظر آ رہے تھے۔ان میں کچھ کانفرنس روم تھے، کچھ لیبارٹریز اور کچھ ہوٹلوں کے سوئیٹس، جہاں کوئی میٹنگ چل رہی تھی۔ہر سیٹ کا اپنا آڈیو سسٹم تھا۔آواز بہت دھیمی تھی۔لیکن مختلف زبانوں کے گھلے ملے جملے خاصا ڈراؤنا تاثر مرتب کر رہے تھے۔ہر اسکرین کے نچلے حصے پر شہروں کے نام لکھے تھے......میلان، جوہانس برگ، زیورخ، میڈرڈ، ایتھنز......سامنے والی دیوار پر ایک بڑا ایک شیلف تھا، جس میں کتابیں ہی کتابیں تھیں۔

شیز مہاگنی کی بڑی میز کے پیچھے بیٹھا تھا۔میز پر ایک کنسول تھا، جس میں چھ سات مختلف رنگوں کے بٹن لگے تھے۔

شیز انہیں دیکھ کر اپنی کرسی سے اٹھا۔ ''گڈ مورننگ جنٹل مین''۔

گرین برگ نے کہا۔ ''گڈ مورننگ۔ہم......''

''میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو......سراغ رساں ارل گرین برگ اور رابرٹ''۔اس نے ان سے ہاتھ ملائے۔ ''بیٹھئے''۔

دونوں سراغ رساں بیٹھ گئے۔رابرٹ ٹی وی اسکرینز پر لحہ بہ لحہ بدلتے مناظر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔پھر اس نے ستائشی انداز میں سر ہلایا۔ ''زبردست۔اس دور میں ترقی......''

شیز نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔ ''ٹیکنالوجی ابھی دو تین سال تک مارکیٹ میں نہیں پہنچ سکے گی۔ہم اس کی مدد سے دنیا بھر سے معلومات اکٹھی کرتے ہیں۔یہ خودکار طریقے سے ریکارڈ ہوتی ہیں اور پھر کمپیوٹر ان کا تجزیہ کرتے ہیں''۔

''مسٹر کنگسلے، یہ بتایئے کہ ایک تھنک ٹینک کس انداز میں کام کرتا ہے؟'' رابرٹ نے بچوں کے سے انداز میں پوچھا۔

''بنیادی طور پر ہم مسائل حل کرنے والے ہیں۔ہم مسائل کے بارے میں پہلے سے اندازے لگاتے اور پھر ان کا حل سوچتے ہیں۔کچھ تھنک ٹینک کسی خاص ایریا میں کام کرتے ہیں، مثلاً ملٹری، معیشت یا سیاست۔ہمارے معاملات میں نیشنل سیکورٹی، مواصلات، مائیکرو بایولوجی اور ماحولیات وغیرہ ہیں۔اور ہم عالمی سطح پر کام کرتے ہیں''۔

''بہت دلچسپ''۔رابرٹ نے تبصرہ کیا۔

''ہمارے اسٹاف میں 65 فیصد سے زیادہ لوگ ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے چکے ہیں''۔

''شاندار''۔

''میرے بھائی اینڈریو نے تیسری دنیا کے ممالک کی مدد کی غرض سے کے آئی جی کی بنیاد رکھی تھی۔آج بھی ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں......''

اسی وقت ایک ٹی وی سیٹ پر بجلی کا کڑاکا سنائی دیا۔وہ تینوں اس سیٹ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''میں نے کہیں پڑھا تھا کہ آپ موسم پر تجربات کر رہے ہیں''۔

شیز کا منہ بن گیا۔ ''ہاں'' اسے کے آئی جی کی حماقت کہا جاتا ہے۔وہ کے آئی جے کی محدودے چند ناکامیوں میں سے ہے۔یہ وہ پروجیکٹ تھا، جس کی کامیابی کی مجھے بہت زیادہ امید تھی۔لیکن اب ہم اس سے جان چھڑا رہے ہیں''۔

''کیا موسم کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے''۔رابرٹ نے پوچھا۔

شیز نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بہت معمولی حد تک۔بہت لوگوں نے اس سلسلے میں کوششیں کی ہیں۔1900 میں نکولا ٹیسلا نے موسم پر تجربات کئے تھے۔اس نے دریافت کیا کہ ریڈیائی لہروں کے ذریعے موسم کے آیونائزیشن کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔1968ء میں پروجیکٹ پاپ آئی کے ذریعے حکومت نے لاؤس میں مون سون کے سیزن کو طول دینے کی کوشش کی۔وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔لیکن موسم پر پوری طرح قدرت بھی حاصل نہیں کی جا سکے گی۔اور اس کی وجوہات ہیں۔ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ ایل نینو بحرالکاہل میں گرم ٹمپریچر کی تخلیق کرتا ہے۔جبکہ لانینا بحرالکاہل میں سرد ٹمپریچر پیدا کرتا ہے۔یہ دونوں مل کر موسم کنٹرول کرنے کی ہر کوشش کی نفی کرتے ہیں۔جنوبی کرے میں زمین پر 80 فیصد پانی ہے۔جبکہ شمالی کرہ 600 فیصد پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔اس سے عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ جیٹ اسٹریم طوفانوں کا راستہ متعین کرتی ہے اور اسے کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ نہیں''۔

ارل گرین برگ نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر ذرا ہچکچاتے ہوئے بولا۔ ''آپ جانتے ہیں مسٹر کنگسلے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟''

شیز نے اسے بہت غور سے دیکھا۔ ''چوبیس گھنٹے کے ایک دورانیے میں ہمارے چار کارکن یا تو مر گئے یا پراسرار انداز میں غائب ہو گئے۔ہم نے اپنے طور پر اس معاملے کی تفتیش شروع کر دی ہے۔دنیا کے تمام بڑے شہروں میں ہمارے دفاتر موجود ہیں۔ہمارے ملازمین کی تعداد 1800 سے زیادہ ہے۔میرے لئے ان سب سے رابطہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے دو ملازمین جو قتل ہوئے، وہ غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔یقین کرو کہ ان کی موت کے آئی جی کی ساکھ پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوگی۔ان کی سرگرمیاں ہی ان کی موت کا باعث بنیں''۔

''مسٹر کنگسلے، ایک بات اور ہے''۔گرین برگ نے کہا۔ ''چھ سال پہلے ٹوکیوں میں اکیرا آئسو نامی ایک سائنسدان نے خودکشی کی تھی تین سال پہلے ایک سوئس سائنسدان میڈلین اسمتھ نے بھی خودکشی......''

''ان میں سے کسی نے بھی خودکشی نہیں کی تھی۔انہیں قتل کیا گیا تھا''۔شیز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 37 علیم الحق حقی

ویٹنگ روم میں شیزر کی سیکریٹری کیتھی اورڈیز ایک بڑی ڈیسک کے عقب میں بیٹھی تھی۔ '' گڈ مورننگ حضرات۔ آپ اندر چلے جائیں''۔ وہ اٹھی اور اس نے شیزر کے آفس کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر گئے تو اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

وہ بہت بڑا آفس تھا جہاں الیکٹرونک کے بے شمار آلات نصب تھے۔ ساؤنڈ پروف دیواروں پر بہت پتلے ٹی وی سیٹ نصب تھے، جن پر دنیا کے بڑے بڑے اور اہم شہروں کے منظر نظر آ رہے تھے۔ ان میں کچھ کانفرنس روم تھے، کچھ لیباریٹریز اور کچھ ہوٹلوں کے سوئیٹس، جہاں کوئی میٹنگ چل رہی تھی۔ ہر سیٹ کا اپنا آڈیو سسٹم تھا۔ آواز بہت دھیمی تھی۔ لیکن مختلف زبانوں کے گھلے ملے جملے خاصا ڈراؤنا تاثر مرتب کر رہے تھے۔ ہر اسکرین کے نچلے حصے پر شہروں کے نام لکھے تھے...... میلان، جوہانس برگ، زیورخ، میڈرڈ، ایمسٹرڈیم...... سامنے والی دیوار پر ایک بڑا ایک شیلف تھا، جس میں کتابیں ہی کتابیں تھیں۔

شیزر مہاگنی کی بڑی میز کے پیچھے بیٹھا تھا۔ میز پر ایک کنسول تھا، جس میں چھ سات مختلف رنگوں کے بٹن لگے تھے۔

شیزر انہیں دیکھ کر اپنی کرسی سے اٹھا۔ '' گڈ مورننگ جنٹل مین''۔

گرین برگ نے کہا۔ '' گڈ مورننگ۔ ہم......''

'' میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو...... سراغ رساں ارل گرین برگ اور رابرٹ''۔ اس نے ان سے ہاتھ ملائے۔ '' بیٹھیے''۔

دونوں سراغ رساں بیٹھ گئے۔ رابرٹ ٹی وی اسکرینز پر لمحہ بہ لمحہ بدلتے مناظر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ستائشی انداز میں سر ہلایا۔ '' زبردست۔ اس دور میں ترقی......''

شیزر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔ '' ٹیکنالوجی ابھی دو تین سال تک مارکیٹ میں نہیں پہنچ سکے گی۔ ہم اس کی مدد سے دنیا بھر سے معلومات اکٹھی کرتے ہیں۔ یہ خود کار طریقے سے ریکارڈ ہوتی ہیں اور پھر کمپیوٹر ان کا تجزیہ کرتے ہیں''۔

'' مسٹر کنگسلے، یہ بتائیے کہ ایک تھنک ٹینک کس انداز میں کام کرتا ہے؟'' رابرٹ نے بچوں کے سے انداز میں پوچھا۔

'' بنیادی طور پر ہم مسائل حل کرنے والے ہیں۔ ہم مسائل کے بارے میں پہلے سے اندازے لگاتے اور پھر ان کا حل سوچتے ہیں۔ کچھ تھنک ٹینک کسی خاص ایریا میں کام کرتے ہیں، مثلاً ملٹری، معیشت یا سیاست۔ ہمارے معاملات میں نیشنل سیکورٹی، مواصلات، مائیکرو بایولوجی اور ماحولیات وغیرہ ہیں۔ اور ہم عالمی سطح پر کام کرتے ہیں''۔

'' بہت دلچسپ''۔ رابرٹ نے تبصرہ کیا۔

'' ہمارے اسٹاف میں 65 فیصد سے زیادہ لوگ ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے چکے ہیں''۔

'' شاندار''۔

'' میرے بھائی اینڈریو نے تیسری دنیا کے ممالک کی مدد کی غرض سے کے آئی جی کی بنیاد رکھی تھی۔ آج بھی ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں......''

اسی وقت ایک ٹی وی سیٹ پر بجلی کا کڑکا سنائی دیا۔ وہ تینوں اس سیٹ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

'' میں نے کہیں پڑھا تھا کہ آپ موسم پر تجربات کر رہے ہیں''۔

شیزر کا منہ بن گیا۔ '' ہاں'' اسے کے آئی جی کی حماقت کہا جاتا ہے۔ وہ کے آئی جے کی محدودے چند ناکامیوں میں سے ہے۔ یہ وہ پروجیکٹ تھا، جس کی کامیابی کی مجھے بہت زیادہ امید تھی۔ لیکن اب ہم اس سے جان چھڑا رہے ہیں''۔

'' کیا موسم کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے''۔ رابرٹ نے پوچھا۔

شیزر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ '' بہت معمولی حد تک۔ بہت لوگوں نے اس سلسلے میں کوششیں کی ہیں۔ 1900 میں نکولا ٹیسلا نے موسم پر تجربات کئے تھے۔ اس نے دریافت کیا کہ ریڈیائی لہروں کے ذریعے موسم کے آیونائزیشن کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ 1968ء میں پروجیکٹ پاپ آئی کے ذریعے حکومت نے لاؤس میں مون سون کے سیزن کو طول دینے کی کوشش کی۔ وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن موسم پر پوری طرح قدرت بھی حاصل نہیں کی جا سکے گی۔ اور اس کی وجوہات ہیں۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ ایل نینو بحرالکاہل میں گرم ٹمپریچر کی تخلیق کرتا ہے۔ جبکہ لانینا بحرالکاہل میں سرد ٹمپریچر پیدا کرتا ہے۔ یہ دونوں مل کر موسم کنٹرول کرنے کی ہر کوشش کی نفی کرتے ہیں۔ جنوبی کرے میں زمین پر 80 فیصد پانی ہے۔ جبکہ شمالی کرہ 600 فیصد پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس سے عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جیٹ اسٹریم طوفانوں کا راستہ متعین کرتی ہے اور اسے کنٹرول کرنے کا کوئی طریقہ نہیں''۔

ارل گرین برگ نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر ذرا ہچکچاتے ہوئے بولا۔ '' آپ جانتے ہیں مسٹر کنگسلے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟''

شیزر نے اسے بہت غور سے دیکھا۔ '' چوبیس گھنٹے کے ایک دورانیے میں ہمارے چار کارکن یا تو مر گئے یا پراسرار انداز میں غائب ہو گئے۔ ہم نے اپنے طور پر اس معاملے کی تفتیش شروع کر دی ہے۔ دنیا کے تمام بڑے شہروں میں ہمارے دفاتر موجود ہیں۔ ہمارے ملازمین کی تعداد 1800 سے زیادہ ہے۔ میرے لئے ان سب سے رابطہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے دو ملازمین جو قتل ہوئے، وہ غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔ یقین کرو کہ ان کی موت کے آئی جی کی ساکھ پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو گی۔ ان کی سرگرمیاں ہی ان کی موت کا باعث بنیں''۔

'' مسٹر کنگسلے، ایک بات اور ہے''۔ گرین برگ نے کہا۔ '' چھ سال پہلے ٹوکیوں میں اکیرا آئسو نامی ایک سائنسدان نے خودکشی کی تھی تین سال پہلے ایک سوئس سائنسدان میڈلین اسمتھ نے بھی خودکشی......''

'' ان میں سے کسی نے بھی خودکشی نہیں کی تھی۔ انہیں قتل کیا گیا تھا''۔ شیزر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ (جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

دونوں سراغ رسانوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔ ''آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں؟'' گرین برگ نے پوچھا۔

''وہ میری وجہ سے مارے گئے''۔ شیزر کے لہجے میں تلخی تھی۔

''آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں......''

''اکیرا ایک بہت اچھا سائنسدان تھا۔ اس کا تعلق ٹوکیوں فرسٹ انڈسٹریل گروپ سے تھا۔ ٹوکیو میں ایک کونشن کے دوران میری اس سے ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو پسند کیا۔ میں نے اسے اپنے گروپ کیلئے کام کرنے کی پیشکش کی، جو اس نے قبول کرلی۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ اس معاملے میں بہت پرجوش تھا۔ ہم نے اس معاملے کو خفیہ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن شاید اکیرا نے کسی کو ہمراز بنالیا۔ پھر ایک اخبار میں اس بارے میں ایک کالم چھپا۔ اور اس کے اگلے روز اکیرا اپنے ہوٹل کے کمرے میں مردہ پایا گیا''۔

''مسٹر کنگسلے، اس کی موت کی کوئی اور وجہ بھی تو ہوسکتی ہے''۔ رابرٹ نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں مانتا کہ وہ خودکشی تھی۔ میں نے ایک سراغ رساں کو جاپان بھیجا اور جاپان میں موجود اپنے لوگوں سے بھی تفتیش کرائی۔ انہیں کوئی ثبوت نہیں ملا۔ میں نے سوچا شاید میں ہی غلط سوچ رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے، اکیرا کی زندگی میں کوئی اور مسئلہ رہا ہو، جس سے میں بے خبر ہوں''۔

''تو پھر آپ اتنے یقین سے کیوں کہہ رہے ہیں کہ وہ قتل کئے گئے تھے؟'' گرین برگ نے اعتراض کیا۔

''اکیرا کے بعد میڈ یلین اسمتھ کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا۔ وہ بھی ہماری کمپنی جوائن کرنے کے لئے تیار ہوگئی تھی اور پھر اس نے بھی خودکشی کرلی''۔

''آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ دونوں اموات ایک ہی زنجیر کی دو کڑیاں ہیں؟''۔

''کیونکہ میڈ یلین بھی اسی کمپنی کی شاخ میں کام کرتی تھی...... وہی ٹوکیو فرسٹ انٹرنیشنل گروپ''۔

چند لمحے خاموشی رہی سنگین خاموشی! پھر رابرٹ نے کہا۔ ''لیکن کوئی کمپنی اپنے کسی ملازم کو صرف اتنی سی بات پر قتل نہیں کرا دیتی کہ وہ اسے چھوڑ کر کوئی اور کمپنی جوائنٹ کر رہا ہو''۔

''میڈ یلین اسمتھ صرف ایک ملازم نہیں تھی۔ وہ ایک لائق ترین طبعیات داں تھی۔ اس نے کئی ایسے مسئلے حل کئے تھے، جن کی وجہ سے اس کی کمپنی کو شہرت بھی ملی تھی اور بھاری منافع بھی۔ یہی حال اکیرا کا تھا''۔

''سوئس پولیس نے میڈ یلین کی موت کے سلسلے میں چھان بین کی تھی؟''۔

''ہاں۔ اور ہم نے بھی کی تھی۔ لیکن کوئی واضح ثبوت نہیں ملا۔ بلکہ ہم اب تک ان تمام اموات پر کام کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم یہ کیس حل کرلیں گے۔ کے آئی جی کے رابطے پوری دنیا میں ہیں۔ اگر مجھے کوئی سراغ نہیں ملا تو میں تمہیں ضرور اطلاع دوں گا۔ اور تمہیں سراغ ملے تو تم مجھے باخبر رکھنا''۔

''جی۔ ٹھیک ہے''۔ گرین برگ میں نے کہا۔

میز کی میز پر رکھے ایک سنہرے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ ''ہیلو...... ہاں...... تفتیش جاری ہے۔ بلکہ اس وقت بھی دو سراغ رساں میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ وہ ہم سے تعاون کے لئے تیار ہیں''۔ اس نے گرین برگ اور رابرٹ کو دیکھا۔ ''ٹھیک ہے۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہوگا، میں تمہیں مطلع کروں گا''۔ یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

''مسٹر کنگسلے، کیا آپ یہاں کسی حساس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں؟'' گرین برگ نے پوچھا۔

''اگر تم قتل کے ان واقعات کے تناظر میں یہ پوچھ رہے ہو تو میں تمہیں بتادوں کہ دنیا میں سو سے زیادہ تھنک ٹینک انہی مسائل پر کام کر رہے ہیں، جن پر ہم کام کر رہے ہیں۔ ہم بہر حال یہاں ایٹم بم نہیں بنا رہے ہیں۔ اس لئے میں تمہارے سوال کا جواب نفی میں دوں گا''۔

دروازہ کھلا اور کاغذوں کی ایک گڈی ہاتھ میں لئے اینڈریو کنگسلے اندر آیا۔ کسی حد تک وہ اپنے بھائی سے مشابہ تھا۔ لیکن اس کے چہرے کے نقوش دھندلے سے لگ رہے تھے۔ اس کے بالوں میں سفیدی غالب آرہی تھی اور وہ کم بھی ہو رہے تھے۔ اس کے چہرے پر جھریاں تھیں اور وہ کمر خم کر کے چل رہا تھا۔ جبکہ ٹینر ذہانت اور توانائی کا پاور ہاؤس لگتا تھا۔

اور اینڈریو بولا تو اس کے لہجے میں بھی لکنت تھی۔ ''سوری ٹینر وہ نوٹس جو...... جو تم نے مانگے تھے، وہ میں...... مکمل نہیں کرسکا وہ دیر ہوگئی''۔

''کوئی بات نہیں اینڈریو''۔ ٹینر نے اسے دلاسہ دیا۔ ''یہ میرا بھائی ہے اینڈریو...... اور یہ سراغ رساں گرین برگ اور رابرٹ''۔ اس نے تعارف کرایا۔ اینڈریو نے ان دونوں کو دیکھا اور پلکیں جھپکا کر رہ گیا۔

''اینڈریو...... انہیں اپنے نوبل پرائز کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے؟'' ٹینر نے اپنے بھائی سے کہا۔

''ہاں...... نوبل پرائز...... وہ نوبل پرائز......'' ۔ پھر اچانک وہ پلٹا اور کمرے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد ٹینر نے کہا۔ ''میں نے بتایا نا کہ اینڈریو اس کمپنی کا بانی ہے۔ وہ ذہین ترین سائنس داں تھا۔ سات سال پہلے ایک سائنسی دریافت پر اسے نوبل پرائز دیا گیا۔ بدقسمتی سے انہی دنوں ایک تجربہ الٹا پڑ گیا اور اینڈریو بے چارہ اس حال کو پہنچ گیا''۔

''لیکن پتا چلتا ہے کہ وہ کیسے شاندار آدمی رہے ہوں گے''۔

''تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ کیا چیز تھا''۔ ٹینر کے لہجے میں افسردگی تھی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 39

علیم الحق حقی

ارل گرین برگ اٹھا اور اس نے ٹیفر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''ہم آپ کا مزید وقت نہیں لیں گے مسٹر کنگسلے۔ اور ہم آپ سے رابطہ رکھیں گے۔''

''جنٹلمین...... ان جرائم کو فوری طور پر حل کرنا ہوگا۔'' ٹیفر کے لہجے میں اسٹیل جیسی سختی تھی۔

............☆☆☆............

صبح کے تمام اخبارات اسی ایک خبر سے بھرے تھے...... جرمنی میں قحط کی وجہ سے سو افراد ہلاک۔ کروڑوں ڈالر مالیت کی کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی تھیں۔ ٹیفر نے اختر کام پر کیتھی سے کہا۔ ''یہ آرٹیکل بھی سینئر وان لوئن کو بھیج دو۔ نوٹ میں لکھنا...... ایک اور گلوبل وارمنگ اپ ڈیٹ از طرف کنگسلے......''

............☆☆☆............

ٹیفر پاؤلا کے ساتھ گزری وہ شام کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ اسے پاؤلا کی بدتمیزی، اس کا تمسخر یاد آتا تو اس کے وجود میں جیسے آگ بھڑک اٹھتی۔ اسے اس توہین کا بدلہ لینا تھا۔

اس نے فیصلہ کیا کہ وہ پاؤلا سے ایک بار اور ملے گا۔ اس سے بدلہ لے گا...... اور پھر اسے ہمیشہ کے لئے بھول جائے گا۔

اس نے تین دن کے انتظار کے بعد پاؤلا کو فون کیا۔ ''ہیلو شہزادی؟''

''کون بات کر رہا ہے؟''

اس کا جی چاہا کہ ریسیور پٹخ دے۔ کتنے لوگ اسے شہزادی کہہ کر پکارتے ہوں گے؟ اس نے جھنجلا کر سوچا۔ لیکن پھر اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے پرسکون لہجے میں کہا۔ ''میں ٹیفر کنگسلے بات کر رہا ہوں۔''

''اوہ...... تم...... کیسے ہو بھئی؟'' پاؤلا کے انداز میں بے پروائی تھی۔

ٹیفر نے سوچا...... مجھ سے غلطی ہوگئی۔ مجھے اس کو کال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ مگر اب تو بہر حال وہ غلطی کر ہی چکا تھا۔ ''میں نے سوچا تم سے ڈنر کا پوچھ لوں۔ لیکن لگتا ہے، تم مصروف ہو۔ لہٰذا میں یہ خیال دل سے......''

''آج شام کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

ٹیفر کو پھر جھٹکا لگا۔ وہ اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ بہر حال وہ اس لڑکی کو ایک ناقابل فراموش سبق دینا چاہتا تھا۔

............☆☆☆............

چار گھنٹے بعد وہ دونوں ایک فرانسیسی ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ ٹیفر کو اس بات پر حیرت تھی کہ وہ اس لڑکی سے مل کر سچ مچ بہت خوش تھا۔ ''میں تمہیں مس کرتا رہا ہوں شہزادی۔'' اس نے بے حد سچائی سے کہا۔

وہ مسکرائی۔ ''مس تو میں بھی تمہیں کرتی رہی ہوں۔ تم تو کچھ چیز ہو بھئی...... ویری اسپیشل۔''

وہ اس کے الفاظ اسے لوٹا رہی تھی...... اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔

ایسا لگتا تھا کہ اس روز وہ آخری بار مل رہے ہیں۔ ٹیفر لڑکیوں پر حاوی رہنے کا عادی تھا۔ لیکن یہاں یہ لڑکی اسے کنٹرول کر رہی تھی۔ اس کے پاس اس کی ہر بات کا جواب تھا۔ وہ بہت تیز اور ذہین تھی۔ پہلی بار ٹیفر کو احساس ہوا کہ آسانی سے شکار ہونے والی لڑکیوں کے مقابلے میں یہ بے کشش لڑکی پہلی بار اس کیلئے چیلنج بن رہی ہے۔

''مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔'' ٹیفر نے کہا۔

پاؤلا نے سندھے جھٹک دیئے۔ ''میرے ڈیڈی دولت مند اور طاقت ور آدمی تھے اور میں ان کی بگڑی ہوئی بیٹی۔ میں نے اچھی تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک دن ڈیڈی ساری دولت گنوا بیٹھے اور اس صدمے سے جاں بر بھی نہ ہو سکے۔ تب سے میں ایک سیاست داں کی ایگزیکٹو اسسٹنٹ ہوں۔''

''تمہیں لطف آتا ہے اس کام میں؟''

''نہیں۔ وہ بہت بور آدمی ہے۔'' پاؤلا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''اور میں دلچسپیوں کی تلاش میں ہوں۔''

............☆☆☆............

اگلے روز ٹیفر نے پاؤلا کو پھر فون کیا۔ ''مجھے امید تھی کہ تم کال کرو گے۔'' پاؤلا کے لہجے میں گرم جوشی تھی۔

ٹیفر کو بہت خوشی ہوئی۔ ''سچ کہہ رہی ہو نا؟'' اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

''بالکل سچ۔ یہ بتاؤ، آج مجھے کہاں لے چلو گے؟''

ٹیفر ہنس دیا۔ ''جہاں تم کہو۔''

''میں تو پیرس کے لیکسمز میں ڈنر کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن تمہاری قربت کی خاطر ہر جگہ قبول ہے۔''

اس نے پھر اسے چونکا دیا تھا۔ لیکن اس بار وہ خوش بہت تھا۔

اس رات ڈنر کے دوران تمام وقت ٹیفر پاؤلا کو دیکھتا اور یہ سوچتا رہا کہ وہ کیوں اس کی طرف ایسے کھنچتا ہے۔ وہ خوب صورت ہرگز نہیں تھا۔ لیکن ذہین بے حد تھا۔ اور اس کی وجہ سے اس کی شخصیت بہت دل آویز لگتی تھی۔ وہ پر اعتماد بھی تھی اور ہواؤں کی طرح آزاد بھی۔ اس رات ٹیفر کو یہ اندازہ بھی ہو گیا کہ پاؤں سے ہر موضوع پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔

''تم زندگی میں کیا کرنا چاہتی ہو شہزادی؟''

اس نے جواب دینے سے پہلے ٹیفر کو بغور دیکھا۔ ''میں طاقت حاصل کرنا چاہتی ہوں...... ایسی طاقت کہ جو میں چاہوں، وہ ہو جایا کرے۔''

ٹیفر مسکرایا۔ ''تمہاری سوچیں ایک جیسی ہیں۔''

''یہ بات تم نے اس سے پہلے کتنی عورتوں سے کہی ہے ٹیفر؟''

ٹیفر کو غصہ آ گیا۔ ''تم یہ کہنا چھوڑ دو۔ جب میں کہتا ہوں کہ تم ہر اس عورت سے مختلف ہو جس سے میں......''

''میں کیا......؟ جملہ پورا کرو۔''

''تم مجھے غصہ دلاتی ہو۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 40

علیم الحق حقی

''بے چارہ ٹیز۔ غصہ آئے تو جا کر ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے نہا لیا کرو۔''

ٹیز کو پھر غصہ آنے لگا۔ بس...... بہت ہو گئی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ کچھ فائدہ نہیں......''

''میرے گھر چلو گے؟''

ٹیز کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ''تمہارے گھر؟''

''ہاں۔ مجھے میرے گھر لے چلو۔''

............☆☆☆............

اس کے بعد ان کی ہر شام ساتھ گزرنے لگی۔ پاؤلا اب ٹیز کی نظر میں خوبصورت ہو گئی تھی۔

ایک رات ٹیز نے کہا۔ ''شہزادی...... ایک بار تم نے کہا تھا کہ میں تم سے وہ کچھ کہوں جو میں نے کبھی کسی عورت سے نہیں کہا ہو۔''

''ہاں۔ مجھے یاد ہے۔''

''تو سنو۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد پاؤلا مسکرا دی۔

''کیا میں اسے ہاں سمجھوں؟''

''ڈارلنگ، میں بھی تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ مگر ایک مسئلہ ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ میں طاقت حاصل کر کے بہت کچھ کرنا چاہتی ہوں اس لئے دولت کا حصول ضروری ہے۔''

ٹیز نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے شہزادی۔ میں ایک اہم کاروبار میں ساجھے دار ہوں۔ ایک دن میں اتنی دولت کما لوں گا کہ تم جو چاہو گی، تمہیں مل جائے گا۔''

پاؤلا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں ٹیز۔ تم اپنی بھائی اینڈریو کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ میں تم دونوں کے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں اینڈریو اس کمپنی کو کاروبار کبھی نہیں بنائے گا۔ تم مجھے کبھی کچھ نہیں دے سکتے۔''

ٹیز نے ایک لمحے سوچا۔ پھر بولا۔ ''تم غلطی کر رہی ہو۔ میں تمہیں اینڈریو سے ملانا چاہتا ہوں۔''

............☆☆☆............

اگلے روز وہ تینوں لنچ پر ملے۔ اینڈریو کو پاؤلا بہت اچھی لگی۔ اسے ٹیز سے ذہانت کے انتخاب کی امید نہیں تھی۔ اس نے تو ٹیز کو ہمیشہ ظاہری خوب صورتی کے پیچھے بھاگتے دیکھا تھا۔ اس نے اشارے سے ٹیز کو بتا دیا کہ پاؤلا اسے اچھی لگی ہے۔

''کے آئی جی بہت بڑا کام کر رہی ہے اینڈریو۔ ٹیز نے مجھے سب کچھ بتایا ہے۔'' پاؤلا نے ستائش لہجے میں کہا۔

''میں اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ابھی تو ہمیں اور بہت کچھ کرنا ہے۔'' اینڈریو نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ کمپنی کا پھیلاؤ بڑھے گا؟''

''روایتی معنوں میں نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہم ضرورت مند ملکوں میں اور لوگ بھیجیں گے مدد کے لئے۔''

''اس کے نتیجے میں ہمیں یہاں ٹھیکے ملنے لگیں گے......'' ٹیز نے جلدی سے کہا۔

اینڈریو مسکرایا۔ ''دراصل ٹیز بہت بے صبرا ہے۔ پہلے ہم اپنا اصل کام تو کر لیں...... دوسروں کی مدد کر کے۔''

ٹیز نے پاؤلا کو غور سے دیکھا۔ مگر اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

............☆☆☆............

اگلے روز ٹیز نے پاؤلا کو کال کیا، ''ہیلو شہزادی۔ میں کس وقت تمہیں پک کروں؟''

دوسری طرف ایک لمحے خاموشی رہی۔ پھر پاؤلا نے کہا۔ ''ڈارلنگ، آئی ایم سوری۔ آج رات تو ممکن نہیں۔''

ٹیز کو حیرت ہوئی۔ ''کوئی گڑبڑ ہو گئی کیا؟''

''نہیں۔ اصل میں ایک دوست یہاں آیا ہوا ہے۔ اس سے ملنا ہے مجھے۔''

مرد دوست! ٹیز کے دل میں رقابت کا کانٹا سا چبھ گیا۔ ''چلو، کوئی بات نہیں۔ تو میں کل......''

''نہیں ٹیز۔ کل بھی ممکن نہیں۔ ایسا ہے کہ پیر کو ملتے ہیں۔''

ٹیز دکھی ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ویک اینڈ کسی اور کے ساتھ گزار رہی تھی۔

............☆☆☆............

پیر کی رات پاؤلا نے معذرت کی۔ ''ویک اینڈ کے لئے معافی چاہتی ہوں ٹیز۔ دراصل وہ پرانا دوست آیا ہوا تھا نا۔''

پہلی بار ٹیز کو خیال آیا کہ پاؤلا کا اتنا خوبصورت اور آراستہ و پیراستہ اپارٹمنٹ اس کی تنخواہ کے لحاظ سے تو ناممکن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی نے اسے لیکر دیا ہے۔ مگر کسی نے؟ ''تمہارے دوست کا نام کیا ہے؟'' اس نے پاؤلا سے پوچھا۔

''سوری۔'' میں اس کا نام نہیں بتا سکتی۔ وہ بہت جانا پہچانا آدمی ہے۔ اور پبلسٹی اسے پسند نہیں۔''

''تمہیں اس سے محبت ہے؟''

پاؤلا نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور محبت بھرے لہجے میں بولی۔ ''مجھے تم سے محبت ہے...... صرف تم سے۔''

لیکن ٹیز کے دل کو قرار نہیں تھا۔ ''وہ تم سے محبت کرتا ہے؟''

پاؤلا ہچکچائی۔ ''ہاں۔'' بالآخر اس نے جواب دیا۔

ٹیز سوچ میں پڑ گیا۔ اسے فوری طور پر کچھ کرنا ہو گا۔ وہ پاؤلا کو کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔

............☆☆☆............

اگلی صبح پانچ بجے اینڈریو کی آنکھ فون کی گھنٹی کی وجہ سے کھلی۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔ ''آپ کے لئے سویڈن سے کال ہے۔ پلیز ہولڈ کریں۔''

ایک لمحے بعد فون پر دوسری آواز ابھری۔ لہجہ کچھ سویڈش سا تھا۔ ''آپ کو مبارک ہو مسٹر کنکسلے۔ نوبل کمیٹی نے اس بار سائنس کے نوبل پرائز کے لئے آپ کو چنا ہے۔ نانوٹیکنالوجی میں آپ کی گراں قدر......''

نوبل پرائز! ایک لمحے کو اینڈریو کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ گفتگو ختم ہوئی تو وہ جلدی جلدی تیار ہوا اور سیدھا اپنے آفس گیا۔ ٹیز کے آتے ہی اس نے وہ خوش خبری اسے سنا دی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 41

علیم الحق حقی

ٹیمر اس سے لپٹ کر کہا۔ ''مبارک ہو اینڈریوز زبردست خبر ہے یہ تو۔'' اس نے سچائی سے کہا۔ کیونکہ اب اس کے تمام مسائل حل ہونے والے تھے۔

پانچ منٹ بعد ٹیمر پاؤلا سے بات کر رہا تھا۔ ''اس کا مطلب سمجھتی ہو ڈارلنگ۔ کے آئی جی کو اتنا بزنس ملے گا کہ سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ میں حکومت

اور بڑی بڑی کارپوریشنوں کے بڑے بڑے ٹھیکوں کی بات کر رہا ہوں۔ میں تمہیں دنیا کی ہر نعمت دے سکوں گا۔

''بہت شاندار۔''

''تم مجھ سے شادی کرو گی؟''

''تم میرا جواب جانتے ہو ڈارلنگ۔''

ٹیمر نے ریسیور رکھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ وہ لپک کر بھائی کے دفتر میں پہنچا۔ ''اینڈریو...... میں شادی کر رہا ہوں۔''

''بہت اچھی خبر ہے۔'' اینڈریو نے گرمجوشی سے کہا۔ ''شادی کب ہو گی؟''

''طے کر لیں گے۔ اپنے سارے اسٹاف کو مدعو کریں گے۔''

............x............

اگلی صبح ٹیمر اپنے آفس پہنچا تو اینڈریو اس کا منتظر تھا۔ وہ اس کی شادی کے خیال سے ایکسائیٹڈ تھا۔ شادی کا باقاعدہ اعلان تو نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی خبر تیزی سے پھیل گئی تھی۔ ٹیمر سے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ لیکن وہ معنی خیز نظروں سے مسکرا کرا سے دیکھتے تھے۔

بعد میں ٹیمر اینڈریو کے آفس میں گیا۔ ''اینڈریو...... نوبل پرائز کے بعد تو سب ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اور انعام کی رقم سے......''

اینڈریو نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''اس رقم کی مدد سے ہم اریٹیریا اور یوگنڈا بھیجنے کے لئے مزید لوگوں کی خدمات حاصل کر سکیں گے۔''

''لیکن اینڈریو، اس ایوارڈ کو ہم بزنس بڑھانے کے لئے تو استعمال کریں گے نا؟''

اینڈریو نے نفی میں سر ہلایا۔ ''ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہی کرتے رہیں گے۔''

ٹیمر بڑی حسرت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر بجھے بجھے لہجے میں بولا۔ ''یہ تمہاری کمپنی ہے اینڈریو جو جی چاہے کرو۔''

............x............

فیصلہ کرتے ہی ٹیمر نے پاؤلا کو فون کیا۔ ''شہزادی...... میں بزنس کے سلسلے میں واشنگٹن جا رہا ہوں...... دو تین دن کے لئے۔''

''مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بس بزنس تک ہی محدود رہنا۔ کوئی عورت وورت کا چکر نہ چلے۔ پاؤلا نے اسے چھیڑا۔

''ارے نہیں۔ تم دنیا کی وہ واحد عورت ہو، جس سے میں محبت کرتا ہوں۔''

''میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔''

............x............

اگلی صبح ٹیمر کنگسلے پینٹاگون میں آرمی چیف آف اسٹاف جنرل ایلن بارٹن کے سامنے بیٹھا تھا۔ ''تمہاری تجویز مجھے دلچسپ لگی ہے۔'' جنرل نے کہا۔ ''ہم لوگ یہی سوچ رہے تھے کہ اس ٹیسٹ کے لئے کسے استعمال کریں۔''

''آپ کا تجربہ مائیکرو نانو ٹیکنالوجی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور میرے بھائی کو اسی میدان میں کام کرنے پر نوبل پرائز ملا ہے۔''

''ہم جانتے ہیں یہ بات۔''

''وہ اس تجربے کے بارے میں بے حد ایکسائیٹڈ ہے۔'' ٹیمر نے کہا۔

''ہمارے لئے یہ ایک ناقابل یقین اعزاز ہے کہ مسٹر کنگسلے۔ ورنہ نوبل پرائز جیتنے والے ہمیں کہاں گھاس ڈالتے ہیں۔'' جنرل نے دروازے کی طرف دیکھا، جو بند تھا۔ پھر اس نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ ''یہ ٹاپ سیکرٹ ہے مسٹر کنگسلے۔ یہ تجربہ کامیاب ہوا تو ہمارے اسلحہ خانے میں اہم ترین اضافہ ہو گا مالیکیولر ٹیکنالوجی کی مدد سے ہمیں پوری دنیا پر کنٹرول حاصل ہو سکتا ہے۔''

''اس تجربے میں کوئی خطرہ تو نہیں ہے نا؟'' ٹیمر نے پوچھا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ میرے بھائی کو کوئی نقصان پہنچے۔''

''پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تمام ضروری آلات بھیجیں گے۔ دو سائنس داں بھی ہوں گے، جو تمہارے بھائی کے ساتھ کام کریں گے۔ اور ان تینوں کے لئے حفاظتی سوٹ بھی ہوں گے۔''

''تو ٹھیک ہے۔ بات طے ہو گئی۔''

''بالکل طے ہو گئی۔'' جنرل نے کہا۔

نیویارک واپس جاتے ہوئے ٹیمر سوچ رہا تھا کہ اب بس کسی طرح اینڈریو کو قائل کرنا ہے۔ اور کوئی مسئلہ نہیں۔

............x............

اینڈریو اپنے آفس میں بیٹھا اس رنگین کتابچے کا جائزہ لے رہا تھا، جو نوبل کمیٹی نے اسے بھیجا تھا۔ ساتھ میں ایک مختصر سا رقعہ بھی تھا، جس میں لکھا تھا...... ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔

کتابچے میں اسٹاک ہوم کنسرٹ ہال کی تصویریں تھیں۔ ایک تصویر میں نوبل پرائز جیتنے والا ایک شخص سویڈن کے شاہ کارل گسٹاف دہم سے ایوارڈ وصول کر رہا تھا۔ دوسری تصویر میں لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ اب جلد میں بھی وہاں ہوں گا۔ اینڈریو نے سوچا۔ اور انعام وصول کروں گا۔

دروازہ کھلا اور ٹیمر اندر آیا۔ ''مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔'' اس نے کہا۔

اینڈریو نے کتابچہ ایک طرف رکھ دیا۔ ''ہاں ٹیمر، کہو۔ کیا بات ہے؟''

ٹیمر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ ''میں نے آرمی سے وعدہ کر لیا ہے کہ کے آئی جی ان کے ایک تازہ تجربے میں ان کی معاونت کرے گی۔''

''کیا...... کیا کہہ رہے ہو؟''

''اس تجربے میں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

اینڈریو نفی میں سر ہلانے لگا۔ ''نہیں ٹیمر، میں ان معاملات میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ ہم یہاں جو کام کر رہے ہیں، وہ اس سے بہت مختلف ہے۔''

''یہ دولت کمانے کی بات نہیں اینڈریو۔ یہ امریکا کے دفاع کے معاملہ ہے۔ فوج کے لئے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ انہیں تمہاری ضرورت ہے۔ آدمی اپنے وطن سے تو منہ نہیں موڑ سکتا نا۔''

کام مشکل تھا۔ مگر ٹیمر بھی ایک گھنٹہ اینڈریو کے پیچھے پڑا رہا۔ بالآخر اینڈریو نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ''چلو ٹھیک ہے۔ لیکن ٹیمر، میں واضح کر دوں کہ یہ آخری بار ہم اپنے راستے سے ہٹیں گے۔ اس کے بعد کبھی ایسا نہیں ہو گا۔''

ٹیمر مسکرایا۔ ''منظور ہے اینڈریو۔ اور میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ تم کیسے قابل فخر بھائی ہو۔''

............x............

ٹیمر نے پاؤلا کو فون کیا۔ ''میں واپس آ گیا ہوں ڈارلنگ۔ ہم ایک بہت اہم تجربے میں حصہ لے رہے ہیں۔ اب اس کام کو نمٹانے کے بعد میں تمہیں فون کروں گا۔ یہ کبھی نہ بھولنا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

............x............

آرمی کے ٹیکنیشن اینڈریو کو بریفنگ دینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ابتدا میں تو اینڈریو کے انداز میں بے دلی تھی۔ لیکن پروجیکٹ پر گفتگو کے نتیجے میں وہ ہیجان میں مبتلا ہونے لگا۔ تجربہ واقعی بہت اہم تھا۔

ایک گھنٹہ بعد اینڈریو آرمی کے ایک ٹرک کو کے آئی جی کے گیٹ سے اندر آتے دیکھا۔ اس کے آگے پیچھے دو کاریں تھیں، جن میں فوجی موجود تھے۔ وہ باہر نکلا تو اس کی انچارج کرنل سے بات ہوئی۔ ''ہم سب کچھ لے آئے ہیں مسٹر کنگسلے۔ اب بولیں ہمیں اور کیا کرنا ہے۔'' کرنل نے پوچھا۔

''یہ سب کچھ ہمیں سونپ دو۔ اب یہ ہماری ذمے داری ہے۔'' اینڈریو نے کہا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 42　　　　علیم الحق حقی

''مجھے کیا ہوا؟''

''تجربے کے دوران کوئی گڑبڑ ہوگئی تھی۔''

''مجھے تو کچھ یاد نہیں۔''

''کوئی بات نہیں۔تم فکر نہ کرو۔تمہارا ہر طرح سے خیال رکھا جائے گا۔میں ہوں نا۔''

اینڈریو کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ٹیز نے ایک نظر اسے دیکھا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

..................xxx..................

پاؤلا نے اسپتال میں پھول بھیجے۔ٹیز اسے فون کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس کی سیکریٹری نے کہا۔''انہوں نے فون بھی کیا تھا، کہہ رہی تھیں کہ وہ شہر سے باہر جا رہی ہیں۔اور واپس آتے ہی آپ کو فون کریں گی۔''

ایک ہفتے بعد ٹیز اینڈریو کو لے کر نیویارک واپس آ گیا۔کے آئی جی میں سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ اینڈریو پر کیا گزری ہے۔وہ سوچ رہے تھے کہ کیا اس کے بغیر تھنک ٹینک قائم رہ سکے گا۔کمپنی کی ساکھ کو نقصان پہنچنا ہی تھا۔

مگر ٹیز نے سوچ لیا تھا کہ وہ کے آئی جی کو دنیا کا سب سے بڑا تھنک ٹینک بنا کر رہے گا۔وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ پاؤلا کے تمام خوابوں کو تعبیر دے سکتا ہے۔صرف چند برسوں میں......

انٹر کام کا بزر بجا۔''مسٹر کنگسلے، ایک لیموزین کا ڈرائیور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔''اس کی سیکریٹری نے اسے بتایا۔

ٹیز نے الجھن بھرے لہجے میں کہا۔''اسے اندر بھیج دو۔''

ایک باوردی شوفر ہاتھ میں ایک لفافہ لئے اندر آیا۔''مسٹر ٹیز کنگسلے؟''

''ہاں۔''

''مجھے تاکید کی گئی تھی کہ میں یہ خط آپ کے ہاتھوں میں ہی دوں۔''ڈرائیور نے اسے لفافہ دیا اور رخصت ہو گیا۔

ٹیز نے لفافے کو دیکھا اور مسکرایا۔پاؤلا کی رائیٹنگ وہ خوب پہچانتا تھا، وہ سمجھ گیا کہ یہ پاؤلا کی طرف سے کوئی سرپرائز ہے۔اس نے لفافہ کھولا اور رقعہ نکال کر پڑھا۔لکھا تھا......

میری جان،

یہ بات بننے والی ہے ہی نہیں۔اس وقت جو کچھ تم مجھے دے سکتے ہو، مجھے اس سے کہیں زیادہ کی ضرورت ہے۔چنانچہ میں ایک ایسے شخص سے شادی کر رہی ہوں، جو میری طلب سے بہت زیادہ بڑھ کر مجھے دے سکتا ہے۔بس تم سے محبت کرتی ہوں......اور ہمیشہ کرتی رہوں گی۔میں جانتی ہوں کہ تمہارے لئے میری اس بات پر یقین کرنا مشکل ہے۔لیکن یقین کرو، میں یہ سب کچھ اس لئے کر رہی ہوں کہ اس میں ہم دونوں کی بھلائی ہے ٹیز کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔دیر تک وہ اس رقعے کو گھورتا رہا۔پھر اس نے اسے ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔

اس کو فتح حاصل کرنے میں ایک دن کی......صرف ایک دن کی تاخیر ہوئی تھی!

............x............

اینڈریو ڈوئیل کی موت اتنی پراسرار تھی کہ اس کے بارے میں قیاس آرائیوں کی کوئی حد نہیں تھی۔اور قیاس کرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی۔اس کے سوگوار اسٹاف سے مدتوں پوچھ گچھ کی جاتی رہی۔

ایک اخبار کا قیاس تھا کہ کسی دہشت گرد تنظیم نے اپنے ایک آدمی کو کسی طرح سفیر کے کمرے میں پہنچا دیا تھا۔اس نے سفیر کو دماغ ماؤف کرنے والی کوئی دوا دی۔اور ٹائپ رائٹر کے ربن کو پستول کے ٹریگر اور دروازے کے ہینڈلوں کے گرد لپیٹ کر سیٹ اپ بنایا۔یہ تو ایک مثال ہے۔ورنہ اس سے بھی زیادہ دور از کار بے شمار قیاسات پیش کئے گئے۔

کچھ لوگوں نے سفیر کو پس منظر کی چھان بین کی۔لیکن وہ لاحاصل ثابت ہوئی۔سفیر ایک طویل سفارتی کیریئر کے اختتام کے قریب تھا۔ریٹائرمنٹ کے بعد اسے بے شمار مالی مراعات اور حامی منفعت ملنی تھی۔اس کی ازدواجی زندگی بے حد خوش گوار اور ہر زاویے سے بے حد کامیاب تھی۔اس کی زندگی صاف ستھری اور ہر طرح کے اسکینڈلز سے پاک تھی۔دنیا میں کم ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن کے پاس خودکشی کیلئے کوئی محرک، کوئی جواز موجود نہ ہو۔لیکن اینڈریو ڈوئیل ایسا ہی ایک شخص تھا، جسے خودکشی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اس کی بیوی سے پوچھ گچھ بھی بے نتیجہ ثابت ہوئی۔اس نے پوچھنے والوں کو اپنے شوہر کے ڈراؤنے خوابوں اور اس کے چیخ کر اٹھنے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔وہ بے حد سچائی سے سوچتی اور کھوجتی رہی تھی کہ کہیں اس نے ہی تو نادانستگی میں اپنے شوہر کو خودکشی کی طرف نہیں دھکیلا تھا۔مگر آخر میں اس کا مطمئن ضمیر ہی اس کا انعام تھا۔اور وہ بھی دوسروں کی طرح حیران تھی کہ شوہر نے خودکشی کیوں کی۔یہ وہ جانتی تھی کہ یہاں کسی دوسری عورت کا کوئی چکر نہیں تھا۔

جس وقت اینڈریو ڈوئیل کی لاش واشنگٹن لائی گئی، ڈیمین تھورن وائٹ ہاؤس کے اوول آفس میں صدر امریکہ کے سامنے بیٹھا تھا۔صدر صاحب فون پر کسی سے گفتگو کر رہے تھے۔

ڈیمین نے ڈیسک کو چھوا اور نرمی سے اپنی انگلیوں سے اسے تھپتھپایا۔اسے احساس تھا کہ اس وقت وہ عالمی سیاسی قوت کی بلند ترین چوٹی کے بہت قریب کھڑا ہے۔یہ وہی جگہ ہے، جہاں سے کینیڈی نے کیوبا کے معاملے میں خروشیف کے چیلنج کا جواب چیلنج سے دے کر ثابت کر دیا تھا کہ خروشیف کی دھمکی خالی خولی دھمکی تھی۔یہ وہ جگہ تھی جہاں نکسن نے بھری ہوئی آنکھوں کے ساتھ سنہری کسنجر کی رفاقت میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دعا کی تھی۔ یہ وہی جگہ تھی، جہاں جمی کارٹر تہران کے یرغمالیوں کے معاملے میں پریشان رہا تھا۔

لیکن ان حکمرانوں کی پریشانیاں موجودہ حکمران کی پریشانیوں کے سامنے بے حیثیت تھیں۔موجودہ صدر نے ایک بار کہا تھا......کسی بھی ملک کو لے لیں، آپ کو مسائل کا احساس ہو گا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 43

علیم الحق حقی

کہیں خونی انقلاب آرہا ہے تو کہیں اندرونی شورشیں مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔ اور جہاں بلاواسطہ مسائل نہیں ہیں تو وہاں آپ کو بالواسطہ مسائل نظر آئیں گے۔ لندن اور پیرس میں عرب ایک دوسرے کا خون بہارہے ہیں۔ ناٹو میں ٹوٹ پھوٹ ہو رہی ہے۔ روس کے تسلط سے آزاد ہونے والی ریاستیں ایٹمی ہتھیار لئے بیٹھی ہیں۔ جلد ہی معاشی بدحالی انہیں ایٹمی ہتھیار فروخت کرنے پر مجبور کر دے گی۔ یوں ایٹمی پھیلاؤ کا مسئلہ اور گمبھیر ہو جائے گا۔ بلفاسٹ سے تہران تک اور کابل سے میامی تک مسائل ہی مسائل تھے۔ پابندیوں کے باوجود صدام حسین عراق پر قابض تھا۔ اور افغانستان میں ملا عمر کے طالبان کی حکومت تھی۔

ڈیمین اس آفس میں خود کو بے حد پرسکون محسوس کر رہا تھا، جیسے وہ اسی کا آفس ہو۔ اس نے کھڑکی سے باہر روز گارڈن میں جھانکا۔ پھر اس نے پلٹ کر کینیڈی کے پورٹریٹ کو دیکھا۔ ٹی وی اور اخبارات کے کچھ مبصرین اسے کینیڈی برادران...... خاص طور سے رابرٹ کینیڈی سے مشابہ سمجھتے تھے۔

ڈیمین نے سوچا، مشابہت تو واقعی ہے۔ اس کی رنگت رابرٹ کینیڈی کے مقابلے میں سانولی تھی۔ لیکن لڑکوں جیسے خوبصورت نقوش دونوں میں مشترکہ تھے۔ دونوں عورتوں اور مردوں کیلئے یکساں طور پر پرکشش تھے۔ رابرٹ کینیڈی کے بھی اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے تعلقات رہے تھے۔ ڈیمین کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ دونوں دولت مند بھی تھے اور طاقت ور بھی۔ کینیڈی کا کیریئر دیومالائی لگتا تھا۔ اور اب ڈیمین اپنا کیریئر شروع کرنے والا تھا۔

اس نے سر گھما کر صدر امریکہ کو دیکھا۔ صدر نے معذرت طلب انداز میں کندھے جھٹکے۔ ٹیلی فون پر ہونے والی وہ گفتگو ان کے اندازے سے طویل ثابت ہو رہی تھی۔

''میں جانتا ہوں۔ لیکن......'' صدر کے لہجے میں فرسٹریشن تھا۔ ''میں اسے یا کسی اور کو اس سلسلے میں کوئی بیان نہیں دینا چاہتا۔ اس سے تو معاملات اور بگڑ جائیں گے۔'' ان کی انگلیاں میز کو تھپ تھپانے لگیں۔ یہ ان کے اضطراب کا اظہار تھا۔ ''اور سنو...... کیبل بھی بالکل واضح نہیں ہونا چاہئے...... بس یہ ہو کہ صدر نے بھی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ پہلے مجھے دکھا دینا۔''

بالآخر صدر نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ گزشتہ چھ ماہ کے دوران ان کے بالوں کی سفیدی میں کافی اضافہ ہوا تھا۔ اس وقت وہ تھکے ہوئے بھی لگ رہے تھے۔

ڈیمین سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''تمہیں یقین نہیں آئے گا اس بات پر'' صدر نے کہا۔ ''مصری حزب اختلاف کا مطالبہ ہے کہ اسوان ڈیم کو اڑانے پر اسرائیل کے خلاف جو قرارداد مذمت اس نے منظور کرائی ہے، اس کی امریکہ باقاعدہ تائید...... بلکہ توثیق کرے۔'' وہ بے یقینی سے نفی میں سر ہلانے لگے ''اب بتاؤ، ہمیں تو نہیں معلوم کہ ڈیم اسرائیل نے اڑایا ہے۔''

ڈیمین نے کندھے جھٹک دیئے۔ ''میرے خیال میں تو یہ کام این ایل ایف کا ہے۔''

صدر نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ خارجہ پالیسی ان کا کمزور پہلو تھا۔

''نیوبین لبریشن فرنٹ'' ڈیمین نے وضاحت کی۔ ''وہ مارکسسٹ نظریات کی حامل تنظیم ہے۔ ڈیم بننے کے بعد سے وہ مسلسل اس پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ ڈیم ان کی سرزمین کیلئے نقصان دہ ہے۔ اور اب یہ دعویٰ درست ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ ڈیم ٹوٹنے کے نتیجے میں ان کی زمین کا آدھا حصہ زیر آب آ گیا ہے۔''

صدر کے انداز سے لگتا تھا کہ ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا ہے۔

ڈیمین نے اپنی بات جاری رکھی ''آپ کو یاد ہوگا جناب صدر کہ جب ڈیم تعمیر ہو رہا تھا تو کچھ بیش بہا اور نادر مجسموں کو بچانے کیلئے ایک مہم ترتیب دی گئی تھی......''

''ہاں...... یاد آیا''

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

کہیں خونی انقلاب آرہا ہے تو کہیں اندرونی شورشیں مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔ اور جہاں بلاواسطہ مسائل نہیں ہیں تو وہاں آپ کو بالواسطہ مسائل نظر آئیں گے۔ لندن اور پیرس میں عرب ایک دوسرے کا خون بہارہے ہیں۔ ناٹو میں ٹوٹ پھوٹ ہورہی ہے۔ روس کے تسلط سے آزاد ہونے والی ریاستیں ایٹمی ہتھیار لئے بیٹھی ہیں۔ جلد ہی معاشی بدحالی انہیں ایٹمی ہتھیار فروخت کرنے پر مجبور کردے گی۔ یوں ایٹمی پھیلاؤ کا مسئلہ اور گمبھیر ہوجائے گا۔ بلفاسٹ سے تہران تک اور کابل سے میامی تک مسائل ہی مسائل تھے۔ پابندیوں کے باوجود صدام حسین عراق پر قابض تھا۔ اور افغانستان میں ملاعمر کے طالبان کی حکومت تھی۔

ڈیمین اس آفس میں خود کو بے حد پرسکون محسوس کررہا تھا، جیسے وہ اسی کا آفس ہو۔ اس نے کھڑکی سے باہر روز گارڈن میں جھانکا۔ پھر اس نے پلٹ کر کینیڈی کے پورٹریٹ کو دیکھا۔ ٹی وی اور اخبارات کے کچھ مبصرین اسے کینیڈی برادران...... خاص طور سے رابرٹ کینیڈی سے مشابہ سمجھتے تھے۔

ڈیمین نے سوچا، مشابہت تو واقعی ہے۔ اس کی رنگت رابرٹ کینیڈی کے مقابلے میں سانولی تھی۔ لیکن لڑکوں جیسے خوبصورت نقوش دونوں میں مشترکہ تھے۔ دونوں عورتوں اور مردوں کیلئے یکساں طور پر پرکشش تھے۔ رابرٹ کینیڈی کے بھی اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے تعلقات رہے تھے۔ ڈیمین کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ دونوں دولت مند بھی تھے اور طاقت ور بھی۔ کینیڈی کا کیریئر دیومالائی لگتا تھا۔ اور اب ڈیمین اپنا کیریئر شروع کرنے والا تھا۔

اس نے سر گھما کر صدر امریکہ کو دیکھا۔ صدر نے معذرت طلب انداز میں کندھے جھٹکے۔ ٹیلی فون پر ہونے والی وہ گفتگو ان کے اندازے سے طویل ثابت ہورہی تھی۔

''میں جانتا ہوں۔ لیکن...... '' صدر کے لہجے میں فرسٹریشن تھا۔ ''میں اسے یا کسی اور کو اس سلسلے میں کوئی بیان نہیں دینا چاہتا۔ اس سے تو معاملات اور بگڑ جائیں گے۔'' ان کی انگلیاں میز کو تھپ تھپانے لگیں۔ یہ ان کے اضطراب کا اظہار تھا۔ ''اور سنو...... کیبل بھی بالکل واضح نہیں ہونا چاہئے...... بس یہ ہو کہ صدر نے بھی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ پہلے مجھے دکھا دینا۔''

بالآخر صدر نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ گزشتہ چھ ماہ کے دوران ان کے بالوں کی سفیدی میں کافی اضافہ ہوا تھا۔ اس وقت وہ تھکے ہوئے بھی لگ رہے تھے۔

ڈیمین سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''تمہیں یقین نہیں آئے گا اس بات پر'' صدر نے کہا۔ ''مصری حزب اختلاف کا مطالبہ ہے کہ اسوان ڈیم کو اڑانے پر اسرائیل کے خلاف جو قرارداد مذمت اس نے منظور کرائی ہے، اس کی امریکہ باقاعدہ تائید...... بلکہ توثیق کرے۔'' وہ بے یقینی سے نفی میں سر ہلانے لگے ''اب بتاؤ ہمیں تو نہیں معلوم کہ ڈیم اسرائیل نے اڑایا ہے۔''

ڈیمین نے کندھے جھٹک دیئے۔ ''میرے خیال میں تو یہ کام این ایل ایف کا ہے۔''

صدر نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ خارجہ پالیسی ان کا کمزور پہلو تھا۔

''نیو مین لبریشن فرنٹ'' ڈیمین نے وضاحت کی۔ ''وہ مارکسسٹ نظریات کی حامل تنظیم ہے۔ ڈیم بننے کے بعد سے وہ مسلسل اس پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ ڈیم ان کی سرزمین کیلئے نقصان دہ ہے۔ اور اب یہ دعویٰ درست ثابت ہورہا ہے۔ کیونکہ ڈیم ٹوٹنے کے نتیجے میں ان کی زمین کا آدھا حصہ زیر آب آگیا ہے۔''

صدر کے انداز سے لگتا تھا کہ ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا ہے۔

ڈیمین نے اپنی بات جاری رکھی ''آپ کو یاد ہوگا جناب، صدر کہ جب ڈیم تعمیر ہورہا تھا تو کچھ بیش بہا اور نادر مجسموں کو بچانے کیلئے ایک مہم ترتیب دی گئی تھی......''

''ہاں...... یاد آیا''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 45

علیم الحق حقی

''ایک مجسمہ رعمسیس دوم کا تھا۔ آثار قدیمہ کے لحاظ سے تو وہ بڑی کامیابی تھی۔ لیکن جو ایک لاکھ نیو مین بے گھر ہوئے تھے، وہ مجسمہ ان کے آفس تو نہیں پہنچ سکتا تھا۔''

''اس سلسلے میں اقوام متحدہ نے کوئی اپیل بھی تو کی تھی۔ ہے نا؟''

''جی ہاں جناب۔''

صدر آگے کی طرف جھکا۔ ''تمہیں یہ سب کیسے معلوم؟''

ڈیمین باہر لان کی طرف دیکھنے لگا۔ ''تمہاری ایک امدادی ٹیم نے بتایا۔ مصر کی امدادی ٹیموں سے پہلے وہ وہاں پہنچا تھا۔ وہاں ان کے مقامی رابطے بھی ہیں۔ انہیں ان سے بہت کام کی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔''

''میں ان کی رپورٹ دیکھنا چاہوں گا۔'' صدر نے کہا۔

''وہ غیر سرکاری رپورٹ ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھئے گا۔''

صدر نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ ''یہ جتانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ اس میں اسرائیل کا ہاتھ نہیں۔ اس بات کی بڑی اہمیت ہے۔ یوں ہم مشرق وسطیٰ میں بھڑکنے والی آگ کو روک سکتے ہیں۔''

ڈیمین چند لمحے چپ رہا۔ جیسے نتائج و عواقب پر غور کر رہا ہو۔ ''پہلے میں اسے خود چیک کروں گا۔'' بالآخر اس نے کہا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ کوئی جھوٹی اطلاع وائٹ ہاؤس کے توسط سے باہر جائے۔''

صدر نے سر ہلایا۔

چند لمحے بعد ڈیمین نے سر گھما کر کینیڈی کے پورٹریٹ کو دیکھا۔ ''ایک اور بات ہے جناب۔'' اس نے محتاط لہجے میں کہا۔ ''مجھے ڈر ہے کہ میں یہ عہدہ قبول نہیں کر سکوں گا اگر میں برطانیہ کا سفیر بن گیا تو مجھے تھورن انڈسٹریز کا کنٹرول چھوڑنا پڑے گا اور میں......''

''ارے نہیں...... ہرگز نہیں۔'' صدر نے جلدی سے اس کی بات کاٹ دی۔ ''اس کی تم فکر نہ کرو۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔''

ڈیمین نے اسے بہت غور سے دیکھا۔ وہ بناوٹی حیرت کا اظہار تھا۔ ''لیکن جناب، یہ تو خلاف قانون......''

صدر مسکرایا۔ اسے ڈیمین کی دیانت داری اچھی لگی تھی۔ وہ عہدہ تو کسی کو بھی پیش کیا جاتا تو وہ آنکھیں بند کر کے قبول کر لیتا۔ اس عہدے سے کوئی منہ نہیں پھیر سکتا تھا اور ڈیمین کو تو ساری دنیا میں انسانی فلاح و بہبود کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ وہ بلاتفریق پوری انسانیت کے لئے کام کر رہا تھا۔ اس حوالے سے اس کی بڑی عزت تھی۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ کسی نے اعتراض کیا تو پریس والے ہی اعتراض کرنے والے کے چیتھڑے اڑا دیں گے۔ بہرحال یہ ڈیمین کا بڑا پن تھا کہ اس نے قانون کا احترام کیا اور خیال رکھا۔

''ہمیں قانون میں لچک پیدا کرنی ہوگی۔'' صدر کا لہجہ ایسا تھا، جیسے معاملہ نمٹا دیا گیا ہے۔

لیکن ڈیمین کے نزدیک ایسا نہیں تھا۔ ''میری دو شرطیں بھی ہیں اس سلسلے میں۔'' اس نے صدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ بھی بتا دو۔'' صدر نے کوشش کی کہ اس کے چہرے سے وہ اطمینان ظاہر نہ ہو، جو وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ اس بات پر کہ ڈیمین کے انداز سے یقینی طور پر ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ عہدہ قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے وہ سیاست سے بچتا رہا تھا اور اس نے کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ کس کے ساتھ ہے۔ وہ ہمیشہ غیر جانبداری کا تاثر چھوڑتا تھا، لیکن اب وہ ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق جوڑ رہا تھا اور یہ بڑی اہم بات تھی۔ اب تھورن کارپوریشن کی طرف سے بھاری عطیات صرف ڈیموکریٹک پارٹی کو ملیں گے۔

''پہلی بات یہ کہ میں یہ عہدہ صرف دو سال کے لئے قبول کروں گا۔ کیونکہ اس کے بعد مجھے سینیٹ کا الیکشن لڑنا ہے۔''

صدر نے اقرار میں سر ہلایا۔ یہ شرط اس کے لئے خلاف توقع نہیں تھی۔

''دوسرے مجھے یوتھ کونسل کی صدارت چاہئے۔''

صدر کچھ پریشان نظر آنے لگا۔ یہ شرط اس کیلئے یک سر خلاف توقع تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ڈیمین کو اس عہدے کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ مگر پھر اسے یاد آ گیا۔ ڈیمین ہمیشہ اپنی تقریروں میں نوجوانوں کا تذکرہ کرتا تھا۔ وہ اس کے اندر کی کوئی تشنگی اور اس کے نتیجے میں ابھرنے والی پکار تھی۔ شاید اس کا تعلق اس کے ماضی سے...... اس کے پس منظر سے تھا۔ وہ صرف چھ سال کا تھا تو اس کا باپ ایسے خوفناک اور ڈرامائی انداز میں مارا گیا تھا کہ اگر وہ نہ مارا جاتا تو آج خود ڈیمین زندہ نہ ہوتا۔ اس کے بعد اس کے چچا نے اس کی پرورش کی۔ چچا زاد بھائی اس کیلئے سگے بھائی کی طرح تھا۔ پہلے تو وہ چچا زاد بھائی سے محروم ہوا۔ پھر بیک وقت چچا اور چچی اس کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے نکل گئے...... اسے بالکل اکیلا اور تنہا چھوڑ کر۔ یہ سب اس کی زندگی کے زخم تھے...... کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم! صدر نے سوچا، بعد میں کبھی کسی غیر رسمی ملاقات کے دوران وہ اس موضوع پر گفتگو کرے گا۔

مگر اس وقت تو اس کی یہ دوسری شرط مسئلہ بن گئی تھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر ڈیمین کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔ ''سوری ڈیمین، میں اس عہدے کے لئے فوسٹر سے وعدہ کر چکا ہوں۔''

''مجھے احساس ہے کہ یہ آپ کے لئے اچھا خاصا مسئلہ ہے۔'' ڈیمین صدر کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

ایک لمحے کو تو صدر بھی اسے دیکھتا رہا۔ مگر پھر اس کی نظریں جھک گئیں۔ اس نے ایک نوٹ پیڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

ڈیمین نے جان لیا کہ وہ جیت گیا ہے۔

''وہ کیا کہہ رہے تھے تم...... این ایل......'' صدر نے قلم اٹھاتے ہوئے کہا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 46

علیم الحق حقی

''این ایل ایف''۔ڈیمین نے کہا۔''نیو بین لبریشن فرنٹ۔''

صدر نے پیڈ پر لکھ لیا اور انٹر کام پر ایک بٹن دبایا۔''سینڈرا...... ذرا کریگ کو اندر بھیج دو۔'' وہ سوئچ آف کرنے ہی والا تھا کہ اسے جیسے اچانک کچھ یاد آ گیا۔''اور ہاں سینڈرا، یہ نہ بھولنا کہ سینچر کو ہمیں بال گیم میں جانا ہے۔'' اس نے سر اٹھا کر ڈیمین کو دیکھا۔''تم بھی چلو نا۔ جوڈی اور بچے بھی جا رہے ہیں۔''

ڈیمین نے نفی میں سر ہلایا۔''سوری سر۔ ہفتے کو میں پورے دن مصروف ہوں۔''

صدر نے انٹر کام کا سوئچ آف کیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ پھر ایک جوان آدمی نے دروازہ کھولا۔ اندر آ کر وہ صدر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''کریگ، میں تمہیں برطانیہ میں اپنے نئے سفیر سے ملوانا چاہتا ہوں۔ یہ ہیں ڈیمین تھورن۔'' صدر نے کہا۔

جوان آدمی نے ہاتھ ملایا اور ڈیمین کو مبارکباد دی۔

''آئزن برگ سے کہو کہ اس سلسلے میں پریس ریلیز تیار کر دے۔''

''بہت بہتر جناب صدر۔''

وہ جانے کے لئے مڑا۔ ڈیمین نے عجیب سی نظروں سے صدر کو دیکھا۔

''اور ہاں کریگ۔'' صدر نے کہا۔ وہ ڈیمین کی نگاہوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا۔''پریس ریلیز میں یہ بھی شامل کرا دینا کہ مسٹر ڈیمین تھورن کو اقوام متحدہ کی یوتھ کونسل کا صدر بھی نامزد کیا گیا ہے۔''

کریگ حیران نظر آیا۔''لیکن جناب صدر، میرا خیال تھا کہ......''

''جیسا میں کہتا ہوں تم ویسا ہی کرو۔'' صدر نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''جی جناب صدر۔''

صدر اسے جاتا دیکھتا رہا۔ پھر وہ ڈیمین کی طرف مڑا تو اس کی مشہور زمانہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر مچل رہی تھی۔ ٹی وی پر قومی خطاب کے دوران ہمیشہ وہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر چپکی رہتی تھی اور جب بھی وہ کسی مشکل میں ہوتا تو وہ مسکراہٹ اور کشادہ ہو جاتی۔

صدر نے ڈیمین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔''تمہارے والد زندہ ہوتے تو انہیں تم پر فخر ہوتا ڈیمین......'' وہ اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اسے رابرٹ تھورن کی مدح سرائی کرنی تھی کہ وہ امریکا کا عظیم فرزند اور برطانیہ میں امریکا کی نمائندگی کرنے والا بہترین سفیر تھا اور آج وہ زندہ ہوتا تو اپنے بیٹے کی تقرری پر بہت خوش ہوتا۔ لیکن جس خوفناک صورتحال میں اور جس الم انداز میں اس کی موت۔

لیکن ڈیمین نے اس کی بات کاٹ دی اور اسے یہ سب کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔''میں آپ کے جذبات کی دل سے قدر کرتا ہوں جناب۔'' اس نے صدر سے ہاتھ ملاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

ہاتھ ملاتے ہوئے وہ دونوں مسکرائے۔ لیکن صدر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں تیز اور سرد سنسناہٹ کا احساس ہوا...... ڈیمین کی خود اعتمادی ایسی تھی کہ اس نے پہلے کسی اور میں نہیں دیکھی تھی۔ صدر کو ایسا لگ رہا تھا کہ یہ ڈیمین کا آفس ہے اور وہ اس سے ملاقات کے لئے آیا ہے۔ اب ڈیمین کو رخصت ہوتے دیکھ کر اسے احساس ہو رہا تھا کہ ڈیمین نے ایک بار بھی آنجہانی سفیر اینڈریو ڈوائل کا تذکرہ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ہر ملنے والے نے اینڈریو ڈوائل کی موت پر صدمے اور گہرے دکھ کا اظہار کیا تھا۔ لیکن ڈیمین نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ اس کے نزدیک جیسے سابق سفیر اب قصہ پارینہ تھا، جس کا تذکرہ کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

ٹیفر کنگسلے اپنی میز پر بیٹھا تھا کہ اس کی سیکریٹری نے بزر دیا۔''ایک کمیٹی آپ سے ملنے آئی ہے مسٹر کنگسلے۔''

''کمیٹی؟''

''جی ہاں جناب۔''

''ٹھیک ہے۔ انہیں اندر بھیج دو۔''

کے آئی جی کے مختلف محکموں کے سپروائزر دفتر میں داخل ہوئے۔''ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے مسٹر کنگسلے۔''

''تشریف رکھئے۔''

وہ لوگ بیٹھ گئے۔

''بتایئے...... کیا مسئلہ ہے؟''

''آپ کے بھائی کے ساتھ جو کچھ ہوا، اس کے بعد ہم سب فکر مند ہیں جناب۔ کے آئی جی قائم رہ سکے گی؟'' ان میں سے ایک فورمین نے کہا۔

ٹیفر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔''میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ فی الحال تو میں خود شاک میں ہوں۔ اینڈریو کے ساتھ جو ہوا، مجھے اس پر یقین نہیں آ رہا۔'' چند لمحے وہ پرخیال انداز میں سوچتا رہا۔ پھر بولا۔''میں یقین سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کے آئی جی کو قائم رکھنے کے لئے میں سر توڑ کوشش کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور آپ لوگوں کو صورتحال سے باخبر بھی رکھوں گا۔''

ان سب نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اینڈریو کو اسپتال سے چھٹی ملی تو ٹیفر اسے کے آئی جی کی حدود میں بنے ایک اسٹاف ہاؤس میں لے آیا۔ وہاں اس کا خیال بہتر طور پر رکھا جا سکتا تھا اور ٹیفر نے اسے برابر والا آفس بھی دے دیا۔

کے آئی جی کے ملازمین کے لئے اینڈریو کا وجود نشان عبرت تھا۔ وہ اسے ایک غیر معمولی طور پر ذہین اور چوکس سائنس دان کی حیثیت سے جانتے تھے۔ مگر اب وہ کیا تھا...... محض ایک زومبی۔ زیادہ وقت وہ اپنی کرسی پر بیٹھا کھڑکی سے باہر دیکھتا رہتا۔ اس کی کیفیت نیم بیداری کی سی ہوتی۔ لیکن بہر حال کے آئی جی واپس آ کر وہ خوش تھا۔ حالانکہ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 47

علیم الحق حقی

نہ وہ کچھ سمجھ سکتا تھا اور نہ ہی اسے اس سے کوئی غرض یا کوئی پرواتھی۔ کے آئی جی کے ملازمین یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوتے تھے کہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ٹیمز کا برتاؤ کس قدر مشفقانہ ہے...... اور وہ اس کا کس طرح خیال رکھتا ہے۔

کے آئی جی کا ماحول راتوں رات بدل گیا۔ اینڈریو جب اسے چلا رہا تھا تو اس کا انداز سرسری اور غیر رسمی تھا۔ مگر اب اسے کاروباری اور بے حد رسمی انداز میں چلایا جا رہا تھا۔ ٹیمز کمپنی کے لئے موکل تلاش کرنے کے لئے ایجنٹوں کو بھیجتا تھا، جنہیں معاملات طے ہو جانے پر کمیشن دیا جاتا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ کاروبار بہت تیزی سے پھیل رہا تھا۔

ادھر پاؤلا کے الوداعی نوٹ کی خبر کے آئی جی کے ہر فرد کو ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے وہ سب ٹیمز کی شادی کے لئے ذہنی طور پر تیار تھے۔ انہیں افسوس تھا کہ ٹیمز پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ایک طرف اس کا بھائی زندہ درگور ہو گیا تو دوسری طرف اس کی محبت اس سے چھن گئی۔ اب وہ سب اپنے اپنے طور پر قیاس آرائیاں کرتے تھے کہ ٹیمز کا ردعمل کیسا ہوگا۔

دو دن بعد ٹیمز نے اخبار میں اعلان پڑھ لیا کہ اس کی ہونے والی بیوی نے میڈیا ٹائی کون اور مشہور ارب پتی منڈ بار کلے سے شادی کر لی ہے۔ ٹیمز میں اس کے بعد صرف ایک تبدیلی آئی۔ وہ بے حد متلون مزاج ہو گیا اور کام کے سلسلے میں جو اس کے اخلاقی ضابطے تھے، وہ اور زیادہ سخت ہو گئے۔ ہر صبح وہ دو گھنٹے سرخ اینٹوں والی عمارت میں صرف کرتا۔ وہاں وہ اس پروجیکٹ پر کام کرتا، جس کے بارے میں وہ حد سے زیادہ رازداری برت رہا تھا۔

ایک شام ٹیمز کو ایک اونچی آئی کیو سوسائٹی مینسا میں خطاب کی دعوت دی گئی۔ کیونکہ کے آئی جی کے بہت سے ملازمین اس سوسائٹی کے ممبر تھے، اس لئے ٹیمز نے وہ دعوت قبول کر لی۔

اگلی صبح ٹیمز ہیڈ کوارٹر پہنچا تو اس کے ساتھ ایک ایسی حسین عورت تھی کہ اس کے اسٹاف کے لوگ اسے دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔ اپنے چہرے کے نقوش، زیتونی رنگت، سیاہ آنکھوں اور اپنے جسم کے پیچ وخم سے وہ لاطینی لگ رہی تھی۔

ٹیمز نے اسے اپنے اسٹاف سے متعارف کرایا۔ ''یہ سباستینا کورٹیز ہیں۔ رات مینسا کے اجتماع سے انہوں نے بھی خطاب کیا تھا اور یہ بہت اچھا بولی تھیں۔''

ٹیمز کے انداز میں ایک دم سے شگفتگی اور تازگی آ گئی تھی۔ وہ سباستینا کو اپنے آفس میں لے گیا۔ ایک گھنٹہ وہ اندر رہے اور جب باہر آئے تو انہوں نے ٹیمز کے پرائیویٹ ڈائننگ روم میں دوپہر کا کھانا ساتھ ہی کھایا۔

اسٹاف کے ایک فرد نے سباستینا کورٹیز کو انٹرنیٹ پر تلاش کیا۔ وہ ارجنٹائن کے مقابلہ حسن میں ایک بار منتخب ہو چکی تھی۔ اس کی رہائش سنسنائی میں تھی ایک بڑے اور اہم کاروباری ادارے کے مالک سے اس کی شادی ہوئی تھی۔

وہ دونوں لنچ کر کے دوبارہ ٹیمز کے آفس میں چلے گئے۔ وہاں غلطی سے انٹر کام کا بٹن دبا رہ گیا تھا۔ اس لئے اندر کی گفتگو باہر بھی سنی جاتی رہی۔

''تم فکر نہ کرو ڈارلنگ۔ ہم کوئی نہ کوئی ترکیب نکال لیں گے۔'' ٹیمز کہہ رہا تھا۔

تمام سیکریٹریز انٹر کام کے گرد جمع ہو گئیں اور بہت شوق سے ان کی باتیں سننے لگیں۔

''ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ میرا شوہر بہت حاسد طبیعت کا ہے۔''

''یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ایسا بندوبست کروں گا کہ ہم ہمیشہ رابطے میں رہیں گے۔''

سب کو پتا چل گیا کہ وہاں کیا چکر چل رہا ہے اور لطف کی بات یہ کہ سب اس میں خوش تھے۔ سیکریٹریوں کی تو باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

''مجھے افسوس ہے کہ تم اتنی جلدی واپس جا رہی ہو۔''

''افسوس تو مجھے بھی ہے۔ لیکن مجبوری ہے۔ جانا تو پڑے گا۔''

ٹیمز اور سباستینا آفس سے نکلے تو بہت خوش تھے۔ ان کی جوڑی بہت شاندار لگ رہی تھی۔ اسٹاف بھی خوش تھا کہ ٹیمز کو پتا بھی نہیں چلا اور وہ سب کچھ سنتے رہے۔

سباستینا کے روانہ ہوتے ہی ٹیمز نے اپنے کمرے میں ایک خاص فون لگوایا۔ اسے ریسیو کرنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔

اس کے بعد سے ہر روز وہ اس سنہرے انسٹرومنٹ پر سباستینا سے بات کرتا اور ہر مہینے کے آخر میں کہیں طویل ویک اینڈ منانے جاتا۔ واپسی پر وہ بہت تازہ دم اور خوش وخرم دکھائی دیتا۔ اس نے کبھی کسی کو نہیں بتایا کہ وہ کہاں جاتا ہے۔ لیکن سب جانتے تھے کہ وہ سباستینا کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔

ٹیمز کی زندگی پھر سے رومانوی ہو گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں اس میں بڑی خوشگوار تبدیلی آئی تھی، جس سے سبھی خوش تھے۔

ڈیانا اسٹیونز کی سماعت میں وہ الفاظ نقش ہو کر رہ گئے تھے۔ ''میں رون جونز بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی نئی ہدایات کے عین مطابق جو کہ آپ کی سیکریٹری نے مجھ تک پہنچائیں، ایک گھنٹہ پہلے ہم نے آپ کے شوہر کی لاش کو جلا دیا ہے۔''

اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دکھ نے اسے ایسا نڈھال کر دیا ہو کہ اپنی ہی بے خبری میں اس نے اس طرح کی ہدایت کی ہو؟ نہیں...... ناممکن! پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی کوئی سیکریٹری نہیں تھی۔ ہاں، یہ ممکن ہے کہ تدفینی ادارے کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو۔ ہدایت کسی اور کے لئے ہو اور انہوں نے اسے رچرڈ سے منسوب کر ڈالا ہو۔

بہرحال انہوں نے ایک خوبصورت مرتبان میں رچرڈ کی راکھ اسے بھجوا دی تھی۔ وہ بیٹھی اس راکھ کو تکتی رہی۔ کیا یہ رچرڈ ہے؟ کیا اس میں رچرڈ کے قہقہے چھپے ہیں؟ وہ بازو جو اس کی پناہ گاہ تھے...... وہ ذہن، جو حس مزاح بھی رکھتا تھا اور حساسیت بھی۔ وہ آواز جو اسے...... آئی لو یو...... کہا کرتی تھی، وہ خواب، وہ محبتیں، وہ سارے جذبے...... کیا وہ سب کچھ اس چھوٹے سے مرتبان میں سما سکتا ہے!

ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔ ''مسز اسٹیونز؟'' دوسری طرف سے کسی نے پوچھا۔

''جی فرمایئے۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 48

علیم الحق حقی

''میں ٹیمز کنکسلے کے دفتر سے بات کر رہا ہوں۔ مسٹر کنکسلے چاہتے ہیں کہ آپ ان سے ملاقات کیلئے تشریف لائیں۔ انہیں بڑی خوشی ہوگی......''

یہ دو دن پہلے کی بات تھی اور اب ڈیانا کے آئی جے کے ہیڈ کوارٹر میں استقبالیہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟'' استقبالیہ کلرک نے کہا۔

''میرا نام ڈیانا اسٹیونز ہے۔ مسٹر ٹیمز کنکسلے سے میری ملاقات طے ہے۔''

''اوہ مسز اسٹیونز۔ ہم سب کو مسٹر اسٹیونز کی موت کا بہت دکھ ہے۔ وہ بہت الم ناک واقعہ تھا......''

''جی......جی ہاں۔'' ڈیانا کی آواز بھرا گئی۔

ٹیمز ریٹا ٹاکلر سے بات کر رہا تھا۔ ''ابھی میری دو ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ ان کی مکمل اسکیننگ چاہئے مجھے۔''

''جی سر۔'' ریٹا نے جواب دیا اور آفس سے نکل آئی۔ ٹیمز اسے دیکھتا رہا۔

اسی وقت انٹرکام چیخا۔ ''مسٹر کنکسلے مسز اسٹیونز آپ سے ملاقات کے لئے آئی ہیں۔''

ٹیمز نے اپنی میز پر لگے الیکٹرونک پینل پر ایک بٹن دبایا اور دیوار پر لگے بہت سے مانیٹرز میں سے ایک کی اسکرین پر ڈیانا اسٹیونز نظر آئی۔ وہ سفید بلاؤز اور سفید دھاریوں والا نیلا اسکرٹ پہنے ہوئے تھی۔ اس کا چہرہ بہت پیلا لگ رہا تھا۔

''اسے اندر بھیج دو پلیز۔''

ڈیانا دروازے میں نمودار ہوئی تو ٹیمز اس کے خیر مقدم کے لئے اٹھا۔ ''آپ کی آمد کا شکریہ مسز اسٹیونز۔''

ڈیانا نے سر کو تفہیمی جنبش دیتے ہوئے کہا۔ ''گڈ مارننگ۔''

''بیٹھ جایئے......پلیز۔''

ڈیانا اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

''یہ کہنے کی تو میرے خیال میں ضرورت نہیں کہ آپ کے شوہر کے بہیمانہ قتل سے ہم سب کو شاک لگا ہے۔ اس بات پر یقین رکھیں کہ ذمے دار افراد کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا......''

خاک میں خاک، راکھ میں راکھ......مرتبان میں راکھ! ڈیانا نے سوچا۔

''آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ سے کچھ سوال کروں۔''

''جی ضرور؟''

''آپ کے شوہر اپنے کام کے متعلق آپ سے گفتگو کرتے تھے؟''

ڈیانا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں۔ کیونکہ ان کے کام کی نوعیت تیکنیکی تھی اور میں ٹیکنیکل باتیں سمجھ ہی نہیں سکتی۔''

ہال کے اندرونی حصے میں نگرانی کرنے والے کمرے میں ریٹا ٹاکلر نے آواز شناخت کرنے والی مشین چلا دی تھی۔ آواز کا تجزیہ ٹی وی اسکرین پر ریکارڈ ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ ٹیمز کے کمرے کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ بھی جاری تھی۔

''میں جانتا ہوں کہ اس موضوع پر بات کرنا آپ کے لئے کتنا تکلیف دہ ہے۔'' ٹیمز نے کہا۔ ''لیکن یہ ضروری ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ اپنے شوہر کے منشیات کے کاروبار کے بارے میں آپ کس حد تک جانتی ہیں؟''

ڈائنا اسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ وہ اس کے لئے بہت بڑا شاک تھا۔ چند لمحے تو وہ گنگ بیٹھی رہی۔ پھر سنبھلتے ہی اس نے کہا۔

''یہ......یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ رچرڈ ایسا آدمی نہیں تھا۔ وہ کبھی اس طرح کی سرگرمیوں میں ملوث نہیں......''

''مسز اسٹیونز، پولیس کو اس کی جیب میں سے مافیا کا ایک دھمکی آمیز نوٹ ملا ہے۔ اور......''

ڈیانا کے لئے تو یہ سوچنا ہی ناممکن تھا۔ رچرڈ اس کی بے خبری میں ایک اور......خفیہ زندگی گزارتا ہوگا؟ نہیں! نہیں!! نہیں!!! اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور سارا خون جیسے سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا تھا۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ مافیا والوں نے اسے سزا دینے کے لئے رچرڈ کو قتل کیا۔ وہ سوچ رہی تھی۔

''مسٹر کنکسلے، رچرڈ ہرگز ایسا......''

ٹیمز کے لہجے میں ہمدردی تھی۔ لیکن تیقن بھی تھا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو تکلیف پہنچا رہا ہوں۔ لیکن درحقیقت میں کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کے شوہر کی موت کے واقعے کو گہرائی تک دیکھوں اور سمجھوں۔''

اس کی گہرائی تو میں ہوں۔ ڈیانا نے سوچا۔ میں ہی اس کی موت کا سبب بنی ہوں۔ میں الٹیری کے خلاف گواہی نہ دیتی تو رچرڈ نہ مارا جاتا۔

ٹیمز کنکسلے اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ''میں آپ کو زیادہ دیر نہیں روکوں گا مسز اسٹیونز۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے زخم ہرے ہو رہے ہیں۔ ہم بعد میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے، آپ کو کوئی ایسی بات یاد آ جائے جو اس معمے کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہو۔ ایسا ہو تو آپ پلیز مجھے فون کر دیجئے گا۔'' اس نے دراز کھول کر ابھرے ہوئے حروف والا خوب صورت بزنس کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ ''اس میں میرا ذاتی سیل فون نمبر بھی ہے۔ اس پر آپ کسی بھی وقت مجھ سے رابطہ کر سکتی ہیں......دن ہو یا رات۔''

ڈیانا نے کارڈ لے کر دیکھا۔ اس پر ٹیمز کا نام اور موبائل فون کا نمبر تھا۔ وہ اٹھی تو اس کی ٹانگوں میں لرزش تھی۔

''میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس اذیت ناک مرحلے سے گزارا۔ لیکن ایک بات اور میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو میری ضرورت پڑے تو میں آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔''

ڈیانا کیلئے بولنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ ''شکریہ......آپ کا......میں......'' پھر وہ پلٹی اور کمرے سے نکل آئی۔

وہ استقبالیہ کمرے کے قریب پہنچی تو اسے استقبالیہ کلرک کی آواز سنائی دی۔ ''اگر میں توہم پرست ہوتی تو یہی سمجھتی کہ کے آئی جی کو کسی کی بددعا لگی ہے۔ یقین کریں مسز ہیرس، آپ کے شوہر کی موت کا ہم سب کو بہت افسوس ہے۔ ایسی خوفناک موت......''

ڈیانا کو وہ لفظ جانے پہچانے لگے۔ نجانے اس عورت کے شوہر کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہوگا۔ ڈیانا نے سر گھما کر اس عورت کو دیکھا تو دیکھتی رہ گئی۔ وہ ایک سیاہ فام امریکی عورت تھی۔ ایسی خوبصورت کہ وہ عورت ہو کر بھی اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔ اس کی انگلی میں شادی کی انگوٹھی بھی تھی۔

ڈیانا کو نجانے کیوں یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس کیلئے اس عورت سے ملنا اور بات کرنا بہت ضروری ہے۔ مگر وہ جیسے ہی اس کی طرف بڑھی، وہ ٹیمز کی سیکریٹری کے ساتھ ٹیمز کے کمرے کی طرف چل دی۔

ڈیانا اسے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

ٹیمز نے کھڑے ہو کر کیلی ہیرس کا خیر مقدم کیا۔ ''آپ کی آمد کا شکریہ مسز ہیرس۔ سفر کیسا رہا؟''

''جی......ٹھیک تھا۔ شکریہ۔''

''آپ کچھ لیں گی......کافی یا......؟''

کیلی نے نفی میں سر ہلایا۔

''میں جانتا ہوں مسز ہیرس کہ یہ وقت آپ کے لئے کتنا سخت ہے۔ لیکن میں آپ سے چند ضروری سوال کرنا چاہتا ہوں۔''

نگرانی والے کمرے میں ریٹا ٹاکلر ٹی وی اسکرین پر کیلی کو دیکھ رہی تھی۔ ریکارڈنگ بھی جاری تھی۔

''جی......پوچھئے۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 49

علیم الحق حقی

''آپ اپنے شوہر سے بہت قریب تھیں نا؟''

''جی ہاں۔ بہت زیادہ قریب۔''

''یہ بتایئے، کیا وہ آپ کے ساتھ سچے اور مخلص تھے؟''

کیلی کی نگاہوں سے الجھن جھانکنے لگی۔ ''مارک سے زیادہ سچا اور ایماندار آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہم نے کبھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپایا۔ ہمارے کوئی راز، راز نہیں تھا۔ وہ......'' اس کا گلا رندھ گیا۔ اس سے کچھ کہا نہیں گیا۔

''وہ اپنے کام کے متعلق آپ سے بات کرتا تھا؟''

''نہیں۔ دراصل مارک کا کام نہایت پیچیدہ نوعیت کا تھا۔ ہمارے درمیان اس موضوع پر کبھی بات نہیں ہوئی۔''

''آپ کے اور مارک کے دوستوں میں روسی بھی تھے؟''

کیلی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی الجھن اور بڑھ گئی تھی۔ ''میری سمجھ میں نہیں آتا مسٹر کنگسلے کہ آپ یہ کس طرح کے سوال......''

''آپ کے شوہر نے آپ کو نہیں بتایا کہ وہ ایک بہت بڑی ڈیل کرنے والے ہیں، جس میں انہیں کثیر دولت ملے گی۔''

کیلی اب پریشان ہو گئی تھی۔ ''اگر ایسا ہوتا تو مارک نے مجھے ضرور بتایا ہوتا۔''

''مارک نے کبھی آپ کو اولگا کے بارے میں بھی بتایا تھا؟''

کیلی کو اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی۔ ''مسٹر کنگسلے، آپ مجھے صاف صاف بتائیں، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟''

''پیرس کی پولیس کو آپ کے شوہر کی جیب میں ایک رقعہ ملا۔ اس میں معلومات کے بدلے طے شدہ رقم کا تقاضا تھا۔ آخر میں لکھا تھا...... بے حد محبت کے ساتھ...... برائے اولگا......''

کیلی تو سناٹے کے عالم میں بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔ ''یہ...... یہ آپ کیا...... مجھے نہیں معلوم......''

''آپ تو کہہ رہی تھیں کہ وہ ہر موضوع پر آپ سے بات کرتے تھے۔ آپ کے درمیان کوئی راز نہیں تھا۔''

''جی ہاں۔ لیکن......''

''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے شوہر اس عورت کے ساتھ ملوث تھے اور......''

''نہیں۔'' کیلی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ''یہ آپ میرے مارک کے متعلق نہیں کہہ رہے ہیں۔ میں نہیں مانتی۔ میں نے آپ کو بتایا نا۔ ہم ایک دوسرے سے کبھی کچھ نہیں چھپاتے تھے۔''

''بس ایک راز اس نے آپ سے چھپایا اور وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔''

کیلی کو چکر آنے لگے۔ اسے کمزوری کا احساس ہو رہا تھا۔ ''میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں مسٹر کنگسلے لیکن میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ اور میں......''

ٹینر کنگسلے کا رویہ ایک دم معذرت خواہانہ ہو گیا۔ ''میں سمجھتا ہوں اور میں ہر اعتبار سے، ہر معاملے میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔'' ٹینر نے اسے اپنا ابھرے ہوئے حروف والا بزنس کارڈ دیا۔ ''اس نمبر پر آپ کسی بھی وقت مجھ سے رابطہ کر سکتی ہیں۔'' اس نے کہا۔

کیلی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ بولنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ پلٹی اور اندھا دھند چلتی ہوئی آفس سے نکل آئی۔

کیلی بلڈنگ سے نکلی تو اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ذہن میں الجھنیں ہی الجھنیں تھیں۔ یہ اولگا کون تھی؟ اور مارک روسیوں کے ساتھ کیوں ملوث تھا؟ وہ ایسا کیوں......؟

''معاف کیجئے گا مسز ہیرس۔''

کیلی نے سر گھما کر دیکھا۔ ''جی؟''

وہ سنہرے بالوں والی ایک بے حد پرکشش عورت تھی۔ ''میرا نام ڈیانا اسٹیونز ہے۔'' وہ بولی۔ ''اور میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ سامنے کافی شاپ ہے۔ کیوں نہ ہم وہاں بیٹھ کر......''

''سوری۔ میں اس وقت کسی سے بات کرنا نہیں چاہتی۔''

''بات آپ کے شوہر سے متعلق ہے۔''

کیلی نے چونک کر اسے دیکھا۔ ''مارک؟ مارک کے متعلق کیا بات ہے؟''

''ہمیں تنہائی میں بیٹھ کر سکون سے بات کرنی چاہئے۔''

ٹینر کے آفس میں انٹر کام پر اس کی سیکریٹری کی آواز ابھری۔ ''سر...... مسٹر ہائی ہولٹ آئے ہیں۔''

''اندر بھیج دو۔'' ٹینر نے کہا۔

ایک لمحے بعد ہائی ہولٹ اندر داخل ہوا۔ ''کیسے ہو جان؟'' ٹینر نے پوچھا۔

''ٹھیک ہوں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہماری کمپنی کا ایک ایک فرد قتل ہو جائے گا۔''

''یہی تو ہم جاننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نہیں مانتا کہ ہمارے تین ملازمین کی اچانک اموات اتفاقی ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ کوئی ہماری کمپنی کی ساکھ خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ہی ہم اسے تلاش کر کے اس سلسلے کو روک دیں گے۔ پولیس ہم سے تعاون کے لئے تیار ہے۔ ہمارے آدمی ان تینوں کی آخری نقل و حرکت کا سراغ لگا رہے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے میں نے دو انٹرویو ریکارڈ کئے ہیں۔ وہ میں تمہیں سنوانا چاہوں گا۔ ان میں سے ایک رچرڈ اسٹیونز کی بیوہ ہے اور دوسری مارک ہیرس کی۔ تیار ہو؟''

''ہاں...... سنواؤ۔''

''یہ ڈیانا اسٹیونز ہے۔'' ٹینر نے کہا اور ایک بٹن دبایا۔ اسکرین پر ڈیانا اسٹیونز نمودار ہوئی۔ اسکرین کے داہنی حصے میں ایک گراف تھا، جس کی لائن ڈیانا کے بولنے کے ساتھ اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کیلی اسکرین پر نظر آئی۔

''اسکرین پر یہ لائن کیا ظاہر کرتی ہے؟'' ہائی ہولٹ نے پوچھا۔

''یہ آواز کا گرافک تجزیہ ہے۔ اس سے آواز کی لرزش کی مقدار کا پتا چلتا ہے۔ اگر بولنے والا جھوٹ بول رہا ہے تو اس کی آواز کے حجم میں اتار چڑھاؤ ضرور ہوگا۔ پولی گراف کی طرح اس میں تار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں عورتیں سچ بول رہی تھیں۔ انہیں تحفظ کی ضرورت ہے۔''

جان ہائی ہولٹ نے حیرت سے پوچھا۔ ''تحفظ کا کیا مطلب ہے؟ اور کس سے؟''

''میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ خطرے میں ہیں۔ انہیں شعوری طور پر احساس نہیں کہ ان کو اس سے زیادہ معلومات ہیں، جتنا کہ وہ سمجھ رہی ہیں۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 50

علیم الحق حقی

وہ معلومات غیر شعوری ہیں۔ دونوں اپنے شوہر سے بہت زیادہ قریب تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ کسی نہ کسی موقع پر انہیں کوئی اہم بات بتائی گئی ہوگی، جو ان کے ذہن سے نکل گئی ہے۔ لیکن ان کے حافظے میں موجود ہے۔ جلد یا بہ دیر، انہیں وہ بات یاد آ جائے گی اور جب وہ یاد آئے گی تو ان کی زندگی خطرے میں ہوگی۔ جس نے ان کے شوہروں کو قتل کیا ہے، وہ انہیں بھی نہیں چھوڑے گا۔''

''تو تم ان کا تعاقب کراؤ گے؟''

''یہ تعاقب وغیرہ بہت پرانی بات ہے۔ یہ الیکٹرونکس کا دور ہے جان۔ مسز اسٹیونز کے اپارٹمنٹ کی ہر زاویے سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ کیمرے، مائیکروفون، ٹیلی فون...... مکمل نگرانی۔ ہم پوری ٹیکنالوجی کے ساتھ ان کی حفاظت کی فکر کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا، ہمیں معلوم ہو جائے گا۔''

جان ہائی ہولٹ چند لمحے سوچتا رہا۔ ''اور کیلی ہیرس؟''

''وہ ایک ہوٹل میں ٹھہری ہے۔ بدقسمتی سے ہم اس کے سوئٹ میں تیاری نہیں کر سکے۔ لیکن بہر حال لابی میں میرے آدمی موجود ہیں اور وہ ہر طرح کی صورتحال سے نمٹنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔'' ٹینر کہتے کہتے رکا۔ اس کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔ ''میں چاہتا ہوں کہ کے آئی جی کی طرف سے قاتلوں کی گرفتاری پر پانچ ملین ڈالر کا انعام......''

''ایک منٹ ٹینر۔'' ہائی ہولٹ نے اعتراض کیا۔ ''اس کی ضرورت نہیں۔ ہم یہ کیس حل......''

''ٹھیک ہے۔ کے آئی جی کی طرف سے نہ سہی، میں ذاتی طور پر اس انعام کا اعلان کر دوں گا۔ آخر میرا نام اس کمپنی سے منسلک ہے۔'' ٹینر کے لہجے میں سختی تھی۔ اس تمام معاملے کے پیچھے جو کوئی بھی ہے، میں اسے گرفتار دیکھنا چاہتا ہوں۔''

پال بوہر جانتا تھا کہ وہ بے حد اہم میٹنگ ہے۔ اسے باس سے مکمل ہدایات لینی تھیں۔ ''لیکن ڈیمین، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں انگلینڈ جانے کی کیا ضرورت ہے'' اس نے کہا۔

''ضرورت ہے پال۔ تم جانتے ہو کہ میں بلا ضرورت کبھی کچھ نہیں کرتا۔'' ڈیمین نے جواب دیا۔

پال بوہرا سے سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہا۔ ''تمہاری منزل امریکا کی صدارت ہے، برطانیہ کی سفارت نہیں۔''

''مجھے صدارت کی بھی ضرورت نہیں۔'' ڈیمین نے تیز لہجے میں کہا۔ ''یہودی ساری دنیا کی اور بالخصوص امریکا کی معیشت پر چھائے ہوئے ہیں اور قدرتی طور پر وہ ہمارے حلیف ہیں۔ کوئی امریکی صدر ان کی مرضی کے خلاف نہیں جا سکتا۔ رہ گیا ہمارا دوسرا معاملہ تو وہ بھی خوش اسلوبی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری دماغی ٹیم نے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ نجومیوں نے شور مچا دیا ہے کہ اکیسویں صدی مسلمانوں کی صدی ہوگی۔ مغرب پہلے ہی سے عدم تحفظ کا شکار تھا۔ اس کا خوف اور بڑھ گیا۔ ہماری توقع کے عین مطابق مغربی یعنی عیسائی دنیا نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ طے کر لیا کہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں مسلمانوں کو اس طرح کچلیں گے کہ اکیسویں صدی ان کی سنبھلنے کی کوششوں میں ہی گزر جائے گی۔ اس کے لئے روس کے زوال کے فوراً بعد نیو ورلڈ آرڈر طے کر لیا گیا اور مسلمانوں کو اگلا ہدف قرار دے دیا گیا اور اب امریکا تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس پیش قدمی کو اور تیز کرنے کے لئے جو ہم نے پلان بنایا ہے، وہ دھماکہ خیز ثابت ہوگا۔ مگر ہمیں ایک بات کا خیال رکھنا ہوگا۔ یہودی مارے نہیں جانے چاہئیں۔''

''اب ڈیمین جانی قربانی کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔'' پال نے قدرے بے پروائی سے کہا۔ ''اور تھوڑے بہت یہودی مارے جاتے ہیں تو اس میں کیا قباحت ہے۔''

''دو قباحتیں ہیں۔ ایک تو تم جانتے ہو کہ یہودی موت سے سب سے زیادہ ڈرتے ہیں اور بنیادی طور پر ہاتھ پاؤں ہلانے والے بھی نہیں ہیں۔ وہ تو اس وقت ایک جوش میں ہیں۔ مگر بڑے جانی نقصان کی صورت میں وہ جوش بھاپ کی طرح اڑ جائے گا۔ دوسرے ان کی تعداد کم ہے...... بہت کم۔ ایک تو ان کے ہاں قدرتی طور پر شرح پیدائش بہت کم ہے۔ دوسرے وہ کسی اور کو اپنے مذہب میں قبول نہیں کرتے...... خود کو خالص رکھنے کے زعم میں۔ اسی لئے تو ہمیں عیسائیوں کو آلۂ کار بنانا ہے لیکن یہ ذہن میں رکھو کہ فطری طور پر عیسائی مسلمانوں کے حلیف اور یہودیوں کے دشمن ہیں۔ جب بھی انہیں ہوش آ گیا، وہ اصل کی طرف پلٹیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ہی ہم کام دکھا چکے ہوں گے۔ اس لئے ہر منصوبے پر کام کرتے ہوئے یہودیوں کے جانی تحفظ کو اولیت دینا۔ اپنے اونچی چابی والے منصوبے میں بھی یہ خیال رکھنا۔ یہودیوں کا جانی نقصان بالکل نہ ہو۔''

''لیکن اس طرح تو یہودی مشتبہ ٹھہریں گے۔'' پال نے اعتراض کیا۔

ڈیمین مسکرایا ''یہ میڈیا کا دور ہے اور میڈیا ہمارا ہے۔ میڈیا وہی کہے گا جو ہم چاہیں گے۔ اس پہلے منصوبے کے بعد ہر کارروائی مسلمانوں کے کھاتے ہوڈالی جائے گی۔ ان پر دہشت گردی کی چھاپ لگا دی جائے گی۔ لازمی طور پر ان کا انداز مدافعانہ اور معذرت خواہانہ ہوگا اور یہی ہم چاہتے ہیں۔ ان کے جو بیشتر حکمراں ہیں، وہ غاصب ہیں، اقتدار کے بھوکے ہیں اور اپنے ذاتی مفادات کی فکر کرنے والے ہیں۔ جس وقت امریکا غیض و غضب میں ہوگا، وہ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے اور اس کے کہنے پر خود اپنے دین کو کمزور کریں گے۔ میرے ذہن میں بساط بھی واضح ہے اور اس پر مہروں کی پوزیشن بھی۔ جیت ہماری ہی ہوگی۔ بس تم میری غیر موجودگی میں یہاں کے معاملات سنبھالنا۔ ہر منصوبے پر کامیابی سے عمل ہونا چاہئے۔''

''مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب تم امریکا کی صدارت کو اہمیت نہیں دے رہے ہو تو سفیر بن کر برطانیہ جانے کی کیا ضرورت ہے''

ڈیمین یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ ''مجھے مسیح کی ولادت کی تاریخ معلوم ہو گئی ہے۔'' اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ ''اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ برطانیہ میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے مجھے بہت تیزی سے سابقہ سفیر کو ٹھکانے لگانا پڑا۔''

''تو تم برطانیہ جا کر اس کا سدباب کرو گے؟''

''ہاں۔ میں اس معاملے کو بڑھنے سے پہلے ہی ختم کر دوں گا۔ یہ معاملہ اتنا اہم تھا کہ میں اسے کسی اور پر نہیں چھوڑ سکتا۔''

''تو کیا تم......؟''

''ہاں۔ میں اس تاریخ کو انگلستان میں پیدا ہونے والے ایک بچے کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یوں یہ جنگ ہم پہلے ہی سے جیت جائیں گے۔ جس آخری معرکے کی پیش گوئی کی گئی ہے، وہ ہوگا ہی نہیں۔ اس دوران تمہیں یہاں اکیسویں صدی کے استقبال کی تیاری کرنی ہوگی۔''

''تم بے فکر رہو ڈیمین۔''

''ہم رابطے میں رہیں گے۔''

☆☆☆

کے آئی جی ہیڈ کوارٹرز کے سامنے سڑک کے پار کافی شاپ کے ایک کونے والے بوتھ میں کیلی اور ڈیانا آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ کیلی ڈیانا کے بولنے کی منتظر تھی۔

ڈیانا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بات کہاں سے شروع کرے۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی...... یہ بتاؤ مسز ہیرس کہ تمہارے شوہر کو کیا خوف ناک حادثہ پیش آیا؟ کیا رچرڈ کی طرح اسے بھی قتل کر دیا گیا؟ لیکن یہ پوچھنا مناسب......

''تم مجھ سے میرے شوہر کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھیں؟'' بالآخر کیلی سے رہا نہیں گیا۔ ''یہ بتاؤ تم مارک کو کیسے جانتی تھیں؟''

''میں اسے جانتی تو نہیں تھی۔ لیکن......''

کیلی کو غصہ آ گیا۔ ''تم نے تو کہا تھا کہ تم......''

''میں نے کہا تھا کہ میں اس کے بارے میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔'' ڈیانا نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

کیلی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''معاف کرنا میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ......''

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

اسکرین پر اب الٹیئری کا انٹرویو دکھایا جارہا تھا۔ ''مستقبل قریب میں آپ کا کیا پروگرام ہے مسٹر الٹیئری؟''

''مجھے انصاف مل گیا۔ اب کچھ عرصے میں آرام کروں گا۔'' الٹیئری عجیب سے انداز میں مسکرایا۔ ''اور مجھے کچھ قرضے چکانے ہیں۔''

کیلی کے چہرے پر وحشت تھی۔ وہ ڈیانا کی طرف مڑی۔ ''تم نے اس شخص کے خلاف گواہی دی؟''

''ہاں۔ میں نے اسے قتل کرتے دیکھا تھا...... اپنی ان آنکھوں سے......''

کیلی کے ہاتھوں میں لرزش تھی۔ کافی چھلک گئی۔ ''میں یہاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔''

''تم اتنی نروس کیوں ہورہی ہو؟''

''نروس نہ ہوں! ارے تم نے مافیا چیف کے خلاف گواہی دی۔ اسے جیل بھجوانے کی کوشش کی۔ مگر وہ بری ہوگیا اور وہ کہتا ہے کہ اسے پرانے قرضے چکانے ہیں اور تم پوچھتی ہو، میں نروس کیوں ہوں۔'' وہ اٹھی اور اس نے ایک نوٹ کافی پاٹ کے نیچے رکھ دیا۔ ''بل میں ادا کررہی ہوں۔ تم اپنے پیسے بچا کر شہر چھوڑ کر بھاگنے میں کام آئیں گے......''

''رکو تو۔ ابھی تو ہم نے بات بھی نہیں......''

''بھول جاؤ مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔'' کیلی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحے ہچکچانے کے بعد ڈیانا بھی اس کے پیچھے چل دی۔

''تم ضرورت سے زیادہ ری ایکٹ کررہی ہو۔'' ڈیانا نے کہا۔

''یہ تمہارا خیال ہے۔'' کیلی نے کہا۔ وہ دروازے پر پہنچ چکی تھی۔ ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اتنی بے وقوف کیسے ہو......''

اسی لمحے باہر بیساکھی کے سہارے چلتا ہوا ایک آدمی گرتا نظر آیا۔ کیلی کو ایسا لگا کہ وہ پیرس میں ہے اور گرنے والا جیسے مارک ہے۔ وہ اسے سنبھالنے کے لئے لپکی۔ اسی وقت ڈیانا بھی گرنے والے کی طرف لپکی تھی۔ اسی لمحے سڑک کے اس طرف سے دو دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ گولیاں دیوار میں وہاں پیوست ہوئیں جہاں ایک لمحہ پہلے دونوں عورتیں کھڑی تھیں۔ گولی کی آواز کیلی کو احساس ہوا کہ وہ تو مین ہٹن میں ہے اور اس وقت اس کے سامنے ایک نیم پاگل عورت ہے۔

''او مائی گاڈ...... یہ تو ہم پر حملہ ہوا ہے۔'' ڈیانا چلائی۔

''چلو...... یہاں سے نکلو۔'' کیلی نے ڈیانا کو اس طرف دھکیلا، جہاں کولن اس کا منتظر تھا۔

کولن نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ ''یہ آواز کیسی تھی؟'' کولن نے پوچھا۔

وہ دونوں کار میں ایک دوسرے سے بہت قریب ہوکر بیٹھی تھیں اور اعصاب زدہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے بولنا ممکن نہیں تھا۔

بالآخر کیلی نے کہا ''کسی کار کی بیک فائرنگ کی آواز تھی شاید۔'' پھر وہ ڈیانا کی طرف مڑی جو ابھی تک خود کو سنبھالنے کی کوشش کررہی تھی۔

''مجھے امید ہے کہ تم اسے اوور ری ایکٹ نہیں سمجھو گی۔ یہ بتاؤ، میں تمہیں کہاں ڈراپ کروں۔''

ڈیانا نے گہری سانس لی اور اسے اپنے اپارٹمنٹ ہاؤس کا پتا بتانے لگی۔ اس کے بعد دونوں خاموش ہوگئیں۔ جو کچھ ہوا تھا، اس نے انہیں دہلا دیا تھا۔

کچھ دیر بعد کار عمارت کے سامنے رکی۔ ڈیانا کیلی کی طرف مڑی۔ ''اندر چلو نا۔ مجھے بہت گھبراہٹ ہورہی ہے۔ مجھے لگتا ہے اور بھی کچھ ہونے والا ہے۔''

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔'' کیلی نے بے رخی سے کہا۔ ''لیکن میں نہیں چاہتی کہ میرے ساتھ بھی کچھ ہو۔ اس لئے گڈ بائی مسز اسٹیونز۔''

ڈیانا ایک پل اسے دیکھتی رہی۔ وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن پھر وہ محض سر جھٹک کر رہ گئی۔ وہ کار سے اتر گئی۔

کیلی ڈیانا کو دیکھ رہی تھی۔ ڈیانا عمارت میں گھسی اور زینے کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کا اپارٹمنٹ پہلی منزل پر تھا۔ کیلی نے سکون کی سانس لی۔

''آپ کہاں جائیں گی مسز ہیرس؟'' کولن نے اس سے پوچھا۔

''واپس ہوٹل اور......''

اسی لمحے عمارت کے اندر سے ایک چیخ سنائی دی۔ کیلی صرف ایک لمحے کو ہچکچائی۔ پھر وہ کار سے اتری اور دوڑتی ہوئی عمارت میں داخل ہوگئی۔ ڈیانا کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر کمرے کے وسط میں کھڑی تھی۔ اس کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

''کیا ہوا؟'' کیلی نے اس سے پوچھا۔

''کوئی...... کوئی یہاں آیا تھا۔ یہاں رچرڈ کا بریف کیس رکھا تھا۔ وہ غائب ہے۔ اس میں اس کے کاغذات تھے اور اس کی جگہ وہ لوگ رچرڈ کی شادی کی انگوٹھی چھوڑ گئے ہیں۔''

کیلی نے نروس انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔ ''تم پولیس کو کال کرو نا''

''ہاں...... کرتی ہوں۔'' ڈیانا کو اچانک گرین برگ کا دیا ہوا کارڈ یاد آیا۔ وہ ہال میں میز پر رکھا تھا۔ اس نے جاکر کارڈ اٹھایا اور نمبر ملایا۔

''پلیز...... مجھے ڈیٹیکٹو ارل گرین برگ سے بات کرنی ہے۔'' اس نے کہا۔

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر آواز ابھری۔ ''ہیلو؟ گرین برگ اسپیکنگ۔''

''میں ڈیانا اسٹیونز بول رہی ہوں۔ یہاں کچھ گڑبڑ ہوئی ہے۔ تم میرے اپارٹمنٹ آسکتے ہو...... اوہ شکریہ۔ میں منتظر ہوں۔''

اس نے ریسیور رکھا اور گہری سانس لیکر کیلی کی طرف مڑی۔ ''وہ آرہا ہے۔ اگر تم چند لمحے انتظار کرسکو تو......''

''دیکھو مسز اسٹیونز، یہ تمہارا درد سر ہے، میرا نہیں۔ میں اس مسئلے میں الجھنا نہیں چاہتی۔ تم جانتی ہو کہ ابھی کچھ دیر پہلے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں کیوں خود کو پھنساؤں۔ ویسے بھی میں پیرس واپس جارہی ہوں۔ خدا حافظ مسز اسٹیونز۔''

ڈیانا اسے دیکھتی رہی۔ وہ باہر نکلی اور لیموزین کی طرف بڑھی۔

''اب کہاں چلنا ہے مسز ہیرس؟'' کولن نے کیلی سے پوچھا۔

''مجھے ہوٹل لے چلو۔'' کیلی نے کہا اور سوچا...... جہاں میں محفوظ رہوں گی۔

(جاری ہے)

دجال

 علیم الحق حقی

کیلی ٹیکسی میں بیٹھی۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو دو آدمی ہوٹل سے نکل کر قریب کھڑی ایک لیموزین کی طرف بڑھتے نظر آئے۔

''کہاں جانا ہے؟''ٹیکسی ڈرائیور نے کیلی سے پوچھا۔

''بس سیدھے چلو فی الحال۔''

''جی بہتر۔''

لیموزین ٹیکسی کے پیچھے لگ گئی تھی۔ٹیکسی اب سگنل کے قریب پہنچ رہی تھی،جس کی روشنی سبز تھی۔''رفتار کم کرو اور جیسے ہی روشنی سرخ ہو،ٹیکسی کو تیزی سے بائیں جانب موڑ لو۔''

ڈرائیور نے عقب نما میں اس کے عکس کو حیرت سے دیکھا اور بولا۔''جی؟''

کیلی نے آئینے میں ڈرائیور کا تاثر دیکھا۔پھر وہ مسکرائی۔''دراصل میری کسی سے شرط لگی ہے۔''

ڈرائیور نے روشنی سرخ ہوتے ہی اس کی ہدایات پر عمل کیا۔اس نے ٹیکسی کو تیزی سے بائیں جانب موڑ لیا۔اس وقت تک پہنچنے والے ٹریفک کو پولیس مین روک چکا تھا۔لیموزین میں موجود دونوں افراد ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

اگلے جنکشن پر کیلی نے کہا۔''ارے...... میں اپنا پاسپورٹ تو بھول ہی آئی۔مجھے یہیں اتار دو۔''

ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔کیلی اتری اور اس نے کرائے کے ساتھ ڈرائیور کو اچھی خاصی ٹپ بھی دی۔

ٹیکسی ڈرائیور نے اسے ایک میڈیکل بلڈنگ میں گھستے دیکھا تو سوچا،یہ شاید کسی ماہر نفسیات کے پاس جا رہی ہے۔

پچھلے سگنل پر روشنی سبز ہوئی تو لیموزین بائیں جانب مڑی۔اس وقت تک ٹیکسی دو بلاک آگے جا چکی تھی۔لیموزین اسی طرف چلتی گئی۔

پانچ منٹ بعد کیلی مخالف سمت جانے والی ایک ٹیکسی میں بیٹھ چکی تھی۔

............x............

ڈیٹیکٹو گرین برگ ڈیانا اسٹیونز کے اپارٹمنٹ پہنچ چکا تھا۔''مسز اسٹیونز،آپ نے اس شخص کو دیکھا،جس نے آپ پر فائر کیا تھا؟''اس نے پوچھا۔

ڈیانا نے نفی میں سر ہلایا۔''نہیں۔سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ میری کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا۔''

''بہر حال معاملہ سنگین تھا۔دیوار میں دھنسی ہوئی گولی نکال لی گئی ہے۔آپ خوش قسمت ہیں کہ محفوظ رہیں۔یہ بتائیں،کوئی آپ کو کیوں قتل کرنا چاہے گا۔کوئی ایسا ہے،جس کے پاس آپ کے قتل کا جواز ہو؟''

ڈیانا کو الٹیئر ی کے الفاظ یاد آ گئے...... مجھے کچھ قرضے چکانے ہیں۔گرین برگ اس کے جواب کا منتظر تھا۔وہ ہچکچائی۔''میرے خیال میں انتھونی الٹیئر کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے۔''

گرین برگ چند لمحے اسے بغور دیکھتا رہا۔''ہم اسے چیک کریں گے۔اب اس بریف کیس کے بارے میں بتایئے،جو یہاں سے غائب ہے۔آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ اس میں کیا تھا؟''

''یقین سے نہیں کہہ سکتی۔رچرڈ صبح وہ بریف کیس لے کر لیبارٹری جاتا تھا اور رات کو بریف کیس لے کر ہی واپس آتا تھا۔ایک بار میں نے اس میں کچھ کاغذات دیکھے تھے۔لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔وہ کچھ زیادہ ہی ٹیکنیکل نوعیت کے تھے۔''

گرین برگ نے میز پر رکھی شادی کی انگوٹھی اٹھائی اور اس کا جائزہ لینے لگا۔''آپ کا کہنا ہے کہ آپ کے شوہر اس انگوٹھی کو کبھی انگلی سے نہیں اتارتے تھے؟''

''جی ہاں۔''

''موت سے پہلے آخری عرصے میں آپ کو ان کا انداز کچھ بدلا بدلا تو نہیں لگا تھا؟ جیسے انہیں کوئی پریشانی ہو...... یا وہ نروس ہوں؟ کوئی غیر معمولی بات،آخری دنوں میں انہوں نے آپ سے کہی ہو؟ پلیز...... یاد کرنے کی کوشش کریں۔''

ڈیانا کو یاد تھا۔اس صبح جاتے وقت رچرڈ نے کہا تھا۔''آج رات میں دیر سے آؤں گا۔لیکن تمہیں پھر بھی مجھے کچھ وقت دینا ہوگا جانم۔''لیکن وہ ذاتی بات تھی۔اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔''نہیں۔انہوں نے ایسی کوئی غیر معمولی بات نہیں کی تھی۔''

''مجھے آپ کے تحفظ کا بندوبست کرنا ہوگا۔''گرین برگ نے کہا۔''اور اگر''

اسی لمحے اطلاعی گھنٹی بجی۔گرین برگ کی بات ادھوری رہ گئی۔''کوئی آپ سے ملنے آنے والا تھا؟''اس نے ڈیانا سے پوچھا۔

''نہیں۔''

''میں دیکھتا ہوں۔''گرین برگ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے دروازہ کھولا۔اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کیلی ہیرس آندھی طوفان کی طرح اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی۔وہ سیدھی ڈیانا کے پاس آئی۔''مجھے تم سے بات کرنی ہے۔''

ڈیانا نے اسے حیرت سے دیکھا۔''تم تو پیرس واپس جا رہی تھیں؟''

''میں نے فیصلہ بدل دیا۔''

گرین برگ دروازہ بند کر کے واپس آ گیا تھا۔ڈیانا نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے متعارف کرایا۔کیلی نے گرین برگ کو اپنے ہوٹل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بتایا۔

''گھسنے کی کوشش کی تھی؟ تو کیا انہوں نے دروازے پر زور آزمائی کی تھی۔''گرین برگ نے پوچھا۔

''نہیں۔انہوں نے خود کو روم سروس والا ظاہر کیا تھا۔''

''آپ نے روم سروس کو آرڈر دیا تھا؟''

''ہاں۔لیکن میں......''

ڈیانا نے اس کی بات کاٹ دی۔''تمہیں وہم ہوا ہوگا۔صبح کے واقعے کی وجہ سے......''

''میں پیرس واپس جانا چاہتی ہوں۔''کیلی تیز لہجے میں اس پر الٹ پڑی۔''میرا تم سے کوئی تعلق ہے،نہ ہی میں تعلق رکھنا چاہتی ہوں۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 55

علیم الحق حقی

تم اپنے مافیا والے دوستوں سے کہہ دو کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دیں۔'' یہ کہہ کر وہ پلٹی اور دروازے کی طرف چل دی۔

''یہ کیا چکر ہے؟'' گرین برگ نے اس کے جانے کے بعد ڈیانا سے پوچھا۔

''اس کا شوہر بھی اسی کمپنی میں کام کرتا تھا، جس میں رچرڈ کام کرتا تھا اور رچرڈ کی طرح وہ بھی اسی روز قتل ہوا۔''

............×............

کیلی اپنے ہوٹل کی لابی میں داخل ہوئی اور استقبالیہ کی طرف بڑھی۔ ''میں واپس جا رہی ہوں''۔ اس نے کلرک سے کہا۔ ''تم پلیز، پیرس جانے والی اگلی فلائٹ پر میری سیٹ ریزرو کرا دو۔''

''بہت بہتر مسز ہیرس۔ کسی خاص ایئر لائن سے سفر کرنا چاہتی ہیں آپ؟''

''نہیں۔ میں بس جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔''

کیلی لفٹ کی طرف بڑھی۔ لفٹ میں داخل ہو کر اس نے چوتھی منزل کا بٹن دبایا۔ لفٹ کا دروازہ بند ہو ہی رہا تھا کہ دو افراد لفٹ میں داخل ہو گئے۔ کیلی نے صرف ایک ثانیے میں انہیں دیکھا اور فیصلہ بھی کر لیا۔ وہ بہت تیزی سے لفٹ سے نکل آئی۔

لفٹ کا دروازہ بند ہوا تو وہ زینوں کی طرف چل دی۔ اس نے سوچا، اب اسے خطرہ مول نہیں لینا چاہئے۔

لیکن چوتھی منزل کی لینڈنگ پر ایک جسیم آدمی اس کا راستہ روکے کھڑا تھا۔

''ایکسکیوزمی''۔ کیلی نے کہا اور اس کے پاس سے گزرنے کی کوشش کی۔

''شش......'' اس شخص نے سرگوشی میں کہا اور سائیلنسر لگا ریوالور اسے دکھایا۔

کیلی کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ ''کک......کیا......کیا بات......؟''

''شٹ اپ۔ دیکھو خاتون، اگر تم اپنے جسم میں کوئی اضافی سوراخ نہیں کروانا چاہتیں تو اپنا منہ بند رکھو۔ اب ہم دونوں کو نیچے جانا ہے۔''

وہ شخص مسکراتا لگ رہا۔ مگر کیلی نے غور سے دیکھا تو پتا چلا کہ اس کے اوپری ہونٹ پر چاقو کا گھاؤ تھا۔ اس کی وجہ سے وہ ہر وقت مسکراتا معلوم ہوتا تھا اور اس کی آنکھوں میں خوف ناک سرد مہری تھی۔

''آؤ چلیں۔''

''نہیں۔ میں اس منحوس عورت کی خاطر مرنا نہیں چاہتی۔'' کیلی نے غصے سے کہا۔ ''تم مجھے غلط......''

''میں نے تم سے کہا ہے کہ منہ بند رکھو اور میرے ساتھ نیچے چلو۔''

اس نے کیلی کا بازو تھام لیا۔ اس کی گرفت آہنی تھی۔ ریوالور اس نے چھپا رکھا تھا۔ لیکن اس کی نال کیلی کے پہلو میں چبھ رہی تھی۔

کیلی اپنے ہسٹیریا سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ''میری بات سنو۔'' اس نے نرم لہجے میں کہا۔ ''میں وہ نہیں ہوں جو تم......''

ریوالور کی نال اتنی طاقت سے گڑوئی گئی کہ وہ تکلیف سے بے حال ہو گئی۔

وہ نیچے اترے۔ لابی میں اب ہجوم تھا۔ کیلی سوچ رہی تھی کہ مدد کے لئے چلائے۔ اس شخص نے جیسے اس کی سوچ پڑھ لی۔ وہ سرگوشی میں غرایا۔ ''ایسا سوچنا بھی مت۔''

وہ ہوٹل سے نکل آئے۔ باہر ایک اسٹیشن ویگن ان کی منتظر تھی۔ اس شخص نے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ ''بیٹھ جاؤ''۔

اسٹیشن ویگن سے دو کار آگے ٹریفک کا پولیس مین گاڑی کا چالان کر رہا تھا۔ کیلی نے بلند آواز میں، لہجے میں برہمی لاتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری مرضی کروں گی۔ لیکن اس گری ہوئی حرکت کے بدلے سو ڈالرز زیادہ لوں گی۔ میں جسم بیچتی ہوں، روح نہیں......''۔

پولیس والا اس طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

جسیم آدمی اب کیلی کو گھور رہا تھا۔ اسے پولیس والے کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ ''یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟''

''سو ڈالر کے بغیر میں تمہیں من مانی نہیں کرنے دوں گی''۔ یہ کہہ کر کیلی پولیس والے کی طرف بڑھنے لگی۔ اس شخص نے حیرت سے کیلی کو دیکھا۔ پھر پولیس والے کو دیکھتے ہی بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ اس کی آنکھیں خوف ناک لگنے لگیں۔

''دیکھیں...... یہ بدمعاش مجھے پریشان کر رہا ہے''۔ کیلی نے پولیس والے سے کہا۔

پولیس والا جسیم شخص کی طرف بڑھا۔ کیلی نے موقع غنیمت جانا اور ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

جسیم آدمی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ پولیس والے نے اسے پکارا۔ ''ایک منٹ مسٹر۔ آپ کو پتا نہیں کہ اس ریاست میں طوائف کو ورغلانا جرم ہے''۔

''ایسی تو کوئی بات......''

''اپنے شناختی کاغذات دکھاؤ۔ نام کیا ہے تمہارا''؟

''ہیری فلنٹ''۔ ہیری فلنٹ نے کہا اور بے بسی سے کیلی کی ٹیکسی کو جاتے دیکھتا رہا۔ چھوڑوں گا نہیں حرام زادی کو۔ وہ دل میں کہہ رہا تھا۔

..................×..................

بہت کم وقت میں کیلی دوسری بار ڈیانا کے اپارٹمنٹ کے سامنے اتری۔ دروازے پر رک کر اس نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دروازہ کھلنے تک اس نے بٹن پر سے انگلی نہیں ہٹائی۔

دروازہ اس بار بھی گرین برگ نے کھولا۔ ''فرمایئے۔ میں آپ کی......؟''

کیلی اسے ایک طرف ہٹا کر نشست گاہ میں موجود ڈیانا کی طرف بڑھی۔ ''کیا بات ہے؟'' ڈیانا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔ ''تم نے تو کہا تھا کہ تم......؟ پھر کیا ہوا......؟''

''یہ تو تمہیں بتانا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے پھر مجھے پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ تمہارے مافیا والے مجھے قتل کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں؟''

''میں...... میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ ممکن ہے تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر انہوں نے سوچا ہو کہ تم میری دوست ہو۔ اور......''

''لیکن ہم دوست نہیں ہیں مسز اسٹیونز۔ تمہیں مجھ کو اس مشکل سے نکالنا ہے''۔

''کیا بات کر رہی ہو؟'' ''میں کیسے......؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 56

علیم الحق حقی

''جیسے تم نے مجھے پھنسایا ہے'' ویسے ہی نکالو گی بھی۔ تم اپنے اس دوست...... میرا مطلب ہے دشمن آلٹیئری کو سمجھاؤ کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ تم تو مجھے جانتی بھی نہیں ہو۔ میں تمہاری کسی حماقت کی سزا کیوں بھگتوں''۔

''یہ ممکن نہیں۔ میں بھلا کیسے......''

کیلی نے اس کی بات کاٹ دی۔ ''یہ تو تمہیں کرنا ہے۔ تم ابھی آلٹیئری کو فون کر کے یہ سب اس سے کہو۔ اس کے بغیر میں یہاں سے ٹلنے والی نہیں''۔

''تم جو مطالبہ کر رہی ہو، وہ ناممکن العمل ہے''۔ ڈیانا نے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم اس معاملے میں ملوث ہو گئیں۔ لیکن......'' وہ کہتے کہتے رکی اور چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر وہ ڈیٹیکٹیو گرین برگ کی طرف مڑی۔ ''تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں آلٹیئری سے بات کروں تو وہ ہم دونوں کا پیچھا چھوڑ دے گا''۔

''دلچسپ سوال ہے''۔ گرین برگ بولا۔ ''اور یہ ممکن بھی ہے۔ کیا آپ اس سے ذاتی طور پر بات کریں گی؟''

''نہیں۔ میں......''

کیلی نے پھر ڈیانا کی بات کاٹ دی۔ ''نہیں۔ تمہیں اس سے بات کرنی ہوگی''۔

............x............

انتھونی آلٹیئری کا بہت بڑا گھر نیوجرسی میں واقع تھا۔ مکان کے اطراف میں پندرہ ایکڑ پر پھیلی ہوئی جاگیر تھی، جس کے گرد خاردار تاروں کی باڑھ لگی تھی۔ وہاں بے شمار بلند و بالا اور سایہ دار درخت اور کئی تالاب تھے۔ باغیچہ بھی بہت خوب صورت تھا۔

سامنے والے گیٹ کے ساتھ بوتھ تھا، جس میں ایک گارڈ بیٹھا تھا، ڈیانا اور کیلی گرین برگ کے ساتھ کار میں وہاں پہنچیں تو وہ اٹھ کر آیا۔ اس نے گرین برگ کو فوراً ہی پہچان لیا۔ ''شام بخیر لیفٹیننٹ۔'' اس نے کہا۔

''کیسے ہو کیسر؟'' گرین برگ نے کہا۔ ''ہمیں مسٹر آلٹیئری سے ملنا ہے۔''

''وارنٹ ہے تمہارے پاس؟'' گارڈ کیسر نے پوچھا۔

''نہیں بھئی۔ یہ ایک نجی نوعیت کی ملاقات ہے۔''

گارڈ نے دونوں عورتوں کو دیکھا اور پھر بولا۔ ''یہیں رکیئے۔'' یہ کہہ کر وہ بوتھ میں چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ باہر نکلا اور اس نے گیٹ کھولتے ہوئے کہا۔ ''اندر چلے جائیے۔''

''شکریہ۔'' گرین برگ نے کہا اور گاڑی اندر لے گیا۔

وہ تینوں گاڑی سے اترے تو ایک اور گارڈ ان کی طرف بڑھا۔ ''میرے ساتھ آئیے۔''

وہ اس کے ساتھ اندر چلے گئے۔ وہ ایک بے حد آراستہ و پیراستہ، بیش قیمت نوادرات سے سجا ڈرائنگ روم تھا۔ اس سے گزر کر وہ آلٹیئری کے بیڈروم میں پہنچے۔ بیڈروم بھی بے حد وسیع و عریض تھا۔

آلٹیئری بستر پر لیٹا تھا۔ اس کا چہرہ زرد اور ستا ہوا تھا اور اسے آکسیجن دی جا رہی تھی۔ ڈیانا نے اسے کچھ ہی عرصہ پہلے عدالت میں ٹھیک ٹھاک دیکھا تھا۔ مگر اسے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ اس تھوڑے عرصے میں اس کی صحت بہت تیزی سے خراب ہوئی تھی۔ اس کے پاس ایک نرس موجود تھا۔ دوسری طرف ایک پادری کھڑا تھا۔

آلٹیئری نے ان تینوں کو دیکھا۔ پھر اس کی نظریں ڈیانا پر جم گئیں۔ ''تم یہاں کیوں آئی ہو؟'' اس نے پوچھا۔ اس کا لہجہ کرخت لیکن آواز کمزور تھی۔

''مسٹر آلٹیئری، میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اور مسز ہیرس کو معاف کر دیں۔'' ڈیانا نے کہا۔ ''کیا یہ کم ہے کہ آپ نے میرے شوہر کو قتل کرا کے اپنا بدلہ لے لیا۔ اب اپنے آدمیوں سے کہیں کہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں اور......''

آلٹیئری نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ دی ''کہاں کی ہانک رہی ہو۔ میں تو تمہارے شوہر کو جانتا بھی نہیں۔ ہاں...... اس کی لاش سے جو رقعہ برآمد ہوا، میں نے اس کے بارے میں پڑھا ضرور تھا۔ میرا خیال ہے کہ مجرم لوگ فلمیں بہت دیکھنے لگے ہیں۔ اب میں تمہیں ایک بات بتاؤں خاتون۔ وہ رقعہ ہرگز کسی اطالوی کا لکھا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی میں تمہارے پیچھے پڑا ہوں۔ تم جیو یا مرو، مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں۔ بلکہ مجھے کسی سے بھی دل چسپی......'' اس کے چہرے پر اذیت کا تاثر ابھرا، جیسے کسی اندرونی تکلیف نے اسے کچھ کالگایا ہو۔ اس کی آواز چھنٹنے لگی۔ ''میں تو اب خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہوں۔''

پادری ڈیانا کی طرف متوجہ ہوا۔ ''میرا خیال ہے، آپ کو ان کے حق میں دعا کرنی چاہئے اور بہتر ہوگا کہ اب آپ رخصت ہو جائیں۔''

گرین برگ نے پوچھا۔ ''انہیں تکلیف کیا ہے؟''

''کینسر۔'' پادری نے جواب دیا۔

ڈیانا نے غور سے آلٹیئری کو دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی کہی ہوئی ہر بات سچ ہے۔ لیکن اس خیال کے ساتھ ہی وہ دہشت زدہ ہو گئی۔ تو پھر وہ کون ہے جو اسے اور کیلی ہیرس کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہے!

............x............

واپسی کے دوران گرین برگ بہت فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔ ''میں بتا دوں کہ آلٹیئری سو فیصد سچ بول رہا تھا۔'' اس نے کہا۔

کیلی نے ہچکچاتے ہوئے تائید میں سر ہلایا۔ ''میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ مر رہا ہے...... اور مرتا ہوا آدمی جھوٹ نہیں بولتا۔''

''تو پھر ایسا کون ہے جو تم دونوں کو قتل کرنا چاہتا ہے؟'' گرین برگ نے سوال اٹھایا۔

''میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور کوئی وجہ بھی نظر نہیں آتی۔'' ڈیانا نے کہا۔

گرین برگ ان دونوں کو ڈیانا کے اپارٹمنٹ واپس لے آیا۔ ''اب میں اس پر کام کروں گا۔''

(جاری ہے)

گرین برگ کا وہ ہاتھ جس میں اس نے جادوئی چھڑی تھام رکھی تھی، بری طرح کپکپا رہا تھا۔ ''ایک سکہ میرے پاس تھا اور دوسرا اس کے پاس۔ اس طرح میں اسے پیغام بھیج سکتا تھا۔''

گرین برگ کے جانے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورتی رہیں۔ بالآخر ڈیانا نے پوچھا۔ ''چائے پیو گی؟''

''نہیں۔ کافی بناؤ۔'' کیلی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

ڈیانا چڑ گئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ ''ٹھیک ہے۔''

ڈیانا کافی بنانے کچن میں چلی گئی۔ کیلی کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ پھر وہ پینٹنگز کے پاس رک گئی۔ ڈیانا کافی لے کر آئی تو وہ وہیں کھڑی تصویریں دیکھ رہی تھی۔ ''یہ تم نے بنائی ہیں؟'' اس نے ڈیانا کے دستخط دیکھ کر اس سے پوچھا۔

ڈیانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''خوب صورت ہیں۔'' کیلی نے حقارت سے کہا۔

ڈیانا کے ہونٹ بھنچ گئے۔ ''اوہ...... تم آرٹ کے بارے میں بھی کچھ جانتی ہو؟'' اس کے انداز میں چیلنج تھا۔

''کچھ زیادہ نہیں مسز اسٹیونز۔''

''تو اس میں زیادہ دلچسپی بھی مت لیا کرو۔'' ڈیانا نے خشک لہجے میں کہا۔ ''لو...... کافی پیو۔''

کچھ دیر بعد وہ ایک دوسرے کے روبرو خاموش بیٹھی تھیں اور کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ پھر اس خاموشی کو ڈیانا نے ہی توڑا۔ ''کوئی ایسی وجہ تمہاری سمجھ میں آتی ہے، جس کے تحت کوئی ہم دونوں کو قتل کرنا چاہے؟''

کیلی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ ''نہیں اور ہم دونوں کے درمیان اس کے سوا کوئی قدر مشترک نہیں کہ ہمارے شوہر کے آئی جی کے لئے کام کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ دونوں کسی خفیہ پروجیکٹ پر کام کر رہے ہوں اور جس نے بھی انہیں قتل کیا ہے، وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ انہوں نے اس کے بارے میں ہمیں بھی بتایا تھا۔''

ڈیانا کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ ''ہاں۔ یہ بات دل کو لگتی ہے۔''

اب وہ دونوں متوحش نظر آ رہی تھیں۔

............x............

اپنے آفس میں بیٹھا ٹینر ان دونوں کو دیکھ اور سن رہا تھا۔ دیوار پر نصب ٹی وی اسکرین پر وہ دونوں نظر آ رہی تھیں۔ ٹینر کا چیف سیکورٹی گارڈ اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

ڈیانا اسٹیونز کے اپارٹمنٹ میں انہوں نے جدید ترین ٹیکنالوجی آزمائی تھی۔ اس کے نتیجے میں وہ وہاں کی سرگوشی بھی صاف سن سکتے تھے۔

ٹینر آگے کی طرف جھکا۔ کمرے میں ڈیانا کہہ رہی تھی۔ ''ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ ہمارے شوہر کس پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے''

''ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن اس کے لئے ہمیں مدد کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں کیا کریں۔''

''ہم ٹینر کنگسلے کو فون کریں گے۔ وہی ایسا شخص ہے جو اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتا ہے۔''

''بس تو ٹھیک ہے......''

............x............

''تم رات یہاں گزار سکتی ہو۔ محفوظ بھی رہو گی۔'' ڈیانا نے کہا۔ ''باہر پولیس کی گاڑی موجود ہے۔'' وہ کھڑکی کے پاس گئی اور اس نے پردہ سرکا کر نیچے جھانکا۔ وہاں پولیس کی کوئی گاڑی موجود نہیں تھی۔ اس کے جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ ''یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ پولیس کی گاڑی موجود نہیں۔ میں ابھی فون کرتی ہوں۔''

ڈیانا نے اپنے ہینڈ بیگ سے گرین برگ کا کارڈ نکالا اور نمبر ملایا۔ ''پلیز...... ڈیٹیکٹیو گرین برگ سے بات کرائیں...... جی...... کیا آپ کو یقین ہے؟ خیر تو پھر سراغ رساں رابرٹ سے بات کرا دیجئے۔ جی...... اچھا خیر...... شکریہ۔''

''کیا ہوا؟'' کیلی نے اس سے پوچھا۔

''ارل گرین برگ اور رابرٹ کا تبادلہ کسی اور تھانے میں کر دیا گیا ہے۔''

''عجیب اتفاق ہے۔'' کیلی اور پریشان ہو گئی۔

''ایک اور بات یاد آئی ہے مجھے۔'' ڈیانا نے کہا۔

''کیا؟''

''گرین برگ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آخری دنوں میں رچرڈ نے مجھے کوئی غیر معمولی بات تو نہیں بتائی تھی۔ میں اسے بتانا بھول گئی۔ رچرڈ نے کہا تھا کہ وہ واشنگٹن جا کر کسی سے ملے گا۔ عام طور پر وہ مجھے ساتھ لے کر جاتا تھا۔ لیکن اس موقعے پر وہ مصر تھا کہ تنہا ہی جائے گا۔''

کیلی چہرے پر حیرت کا تاثر لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ ''عجیب بات ہے۔ مارک بھی واشنگٹن جانے کا کہہ رہا تھا اور بھی اکیلے جانا چاہتا تھا۔''

''ہمیں اس کی وجہ معلوم کرنی ہو گی۔'' ڈیانا نے کہا۔

کیلی بھی کھڑکی کی طرف بڑھ آئی۔ اس نے باہر جھانک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کار تو اب بھی نہیں آئی۔ سنو مسز اسٹیونز، ہمیں یہاں سے نکل لینا چاہئے۔''

''ٹھیک ہے۔ چائنا ٹاؤن میں ایک ہوٹل ہے...... مندرین۔ کوئی نہیں سوچے گا کہ ہم وہاں ہوں گی۔ وہاں سے ہم مسٹر کنگسلے کو فون کریں گے۔''

............x............

ٹینر کنگسلے نے سر گھما کر اپنے چیف سیکورٹی آفیسر ہیری فلنٹ کو دیکھا جو اپنے اوپری ہونٹ پر گھاؤ کی وجہ سے ہر وقت مسکراتا نظر آتا تھا۔ ''ان دونوں کو ختم کر دو۔'' ٹینر نے اس سے کہا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 58

علیم الحق حقی

ایئر ہوسٹس نے جھک کر ہاروے ڈین سے کہا۔ ''اب آپ اپنی سیٹ بیلٹ کھول سکتے ہیں۔''

ہاروے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔ اس نے سیٹ بیلٹ کھولی اور سیٹ سے ٹیک لگالی۔ ''مجھے ایک جام مارٹینی کا مل سکتا ہے؟''

''کیوں نہیں۔''

ہاروے نے ڈیمین تھورن کو دیکھا جو ایک ناول میں کھویا ہوا تھا۔ ہاروے نے ہاتھ بڑھا کر اپنے بریف کیس کو چھوا اور اطمینان کی سانس لی۔ عام حالات میں وہ کبھی بے یقینی اور عدم تحفظ کا شکار نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ تو پلٹ کر دیکھتا تو اسے خوشی ہوتی کہ وہ زندگی میں کہاں سے چلا اور کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اس وقت بھی وہ خوش تھا۔ وہ ڈیمین کے ساتھ ایک پاور فل جیٹ طیارے میں بیٹھا لندن جا رہا تھا۔ ایک طرف وہ طیارہ اتنا طاقت ور تھا کہ انہیں بحر اوقیانوس پار کرا سکتا تھا دوسری طرف اس کی سہولیات کا یہ عالم تھا کہ لگتا تھا، وہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے سوئٹ میں موجود ہیں۔

ایئر ہوسٹس اس کے لئے جام لے آئی۔ اس نے جام سے ایک چسکی لی۔ اس کا دل خوش ہو گیا۔ مشروب اس کی پسند کے عین مطابق تھا۔

ہاروے ڈین اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا اور وہ خود سے بے خبر رہنے والا آدمی بھی نہیں تھا۔ اسے اپنی طاقت اور اپنی کمزوریوں کا پوری طرح ادراک تھا۔ یہ ادراک اپنی جگہ خود اس کی بہت بڑی طاقت تھا۔ اس کی ایک بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ لوگوں کو سمجھ نہیں پاتا تھا۔ انسانی فطرت کے بارے میں اس کی آگہی تو انا نہیں تھی۔ وہ لوگوں کے محرکات ٹھیک سے سمجھ نہیں پاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بیشتر موقعوں پر لوگوں کے ردعمل اس کے لئے خلاف توقع اور حیران کن ہوتے تھے۔ لیکن اعداد و شمار کے معاملے میں اس کی استعداد غیر معمولی تھی۔ کاروباری دنیا میں وہ ایک بیش قیمت اثاثہ تھا۔ کاروبار کے معاملے میں وہ بہت دور تک دیکھ لیتا تھا اور اس میں پیش بینی کی صلاحیت تھی۔ اس کی کاروباری فہم بھی غیر معمولی تھی۔ پریشانیوں اور رکاوٹوں کو وہ پیش آنے سے پہلے ہی بھانپ لیتا تھا۔

اپنی ان خصوصیات ہی کے زور پر ہاورڈ بزنس اسکول میں وہ ہونہار ترین طالب علم تھا اور تعلیم مکمل ہوتے ہی وہ دنیا کی سب سے بڑی کاروباری سلطنت کے بورڈ روم تک پہنچ گیا تھا۔

اسے اب بھی پال بوہر سے اپنی پہلی ملاقات جزئیات سمیت یاد تھی۔ لنچ کی وہ دعوت اس نے بڑے باوقار انداز میں قبول کی تھی۔ لیکن درحقیقت وہ اس بارے میں بے حد متجسس ہو رہا تھا۔

پال بوہر نے بھی گھما پھرا کر بات کرنے کی زحمت نہیں کی۔ اس نے اسے بتایا کہ تھورن انڈسٹریز کے ایگزیکٹوز بہت عرصے سے اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہارورڈ میں اس کی کارکردگی سے بے حد متاثر ہیں۔ پھر جب بوہر نے اس کی فائل دیکھی تو وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کارپوریشن کے صدر کی حیثیت سے اسے ذاتی طور پر تھورن کارپوریشن جوائن کرنے کی پیشکش کرنا اس کی ذمے داری تھی۔

ڈین کیلئے وہ بہت بڑی پیش کش تھی۔ کھانا ختم ہونے سے پہلے ہی اس نے اسے قبول کر لیا۔ بوہر سے تو وہ ابتدا ہی سے مسحور ہو گیا تھا۔

وہ بے حد بے رحم اور سفاک کاروباری ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اب سے بارہ سال پہلے پال بوہر ہی نے تھورن انڈسٹریز کو غذائی اجناس کی طرف کاروباری رخ کرنے پر قائل کیا تھا اور اسی کی وجہ سے آج تھوران انڈسٹریز دنیا کی سب سے بڑی کاروباری مملکت بن گئی تھی۔ بوہر ہی نے اندازہ لگایا تھا کہ سب سے زیادہ منافع فوڈ کے میدان میں ہی ہوگا۔

اس دعوت میں برانڈی کے دوسرے جام تک پہنچتے پہنچتے ڈین میں اتنی خود اعتمادی آ چکی تھی کہ اس نے پال بوہر سے وہ بات بھی پوچھ لی، جو پوچھنے کی اسے ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ ''کیا یہ سچ ہے کہ وہ تاریخی جملہ آپ نے ہی ادا کیا تھا، جو آج کاروباری تاریخ کا حصہ بن چکا ہے؟''

''کون سا جملہ؟'' پال بوہر نے بھویں اچکا کر اسے دیکھا۔

''اب ہمارے منفعت بخش مستقبل کی ضمانت صرف اور صرف قحط میں ہے...... قحط اور خشک سالی؟'' ڈین نے دہرایا۔

''ہاں...... کچھ ایسی ہی بات تھی۔'' پال بوہر نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

اس دعوت کے ایک ماہ بعد ہاروے ڈین نے تھورن کارپوریشن جوائن کر لی۔ دو ہفتے ہوتے ہوتے پال بوہر نے اس کی زندگی تبدیل کرنے کا عمل شروع کر دیا۔ اس کا آغاز بوہر کی مضافاتی اقامت گاہ میں دی گئی ویک اینڈ پارٹی سے ہوا۔ ڈین کی بیوی باربرا اس عرصے میں ہیمپٹنز میں چھٹیاں گزار رہی تھی۔ بوہر نے اس پارٹی میں اسے آتشہ سے ملوایا۔ آتشہ کا تعلق وینزویلا سے تھا۔ وہ اتنی آزاد خیال اور بے باک تھی کہ ڈین مرد ہو کر بھی اس بے باکی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک تو وہ بہت اچھا طالب علم رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے تعلیم کے سوا کبھی کسی چیز میں دلچسپی نہیں لی تھی۔

چناں چہ ہاروے ڈین ابتدا میں تو بوکھلا گیا۔ لیکن تعلیم کے علاوہ تمام معاملات میں کورا ہونے کی وجہ سے وہ آتشہ کے لئے تر نوالہ ثابت ہوا۔ آتشہ نے اسے ان جہانوں کی سیر کرائی، جن کی موجودگی تک کا اسے علم نہیں تھا۔

آتشہ ایک طرف تو اسے منشیات سے متعارف کرا رہی تھی اور دوسری طرف اس کے جسم پر کیمیکلز آزما کر اس کی خواہشات کو بھی مہمیز کر رہی تھی۔ پھر اسی دوران اس نے ہاروے ڈین پر بائبل بھی تھوپ دی۔ ہاروے مذہب سے بہت دور تھا۔ لیکن آتشہ نے اس پر بائبل کے صفحات میں چھپے اسرار عیاں کرنے شروع کر دیئے۔ ڈین لذتوں کے کسی اور ہی جہان میں پہنچ گیا۔ باتیں اس کی سمجھ میں آنے لگیں۔

پھر سب سے بڑا راز افشا کرنے کا وقت آ گیا۔ آتشہ نے اپنا کام اتنی خوش اسلوبی سے کیا تھا کہ جب اس نے ڈین کو ڈیمین تھورن کے بارے میں بتایا کہ درحقیقت وہ کون ہے تو وہ خوشی سے ناچنے لگا۔

اس دن ہاروے ڈین نے عہد کر لیا کہ وہ ہر حال میں ڈیمین تھورن کی پیروی اور اس کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے لئے ہنسی خوشی جان بھی دیدے گا۔ اس بات پر اسے خود بھی حیرت ہوئی کہ اس نے اپنی بیوی باربرا کو اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔ ورنہ وہ باربرا سے کچھ بھی نہیں چھپاتا تھا۔

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

قسط نمبر: 59

وہ چونکا اور اس نے خالی جام ایک طرف رکھ دیا۔ پرواز بے حد ہموار تھی۔

اس نے اپنے بریف کیس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور مطلوبہ کاغذات نکالے۔ بریف کیس اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ ''سوویت یونین نے مصر کو سویا بین پچاس ڈالر فی ٹن کے نرخ سے قرض کی بنیاد پر فروخت کرنے کی پیش کش کی ہے۔ قرض کی رقم پر ساڑھے سات فی صد سالانہ سود بھی ہوگا۔'' اس نے کہا۔ ''یہ ہمارے دیئے ہوئے نرخ سے آٹھ ڈالر فی ٹن کم ہے۔ دوسری طرف مصر کو کینیڈا نے 95 ڈالر فی ٹن کے نرخ سے مکئی کی پیش کش کی ہے۔ شرح سود 8.2 فی صد سالانہ ہوگی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے۔''

''ہمارے پاس سویا بین کا ذخیرہ کتنا ہے؟'' ڈیمین نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر پوچھا۔

''پوری دنیا میں 850 ملین ٹن۔''

''ٹھیک ہے۔ تم انہیں 30 ڈالر فی ٹن کے نرخ سے سویا بین دے دو۔''

''نقد؟''

''ارے نہیں بھئی، نقد وہ کہاں لیں گے۔''

''تو قرض کی واپسی......''

''5 فیصد سالانہ شرح پر دس سال کیلئے۔'' ڈیمین نے کہا۔ ''اس کے نتیجے میں مصر کی حکومت دس سال تک ہماری مٹھی میں رہے گی۔''

ہاروے ڈین نے اپنے پیڈ پر اسے نوٹ کرلیا۔

ڈیمین کہے جا رہا تھا۔ ''صدر صاحب این ایل ایف رپورٹ کیلئے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن میں انہیں اس وقت تک وہ رپورٹ نہیں دینا چاہتا، جب تک اس کی افادیت ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ بتاؤ، اس بند کے ٹوٹنے کا الزام اسرائیل پر لگانے میں ہمیں کتنا وقت لگے گا؟''

''ہمارا ایک چیلا شروڈر تل ابیب میں موجود ہے۔'' ہاروے ڈین نے کہا۔ ''وہ اسرائیلی وزارت دفاع میں انڈر سیکریٹری کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ بوہر نے رات اس سے بات کی تھی۔ شروڈر کا کہنا ہے کہ وہ جعلی دستاویزات تیار کرا رہا ہے۔''

''تفتیش پر کوئی ہماری طرف انگلی تو نہیں اٹھا سکے گا؟''

''بوہر اس طرف سے مطمئن ہے۔'' ڈین نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وقت کتنا لگے گا؟''

''زیادہ سے زیادہ دو تین ہفتے۔''

''بہت خوب۔''

''ایک بات پوچھوں؟''

ڈیمین نے چونک کر اسے دیکھا۔ مگر فوراً ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہودی تو ہمارے حلیف ہیں۔''

''حلیف نہیں، آلہ کار کہو۔ اور حکومتوں میں اہم عہدوں پر فائز ذمے دار لوگ کبھی کبھی دماغ سے سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے میں وہ ہمارے حلقہ اثر سے باہر نکلنے لگتے ہیں۔ تب ہمیں سازشیں کرنی پڑتی ہیں، انہیں پھنسانا پڑتا ہے۔ کسی کو حلیف بنائے رکھنے کیلئے بھی تو بہت کچھ کرنا ہے۔''

ڈین نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈیمین دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

چند منٹ بعد ڈیمین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ''باربرا کا کیا حال ہے؟''

ویک اینڈ تک وہ لندن پہنچ جائے گی۔'' ڈین نے جواب دیا۔ ''پانچ دن کا سمندری سفر ہے۔ میں نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ چلے لیکن وہ فلائٹ کے دوران بچے کو جنم دینے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔''

ڈیمین نے دانت نکال دیئے۔ ''حالانکہ پیدا ہونے کیلئے ہوائی جہاز سے بہتر جگہ ہو ہی نہیں سکتی۔''

ڈین مسکرایا۔ پھر اس نے ایک مالیاتی رپورٹ اٹھائی اور اس کا جائزہ لینے لگا۔ باقی پرواز کے دوران ان کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ دونوں اپنے اپنے انداز میں ریلیکس کر رہے تھے۔

..................xxx..................

جب وقت تھورن انڈسٹریز کا جیٹ ہیتھرو ایئرپورٹ پر اترنے کیلئے چکر لگا رہا تھا عین اس وقت فادر ڈی کارلو اپنے راہبوں کو اپنے گرد جمع کئے ہوئے تھا۔

خانقاہ کے نیچے زمین دوز کوٹھری میں وہ ایک ایک کر کے داخل ہوئے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ بازو ان کے سینوں پر بندھے تھے۔ آخری راہب کے اندر آنے کے بعد فادر ڈی کارلو نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 60 — علیم الحق حقی

راہب نیم دائرے کی شکل اختیار کرتے ہوئے کمر کے بل جھک گئے۔

فادر ڈی کارلو نے صلیب کے نیچے رکھی ہوئی بائبل اٹھائی، اس میں پیش گوئیوں کی کتاب کھولی اور پڑھنا شروع کیا۔ ''......اور پھر آسمان پر ایک عجیب معجزہ رونما ہوا۔ ایک عورت سورج جس کا لباس تھا اور چاند جس کے قدموں کے نیچے تھا اور جس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔

''اور اس عورت کی کوکھ میں بچہ تھا اور وہ دردزہ کے کرب سے نڈھال رو رہی تھی۔

''پھر آسمان میں ایک اور معجزہ دیکھنے میں آیا۔ وہ ایک بہت بڑا سرخ ڈریگون تھا، جس کے سات سر اور دس سینگ تھے اور اس کے سات سروں پر سات تاج بھی تھے۔

اور اس کی دم آسمان کے ایک تہائی ستاروں کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

''ڈریگون عورت کے سامنے تن کر کھڑا ہو گا جو بچہ جننے ہی والی تھی۔ تاکہ جیسے ہی بچہ پیدا ہو، ڈریگون اسے نگل سکے۔

''اور عورت نے ایک لڑکے کو جنم دیا، جسے روئے زمین پر موجود تمام قوموں پر حکمرانی کرنی تھی۔

''عورت جنگل کی طرف بھاگی، جہاں خدا نے ایک مقام تیار کر رکھا تھا......

فادر نے سر جھکا لیا اور جیسے خاموشی سے دعا کرنے لگا۔ پھر وہ تبرکات کے صندوق کی طرف مڑا۔ اس دوران راہب مناجات پڑھنے لگے تھے۔ فادر نے صندوق کھول کر چمڑے کی وہ تھیلی نکالی، اس میں سے خنجر نکالے اور انہیں ترتیب کے ساتھ صلیب کے نیچے رکھنے لگا۔ خنجروں کے چمک دار پھلوں کا رخ باہر کی طرف تھا۔

مناجات ختم ہوئی تو فادر قربان گاہ پر جھک گیا۔ کوٹھری میں خاموشی چھا گئی تھی۔

''اے سب سے بڑھ کر بچانے والے، تیرے خادم فادر اسپلیٹو نے ہمیں زمین پر اینٹی کرائسٹ کے وجود کی شناخت کرائی۔'' فادر ڈی کارلو نے سرگوشی میں کہا۔ ''تو ہماری رہنمائی کر اور ہمیں طاقت عطا فرما کہ ہم دنیا کو ڈیمین تھورن کے وجود سے پاک کر دیں اور یوں کرائسٹ کی دوبارہ آمد کی راہ ہموار ہو۔''

فادر نے دونوں ہاتھ خنجروں پر پھیلا دیئے۔

''اے برکتیں نازل کرنے والے، یہ مگیدو کے سات مقدس خنجر ہیں جو آپ کی عطا ہیں۔ ان کا مقصد تاریکی کے شہزادے کو ختم کرنا ہے، جو روشنی کے شہزادے کو ختم کرنا چاہتا ہے......''

تمام راہبوں نے سرگوشی میں آمین کہا۔

فادر ڈی کارلو اٹھ کھڑا ہوا اور ان کی طرف مڑا۔ ''اب تم میں سے ہر ایک باری باری آگے آئے اور خود کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرے۔

''برادر مارٹن۔''

ایک پستہ قامت آدمی آگے بڑھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور چہرے چمکدار، وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک خنجر اٹھا لیا۔ خنجر کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا۔

''برادر پاؤلو۔'' فادر نے پکارا۔

سیاہ فام راہب آگے بڑھا۔

''برادر سائمن۔''

وہ سب سے کم عمر اور خوبرو راہب تھا۔

''برادر انٹونیو۔''

وہ بہت طاقتور راہب تھا۔ اس کی سیاہ داڑھی بھی گھنی تھی اور بال بھی۔

اس کی عمر چالیس سے کچھ کم ہو گی۔ چہرے سے وہ بہت مہربان لگتا تھا۔

''برادر بینیڈ۔''

وہ سانولی رنگت کا جوان آدمی تھا۔ چہرے پر اذیت کا ایسا تاثر تھا، جیسے ساری دنیا کا بوجھ اس کے کندھوں پر ہو۔

صلیب کے نیچے اب صرف ایک خنجر باقی رہ گیا۔ فادر ڈی کارلو نے اسے اٹھا لیا اور پلٹ کر دوسرے راہبوں کا سامنا کیا۔ ''یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے اپنی اپنی روح کی گہرائی سے دعا کرنی چاہئے...... خاموشی کے ساتھ۔''

ذرا دیر بعد وہ سب کوٹھری سے نکل آئے۔ ہال وے سے گزر کر وہ راہ داری میں آئے اور اپنی اپنی کوٹھری میں داخل ہوئے۔ وہ چھوٹے چھوٹے کمرے تھے، جن میں ایک بیڈ، ایک ٹیبل اور ایک جگ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اپنی اپنی کوٹھریوں میں ہر راہب کے بیڈ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے دعا کرنے لگا۔ ہر ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔

نیچے زمین دوز کوٹھری میں فادر ڈی کارلو سب کیلئے دعا کر رہا تھا۔ ''اے خدا، ہم اس راہ میں سر سے کفن باندھ کر نکلے ہیں۔ ہمارے گناہ معاف کر کے ہمارے وجود پاک کر دے۔ ہماری رہ نمائی فرما۔ ہمیں حوصلہ اور طاقت عطا کر۔ ہمیں شیطان اور اس کے بیٹے اینٹی کرائسٹ سے جنگ کے قابل بنا دے۔

''اور ہم جو اپنے آقا کی دوبارہ آمد کا صدیوں سے رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں، تو اب آقا کی آمد کے وقت کا تعین ہو گیا ہے۔ تو اس وقت سے پہلے اینٹی کرائسٹ کو تباہ ہو جانا چاہئے۔ یعنی ہمارے پاس بہت کم مہلت ہے۔ ہمیں اس قلیل وقت میں اپنا کام مکمل کرنا نصیب فرمایئے۔''

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ لیکن اوپر اسے کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن پھر اسے جیسے مستقبل کا ایک منظر نظر آیا۔ وہ اس منظر کو یادداشت میں محفوظ کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔

راہ داری میں تمام راہب کھڑے تھے۔

''میرے بھائیو۔'' فادر نے انہیں مخاطب کیا۔ ''یاد رکھو۔ یہ سات خنجر اور ہم سات انسان ہی ہیں جو اس وقت شیطان کے بیٹے اور خدا کے بیٹے کے درمیان کھڑے ہیں اور ہمیں ہر قیمت پر شیطان کے بیٹے کو مٹا ڈالنا ہے۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 61 علیم الحق حقی

فادر ڈی کارلو کو اس وقت رابرٹ تھورن کا خیال آیا، جس کے بیٹے کو پیدا ہوتے ہی قتل کردیا گیا تھا۔ تاکہ اینٹی کرائسٹ کے لئے جگہ بنائی جاسکے۔ رابرٹ تھورن کے بچے کا سر بھاری پتھر سے کچل دیا گیا تھا اور مادہ گیدڑ سے پیدا ہونے والی شیطان کی اولاد کو اس کی جگہ دے دی گئی تھی۔ اس بات کا اعتراف اس کے سامنے فادر اسپلیٹو نے کیا تھا جو شیطان کے بیٹے کی پیدائش کے انتظامات میں شامل رہا تھا۔

فادر نے رابرٹ تھورن کیلئے دعا کی، جس نے اینٹی کرائسٹ کی پرورش کی تھی اور جس کا صلہ اسے یہ ملا تھا کہ اینٹی کرائسٹ نے اس کی بیوی کو قتل کردیا تھا۔ کیونکہ وہ رابرٹ تھورن کے دوسرے بچے کو جنم دینے والی تھی...... وہ بچہ جو اینٹی کرائسٹ کا حصے دار اور اس کی راہ کی رکاوٹ بن سکتا تھا۔ پھر رابرٹ تھورن کو یہ سب کچھ معلوم ہوگیا تو اس نے انہی مقدس خنجروں کی مدد سے اینٹی کرائسٹ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے پہلے ہی ایک پولیس مین کی گولیوں نے اسے چھید ڈالا۔

پھر رابرٹ تھورن کا بھائی تھا...... رچرڈ تھورن، جس نے بے خبری میں اینٹی کرائسٹ کو بے حد محبت کے ساتھ پالا پوسا اور جوان کیا۔ پھر وہ اپنی بیوی کے ساتھ صفحۂ ہستی سے یکسر مٹا دیا گیا۔

ان کے علاوہ بھی اور لوگ تھے، جو موت سے ہم آغوش ہوئے۔ ان میں بے خبر اور معصوم بھی تھے اور وہ بھی تھے جو سوچ سمجھ کر اینٹی کرائسٹ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ناکام رہے۔

لیکن اب ناکامی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اب دنیا کی قسمت کا انحصار ان پر تھا...... ایک پادری اور چھ راہب...... امن کے پیغام بر، محبت کرنے والی سات مہربان روحیں جنہیں صرف نرمی، مہربانی، درگزر اور انسانیت سکھائی گئی تھی۔ مگر اب انہیں تشدد ہونا تھا۔ اپنی فطرت کے برعکس انہیں زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے خون بہانا تھا، زندگی بچانے کے بجائے قتل کرنا تھا اور وہ ان کے لئے آسان نہیں تھا۔

میلان میں اپنے عرصۂ جوانی میں ڈی کارلو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ ایک دن اس پر یہ ذمے داری بھی ڈالی جائے گی۔ وہ تو خدا کا خدمت گار تھا۔ اس کے بندوں کو نرمی اور محبت سے راستہ دکھانے والا تھا۔ وہ تو انسانوں کی فلاح کیلئے اور زمین پر خدا کی حکمرانی کے لئے کام کرنے والا تھا اور اس کیلئے وہ پوری دنیا میں پھرا تھا۔ اس نے فضائی سفر بھی کئے تھے۔ ملک ملک سیمینار منعقد کئے تھے۔ اس لئے وہ انسانوں کا ہر روپ دیکھ چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا کیسی ہے۔ وہ تصور کرسکتا تھا۔ لیکن یہ معصوم راہب...... یہ تو کچھ بھی نہیں جانتے...... اچھائی کے سوا۔

ان کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے......!

..........☆..........

ہیری فلٹ ان عورتوں کا معاملہ خوش اسلوبی سے نمٹا دے گا۔ ٹیمز نے بے حد طمانیت سے سوچا۔ فلٹ نے کبھی اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ فلٹ عجیب انداز میں اس کی زندگی میں آیا تھا۔ برسوں پہلے اس کے دردمند اور انسان دوست بھائی اینڈریو نے رہا ہونے والے قیدیوں کے لئے ایک گھر بنایا تھا تاکہ وہ دوبارہ شہری زندگی سے مطابقت پیدا کرسکیں۔ اس کے علاوہ وہ ان کے لئے روزگار بھی تلاش کرتا تھا۔

ٹیمز کے پاس ان لوگوں کے لئے کچھ اور ہی سفر بہ تھا۔ وہ "سابق مجرم" کی اصطلاح پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جن مجرموں کو اپنی سزا مکمل کرنے کے بعد رہائی ملتی، وہ ان کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتا۔ اگر ان کی اہلیت اس کی ضرورت کے مطابق ہوتی تو وہ انہیں اپنے ذاتی کاموں کے لئے استعمال کرتا، جنہیں وہ نازک کام کہا کرتا تھا۔

اس نے ونس کاربالو نامی ایک سابق مجرم کو کے آئی جی میں کام کرنے کے لئے منتخب کیا۔ کاربالو بے حد جسیم آدمی تھا، جس کے چہرے پر جھنکاڑ جیسی داڑھی تھی۔ اس کا جیل کا ریکارڈ بے حد طویل تھا۔ اس پر قتل کا مقدمہ بھی چلا تھا اور اس کے خلاف کیس بہت مضبوط تھا۔ لیکن جیوری کے ایک رکن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے فیصلہ منقسم ہوگیا۔ چند ہی لوگ جانتے تھے کہ جیوری کے اس رکن کی بیٹی غائب ہوگئی ہے اور گھر سے ایک رقعہ ملا ہے۔ رقعے میں لکھا تھا......

اگر تم خاموش رہو گے تو تمہاری بیٹی کی قسمت کا فیصلہ جیوری کے فیصلے کے عین مطابق ہوگا۔

اب یہ سمجھ لو کہ قتل کا مقدمہ تمہاری بیٹی پر چل رہا ہے۔

کاربالو اس طرح کا آدمی تھا، جس کی ٹیمز کو ضرورت تھی۔

ٹیمز نے ایک اور سابق مجرم ہیری فلٹ کے بارے میں بھی معلومات کرائیں۔ تفصیلی معلومات کی روشنی میں اس نے بلا جھجک فیصلہ کیا کہ فلٹ بھی اس کے مطلب کا آدمی ہے۔

ہیری فلٹ ڈیٹرائٹ کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ ایک ناکام سیلز مین تھا جو دن بھر گھر میں پڑا اپنی قسمت اور زمانے کو کوستا رہتا تھا وہ ایذا پسند بھی تھا۔ ذرا سا موقع ملنے پر بیٹے کی زبردست ٹھکائی لگانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ مارنے کے لئے وہ رولر یا بیلٹ استعمال کرتا یا پھر کوئی بھی چیز جو اس کے ہاتھ لگ جاتی۔ بیٹے کی مرمت کر کے ہی کچھ اس کی ناکامیوں کا ازالہ ہوتا تھا۔

ہیری فلٹ کی ماں ایک باربر شاپ میں خدمت گار تھی۔ باپ کے برعکس وہ بے حد نرم خو، مہربان اور محبت کرنے والی تھی۔ ان دو متضاد اور متصادم رویوں کے درمیان ہیری کی شخصیت پروان چڑھ رہی تھی۔

ماں کی محبت کی بھی ایک وجہ تھی۔ دوران حمل ڈاکٹر نے اسے بتادیا تھا کہ اس بڑھاپے میں یہ حمل ایک معجزہ ہے اور اس کے بعد وہ کبھی ماں نہیں بن سکے گی۔ پھر جب ہیری پیدا ہوا تو ماں کی محبت اس کیلئے دھوپ میں چھاؤں اور گرمی میں ٹھنڈی ہوا کی طرح تھی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 62

علیم الحق حقی

ماں اسے دیوانہ وار چومتی اور لپٹاتی۔ لیکن پھر یہ ہوا کہ ماں چومتی تو ہیری کو تھتھڑ جانے کا احساس ہوتا...... جیسے ماں اسے گندا کر رہی ہے۔ وہ بڑا ہوا تو اسے چھوئے جانے سے نفرت ہو چکی تھی۔

ہیری فلنٹ چودہ سال کا تھا تو اس نے بیس منٹ میں ایک چوہے کو گھیر لیا اور اسے پیروں سے کچل کر رکھ دیا۔ چوہے کو آہستہ آہستہ اور اذیت کے ساتھ مرتے دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ اس میں جان لینے کی بے پناہ طاقت ہے۔ اسے احساس ہوا کہ جیسے وہ خدا ہے۔ اسے اپنی عظمت کا ادراک ہوا اور وہ خود ہی اس کا قائل ہو گیا۔

لیکن اب اس احساس کو تازہ کرنا اس کی ضرورت بن گیا۔ اس کے لئے وہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کو ختم کرنے لگا۔ پاس پڑوس کے آوارہ اور پالتو جانور یکساں طور پر اس کی وحشت کا شکار ہونے لگے۔ ہیری فلنٹ کے اپنے تئیں نہ وہ کوئی ذاتی عناد کا نتیجہ تھا اور نہ ہی شیطنت کا اظہار۔ وہ تو بس خدا کی دی ہوئی ایک صلاحیت تھی اور اسے اس سے استفادہ کرنا تھا۔

اس کے برہم پڑوسیوں نے جن کے پالتو جانوروں کو اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا جا رہا تھا، پولیس میں رپورٹ درج کرائی۔ چنانچہ مجرم کو پکڑنے کے لئے جال تیار کیا گیا۔ پولیس نے چارے کے طور پر ایک اسکاٹش ٹیریئر کو ایک مکان کے لان میں باندھ دیا۔ پھر وہ اس کی نگرانی کرنے لگے۔ ایک رات انہوں نے ہیری فلنٹ کو کتے کی طرف بڑھتے دیکھا۔

ہیری نے کتے کے جبڑے کھول کر جائزہ لیا۔ پھر وہ ایک پٹاخہ اس کے جبڑے میں ڈال ہی رہا تھا کہ پولیس نے اسے دھر لیا۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کی جیب سے ایک خون آلود نکیلا پتھر اور ایک پانچ انچ کے پھل والا چاقو نکلا۔

ہیری کو ایک سال کے لئے اصلاح گھر بھیج دیا گیا!

اصلاح گھر میں پہلے ہی ہفتے اس نے ایک اور لڑکے پر حملہ کر دیا۔ لڑکا شدید زخمی ہوا۔ ہیری فلنٹ کو ایک ماہرِ نفسیات کو دکھایا گیا، جس نے اسے نفسیاتی مریض قرار دے دیا۔ "یہ لڑکا خطرناک ہے۔" اس نے کہا۔ "اسے دوسرے لڑکوں سے دور رکھو۔"

اصلاح گھر سے عبوری رہائی ملی تو ہیری پندرہ سال کا ہو چکا تھا۔ وہ اسکول گیا۔ وہاں کچھ لڑکے ایسے تھے، جو اسے ہیرو سمجھتے تھے۔ یوں وہ چھوٹا سا گینگ بن گیا۔ وہ لوگ چھوٹے موٹے جرائم کرنے لگے۔ مثلاً جیب تراشی، خواتین سے پرس چھیننا، دکانوں سے چیزیں اڑانا وغیرہ وغیرہ۔ اور ہیری اس گینگ کا سرغنہ تھا۔

ایک رات ایک گلی میں جھگڑے کے دوران ہیری کے ہونٹوں پر چاقو لگا۔ یوں وہ ہمیشہ مسکراتا دکھائی دینے لگا۔

لڑکے بڑے ہوئے تو کار لفٹنگ کی نوبت آ گئی۔ پھر نقب زنی اور ڈکیتی ہونے لگی۔ ایک ڈکیتی کے دوران گڑبڑ ہو گئی اور دکاندار مارا گیا۔ ہیری فلنٹ پر مسلح ڈکیتی اور قتل کا الزام عائد کر دیا گیا۔ مقدمہ چلا اور اسے دس سال کی سزا ہو گئی۔ جیل وارڈن کا کہنا تھا کہ اس نے زندگی میں ایسا سفاک اور بے رحم قیدی کوئی اور نہیں دیکھا۔

ہیری فلنٹ کی آنکھوں میں کوئی بات تھی جو دوسرے قیدیوں کو اس سے دور رہنے پر مجبور کرتی تھی۔ وہ اس سے دہشت زدہ تھے۔ لیکن اس کی شکایت کرنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی۔

ایک دن ایک گارڈ ہیری فلنٹ کی کوٹھری کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس کی نظر کوٹھری کی طرف اٹھی تو اسے اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آیا۔ ہیری فلنٹ کا ساتھی قیدی اپنے ہی خون میں ڈوبا پڑا تھا۔ ہیری نے اسے اتنا مارا تھا کہ وہ ختم ہو گیا تھا۔

گارڈ نے ہیری کو دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔ "خبیث...... اب تم نہیں بچو گے۔ اب تو تمہیں برقی کرسی ہی نصیب ہو گی۔" گارڈ نے کہا۔

ہیری فلنٹ نے بے حد آہستگی سے اپنا بایاں بازو اٹھایا۔ تب گارڈ کو بازو میں پیوست وہ بڑا چاقو نظر آیا۔ فلنٹ نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں نے محض اپنا دفاع کیا ہے۔"

کوٹھری کے دوسرے قیدیوں نے کبھی کسی کو نہیں بتایا کہ ہیری فلنٹ نے ساتھی قیدی کو بغیر کسی وجہ کے بڑی بے دردی سے مار مار کر ختم کر دیا تھا اور اس کے مرنے کے بعد اس نے اپنے گدے کے نیچے سے چاقو نکال کر اپنے بائیں بازو میں پیوست کر دیا تھا۔

میٹر کو ہیری فلنٹ کی جو خوبی سب سے زیادہ پسند تھی، وہ یہ تھی کہ ہیری فلنٹ کو اپنے کام سے عشق تھا۔

میٹر کو وہ پہلا موقع یاد تھا، جب ہیری فلنٹ نے اپنی افادیت اس پر ثابت کی تھی۔ ٹوکیو کے ایمرجنسی ٹرپ کے دوران......

☆

"پائلٹ سے کہو کہ چیلنجر کو تیار رکھے۔ ہمیں جاپان جانا ہے۔ بس ہم دونوں ہوں گے۔"

وہ خبر ایک برے وقت میں آئی تھی اور فوری طور پر ایکشن لینا تھا۔ معاملہ اتنی حساس نوعیت کا تھا کہ اسے کسی اور پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ میٹر نے اکیدا آئسو سے ٹوکیو میں ملاقات کا اہتمام کیا تھا اور اوکورا ہوٹل میں کمرا بک کرا لیا تھا۔

جہاز بحرالکاہل عبور کر رہا تھا اور اس دوران میٹر اپنی حکمت عملی ترتیب دے رہا تھا۔ جہاز کے اترتے اترتے وہ ایک ایسا لائحہ عمل ترتیب دے چکا تھا، جس میں اس کی شکست کسی زاویے سے ممکن نہیں تھی۔

ناریتا ایئرپورٹ سے ہوٹل تک ایک گھنٹے کی ڈرائیو تھی۔ میٹر کو اس پر حیرانی ہوتی تھی کہ ٹوکیو کبھی نہیں بدلتا۔

اکیرا آئسو فیومیکو ماشیمو ریسٹورنٹ میں اس کا منتظر تھا۔ اس کی عمر پچاس سے متجاوز تھی۔ اس نے اٹھ کر میٹر کا خیر مقدم کیا، "آپ سے ملاقات میرے لئے اعزاز ہے مسٹر کنگسلے۔" اس نے کہا۔ "سچ تو یہ ہے کہ آپ کے رابطہ کرنے پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اتنا طویل سفر طے کر کے صرف مجھ سے ملنے کے لئے کیوں آئے ہیں۔"

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 63

علیم الحق حقی

ٹیئز مسکرایا۔'' میں خوش خبری لایا ہوں...... ایسی خوش خبری جو فون پر نہیں سنائی جاسکتی تھی۔ میرا خیال ہے، میں تمہیں بہت خوش قسمت بنا سکتا ہوں۔ خوش قسمت بھی اور بے حد...... بے حد امیر بھی۔''

اکیرا نے تجسس سے اسے دیکھا۔'' فرمائیے۔ ایسی کیا بات ہے؟''

اسی وقت سفید جیکٹ پہنے ویٹر ان کی طرف چلا آیا۔'' کاروباری گفتگو شروع کرنے سے پہلے کھانے کا آرڈر دے دیں۔'' ٹیئز نے کہا۔

'' جو آپ کی مرضی مسٹر ٹنکسلے۔ آپ کو جاپانی ڈشوں کی آگہی ہے؟ یا میں آرڈر دوں؟''

'' شکریہ۔ میں خود ہی آرڈر دوں گا۔ تمہیں سوشی پسند ہے؟''

'' جی ہاں۔''

ٹیئز نے ویٹر کو آرڈر نوٹ کرایا۔ اکیرا مسکرا رہا تھا۔

کھانے کے دوران ٹیئز نے کہا۔'' تم ایک بہت اچھی کمپنی کیلئے کام کرتے ہو مسٹر آئسو...... ٹوکیو فرسٹ انٹرنیشنل گروپ۔''

'' جی ہاں۔ شکریہ۔''

'' تمہیں ان کے ساتھ کتنا عرصہ ہو گیا؟''

'' دس سال۔''

'' دس سال بڑی مدت ہوتی ہے مسٹر آئسو۔'' ٹیئز نے اکیرا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اتنے وقت کے بعد تو تبدیلی آنی ہی چاہئے۔''

'' میں ایسا کیوں کروں گا مسٹر ٹنکسلے؟''

'' کیونکہ میں جو پیشکش کر رہا ہوں، اسے تم مسترد کر ہی نہیں سکتے۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم کتنا کما لیتے ہو۔ لیکن میں تمہیں کے آئی جی میں کام کرنے کیلئے اس سے دگنی تنخواہ اور مراعات آفر کر رہا ہوں۔''

'' یہ ممکن نہیں ہے مسٹر ٹنکسلے۔''

'' کیوں نہیں۔ اگر بات معاہدے کی ہے تو میں تمہیں اس سے آزادی دلانے کے لئے......''

اکیرا نے اپنی چوپ اسٹکس نیچے رکھ دیں۔'' مسٹر ٹنکسلے، جاپان میں جب ہم کسی کمپنی کے لئے کام کرتے ہیں تو وہ ہماری فیملی ہوتی ہے اور جب ہم کام کرنے کے قابل نہیں رہتے تو وہی ہمارا خیال رکھتی ہے۔''

'' لیکن میں تمہیں دولت میں تول......''

'' نہیں۔ آئی شیا سائی شن۔''

'' کیا؟''

'' اس کا مطلب ہے کہ ہم وفاداری کو دولت پر فوقیت دیتے ہیں۔'' اکیرا آئسو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔'' آپ نے مجھے کیوں منتخب کیا؟''

'' کیونکہ میں نے تمہاری بہت تعریفیں سنی ہیں۔''

'' مجھے افسوس ہے کہ آپ نے بلا وجہ اتنے طویل سفر کی زحمت اٹھائی۔ مسٹر ٹنکسلے، میں ٹوکیو فرسٹ انٹرنیشنل گروپ کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔''

'' بہر حال مجھے تو کوشش کرنی تھی۔''

'' آپ کو برا تو نہیں لگا؟''

ٹیئز ہنسنے لگا۔'' نہیں بھئی۔ ہاں میں نے یہ ضرور سوچا کہ کاش میرے پاس تم جیسے ملازم ہوتے۔'' پھر اسے کچھ یاد آیا۔'' ارے ہاں...... میں تمہارے اور تمہاری فیملی کے لئے ایک تحفہ لایا تھا۔ میرا ایک ساتھی وہ تحفہ تم تک پہنچائے گا۔ ابھی ایک گھنٹے بعد وہ تمہارے ہوٹل آئے گا۔ اس کا نام ہیری فلنٹ ہے۔''

ہوٹل کی ایک خادمہ نے اکیرا آئسو کی لاش دریافت کی۔ وہ وارڈروب میں ایک ہک سے لٹکی ہوئی تھی۔ سرکاری طور پر وہ خودکشی کا کیس تھا۔

مندرین ہوٹل کی عمارت دو منزلہ اور خاصی ڈراؤنی تھی۔ عمارت روٹ اسٹریٹ سے تین بلاک کے فاصلے پر چائنا ٹاؤن کے قلب میں واقع تھی۔

کیلی اور ڈیانا ٹیکسی سے اتریں۔ ڈیانا نے سامنے سڑک کے پار ایک بل بورڈ دیکھا، جس پر کیلی کی تصویر بنی تھی۔ تصویر میں وہ بہت خوبصورت ڈریسنگ گاؤن پہنے ہوئے تھی۔ اس کے ہاتھ میں پرفیوم کی ایک شیشی تھی۔ ڈیانا نے حیرت سے بورڈ کو دیکھا اور کیلی سے کہا۔'' تو یہ ہو تم۔''

'' تم غلط کہہ رہی ہو مسز اسٹیونز۔ میں یہ نہیں ہوں۔ ہاں، میں یہ کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ پلٹی اور ہوٹل کی لابی میں داخل ہو گئی۔ چند لمحے بعد ڈیانا بھی اس کے پیچھے چل دی۔

چھوٹی سی لابی میں ڈیسک کے عقب میں ایک چینی جوان بیٹھا'' دی چائنا پوسٹ'' کا تازہ شمارہ دیکھ رہا تھا۔

'' ہمیں رات گزارنے کیلئے ایک کمرا چاہئے۔'' ڈیانا نے کہا۔

چینی جوان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ بے حد خوبصورت اور قیمتی لباس میں تھیں۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ اس ہوٹل میں کمرا مانگ رہی ہیں۔ پھر تیزی سے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے وہ اٹھا۔'' جی ضرور۔'' اس نے ایک بار پھر ان کے جدید فیشن کے ڈریس کا جائزہ لیا اور بولا۔'' کرایہ سو ڈالر ہو گا۔''

کیلی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ کرایہ سن کر اسے شاک لگا تھا۔'' سو ڈا......''

ڈیانا نے جلدی سے کہا۔'' ٹھیک ہے۔ مناسب ہے۔''

'' اور آپ کو پیشگی ادا کرنا ہو گا۔''

ڈیانا نے اپنا پرس کھولا، کچھ نوٹ نکالے اور کلرک کی طرف بڑھا دیئے۔ کلرک نے اسے ایک چابی دی۔'' کمرا نمبر دس۔ سیدھے ہال میں جائیں اور پھر بائیں جانب مڑ جائیں سامان ہے آپ کے پاس؟''

'' سامان بعد میں آئے گا۔'' ڈیانا نے کہا۔

'' کسی چیز کی ضرورت ہو تو لنگ کو کہئے گا۔''

'' لنگ؟'' کیلی نے دہرایا۔

'' جی۔ لنگ آپ کی خادمہ کا نام ہے۔''

وہ دونوں نیم روشن ہال کی طرف چل دیں۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 64

علیم الحق حقی

''تم نے اسے زیادہ رقم دے دی ہے۔'' کیلی نے ڈیانا سے کہا۔

''جان سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔''

''مجھے تو یہ جگہ ہی محفوظ نہیں لگتی۔''

''پریشان نہ ہو۔ ابھی تو کام چلانا ہے۔ پھر کوئی اچھی جگہ دیکھیں گے اور ہاں ''مسٹر کنگسلے بھی تو ہیں۔''

وہ کمرا نمبر دس کے سامنے رکیں۔ ڈیانا نے چابی لگا کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ کمرا چھوٹا تھا اور بو سے لگتا تھا کہ بہت عرصے سے خالی پڑا ہے۔ وہاں دو جڑواں بیڈ تھے۔ بیڈ شیٹس شکن آلود تھیں۔ ایک ڈیسک کے سامنے دو بوسیدہ کرسیاں پڑی تھیں۔

کیلی نے گردوپیش کا جائزہ لیا۔ اس کا منہ بن گیا۔ ''کمرا چھوٹا ہے، کوئی بات نہیں۔ لیکن میں نے اتنا بدصورت کمرا آج سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ میں شرط لگانے کو تیار ہوں کہ آج تک اس کی صفائی نہیں ہوئی ہے۔'' اس نے کشن کو انگلی سے تھپ تھپایا۔ گرد اڑنے لگی۔ ''سوچنے کی بات یہ ہے کہ موصوفہ لنگ یہاں آخری بار کب آئی تھیں۔''

''بس ایک رات کی تو بات ہے۔'' ڈیانا نے اسے تسلی دی۔ ''اب میں مسٹر کنگسلے کو فون کروں گی۔''

ڈیانا نے ٹینر کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور اس پر چھپا ہوا نمبر ہوٹل کے فون پر ملانے لگی۔ کیلی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''ٹینر کنگسلے۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

ڈیانا نے سکون کی سانس لی۔ ''مسٹر کنگسلے۔ میں ڈیانا اسٹیونز بول رہی ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو زحمت دے رہی ہوں۔ مگر مجھے اور مسز ہیرس کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ کوئی ہمیں قتل کرنے کے درپے ہے اور وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ بلکہ ہماری سمجھ میں تو یہ بھی نہیں آرہا ہے کہ ہو کیا رہا ہے۔ ہم بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔''

''مجھے خوشی ہے مسز اسٹیونز کہ آپ نے کال کیا۔'' دوسری طرف سے ٹینر نے کہا۔ ''آپ اب پرسکون ہو جائیں۔ ابھی ابھی ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سب کچھ کرا رہا ہے۔ اب آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آپ دونوں محفوظ ہیں۔ آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔''

ڈیانا نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں اور دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ ''آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کون ہے، جو......''

''یہ فون پر کرنے والی بات نہیں۔ میں ملاقات ہونے پر بتاؤں گا۔ آپ لوگ جہاں ہیں، وہیں رکی رہیں۔ میں ابھی آدھے گھنٹے میں آپ لوگوں کو لینے کے لئے کسی کو بھیجتا ہوں۔''

''ہم......'' ڈیانا کہنا چاہتی تھی۔ لیکن رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ ڈیانا نے ریسیور رکھا اور مسکراتے ہوئے کیلی کو دیکھا۔ ''اچھی خبر ہے۔'' وہ بولی۔ ''ہماری پریشانیاں ختم ہو گئیں۔''

''کیا کہہ رہا تھا وہ؟''

''اسے معلوم ہو گیا ہے کہ کون ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب ہم محفوظ ہیں۔''

کیلی نے گہری سانس لے کر کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ اب میں پیرس واپس جا کر اپنی زندگی از سر نو شروع کر سکتی ہوں۔''

''وہ ابھی آدھے گھنٹے میں کسی کو بھیجے گا ہمیں لینے کے لئے۔''

کیلی نے کمرے پر طائرانہ نظر ڈالی اور جلے کٹے لہجے میں بولی۔ ''اسے چھوڑتے ہوئے دکھ تو بہت ہوگا۔''

ڈیانا کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔ ''عجیب سا تو لگے گا۔'' اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

''کیا عجیب سا لگے گا؟''

''رچرڈ کے بغیر زندگی گزارنا! میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ میں زندگی گزار......''

''تو بس تصور ہی نہ کرو......'' کیلی نے جھنجلا کر کہا۔ دل میں اس نے سوچا، یہ میرے لئے تمہارے مقابلے میں کہیں زیادہ مشکل ہے۔ مارک میری زندگی ہی نہیں تھا۔ وہ میرے لئے جینے کا سبب بھی تھا۔

ڈیانا نے غور سے کیلی کے بے تاثر چہرے کو دیکھا اور سوچا...... یہ عورت خوبصورت ہے۔ لیکن برف کی طرح سرد...... قدرت کا تراشا ہوا خوبصورت مجسمہ......

کیلی پلٹی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اب ڈیانا کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ اس کے چہرے پر اذیت کا تاثر تھا، جسے وہ دکھانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ماضی کی ایک یاد میں کھو گئی......

کیلی مارک کے ساتھ دریا کے کنارے چہل قدمی کر رہی تھی۔ وہ مسلسل بول رہی تھی...... لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔ بس مارک کی قربت میں اس کے لئے سکون ہی سکون تھا...... اور یہ سب سے بڑی حقیقت تھی۔

''کل شام ایک آرٹ گیلری کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اگر موڈ ہو تو......'' کیلی نے مارک سے کہا۔

''سوری کیلی۔ کل تو میں مصروف ہوں۔'' مارک نے اس کی بات کاٹ دی۔

کیلی کے دل میں رقابت کی پھانس چبھنے لگی۔ ''کسی اور کے ساتھ کہیں جانا ہے؟'' اس نے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں...... ارے نہیں۔ میں اکیلا جا رہا ہوں۔ ایک دعوت ہے......'' اس نے کیلی کے چہرے کے تاثر کو دیکھا۔ ''وہ...... میرا مطلب ہے کہ وہ سائنس دانوں کی ایک ڈنر پارٹی ہے۔ تم بور ہو جاؤ گی۔''

''کیا واقعی؟''

''میرا تو یہی خیال ہے۔ دراصل وہاں لوگ جو کچھ کہیں گے۔ تم نے پہلے وہ لفظ سنے بھی نہیں ہوں گے......''

''تم مجھے خود فیصلہ کرنے دو۔ میرا خیال ہے، میں ہر طرح کے الفاظ سن چکی ہوں......''

''لیکن میں سمجھتا ہوں......''

''میں بچی نہیں ہوں مارک۔ صاف صاف بات کرو۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 65

علیم الحق حقی

''وہاں سائنسی اصطلاحیں بولی جارہی ہوں گی۔جیسے اناٹرپ سولوجی......میلاکوسٹروکولوجی......انیرڈوگراف......وغیرہ وغیرہ......''

''اوہ......ایسے الفاظ۔'' کیلی واقعی پریشان ہوگئی۔

''میں جانتا تھا کہ تمہیں اس میں دلچسپی نہیں......''

''تم غلط سمجھ رہے ہو۔مجھے دلچسپی ہے اور میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔'' کیلی نے کہا اور دل میں بولی۔صرف اس لئے کہ تمہیں اس میں دلچسپی ہے۔

دعوت پرنس ڈیگال ہوٹل میں تھی اور بڑی دعوت تھی۔بال روم میں تین سو سے زائد افراد موجود تھے۔ان میں بہت سے ایسے تھے، جو فرانس کے معزز ترین افراد میں سے تھے۔مارک اور کیلی جس میز پر تھے،وہاں ایک زبردست شخصیت کا حامل ایک پرکشش شخص بھی موجود تھا۔

''میں سام میڈوز ہوں۔''اس نے کیلی سے اپنا تعارف کرایا۔''آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے میں نے۔''

''اور میں نے بھی آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔'' کیلی نے کہا۔''مارک آپ کو اپنا رہنما اور بہترین دوست قرار دیتا ہے۔''

سام میڈوز مسکرایا۔''مارک کا دوست ہونا ایک اعزاز ہے۔مارک خاص الخاص آدمی ہے۔میں برسوں سے اس کے ساتھ کام کررہا ہوں۔کام سے ایسی محبت کرنے والا......''

مارک شرمندہ نظر آنے لگا۔اس نے جلدی سے سام کی بات کاٹی۔''تم وائن لوگے؟''

کچھ دیر بعد تقریب شروع ہوگئی۔تقریریں ہونے لگیں اور مارک نے سچ کہا تھا۔وہاں جو کچھ کہا جارہا تھا، کیلی کے سر پر سے گزر رہا تھا اور انعامات بھی تقسیم کئے جارہے تھے۔مارک کے چہرے پر جوش وخروش تھا۔اسے دیکھ کر کیلی کو خوشی ہورہی تھی کہ وہ یہاں آئی ہے۔

ڈنر کے بعد جب برتن سمیٹے جاچکے تو فرنچ سائنٹفک اکیڈمی کے صدر اسٹیج پر آئے۔انہوں نے گزشتہ سال میں سائنس کی اس ترقی کا تذکرہ کیا جو فرانس نے کی تھی۔اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے ایک سنہری مورتی کو فضا میں بلند کرتے ہوئے مارک ہیرس کا نام پکارا۔تب کہیں کیلی کو احساس ہوا کہ درحقیقت وہ پوری تقریب ہی مارک کے اعزاز میں ہوئی تھی۔وہ اس شام کا اسٹار تھا......مہمان خصوصی! اور اپنے فطری انکسار کی وجہ سے وہ اسے یہ بات نہیں بتاسکا تھا۔اسی لئے تو وہ اسے لانے سے بچ رہا تھا۔اس نے مارک کو اٹھ کر اسٹیج پر جاتے دیکھا۔تمام لوگ گرم جوشی سے اس کے لئے تالیاں بجارہے تھے۔

''اس نے مجھے اس بارے میں بتایا ہی نہیں۔'' کیلی نے سام میڈوز سے کہا۔

''مارک ہیرس ایسا ہی ہے......شرمیلا اور منکسر المزاج۔''سام نے کہا اور کیلی کو بہت غور سے دیکھا۔''تم جانتی ہو کہ وہ تم سے دیوانہ وار محبت کرتا ہے؟ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔''وہ کہتے کہتے رکا اور پھر بولا۔''مجھے امید ہے کہ یہ محبت اسے زخمی نہیں کرے گی۔''

کیلی کو احساس جرم ستانے لگا۔میں مارک سے شادی نہیں کرسکتی۔اس نے سوچا۔وہ بہت اچھا دوست ہے۔لیکن میں اس سے محبت تو نہیں کرتی۔تو پھر میں کیا کررہی ہوں۔کیا میں اسے کوئی زخم دینے والی ہوں؟ نہیں......مجھے اس سے ملنا چھوڑ دینا چاہئے۔میں اسے یہ کیسے بتاؤں گی کہ......''

''تم نے ایک لفظ بھی سنا جو میں کہہ رہی تھی۔''ڈیانا کی برہم آواز اسے ماضی کی دنیا سے کھینچ لائی۔وہ خوبصورت بال روم میں نہیں تھی۔بلکہ اس گھٹیا کمرے میں تھی اور سامنے وہ عورت تھی،جسے دیکھ کر وہ سوچتی تھی کہ کاش اس سے ملی ہی نہ ہوتی۔''کیا......کیا کہہ رہی ہو تم؟''

''منیجر نے کہا کہ ابھی آدھے گھنٹے میں کوئی ہمیں لینے آئے گا۔''ڈیانا کے لہجے میں سنگینی تھی۔

''تم نے پہلے بھی یہ بات بتائی تھی۔تو پھر؟''

''اس نے مجھ سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔''

''وہ سمجھ رہا ہوگا کہ ہم تمہارے اپارٹمنٹ میں ہیں۔''

''نہیں۔میں نے اسے بتایا تھا کہ ہم بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں''

ایک لمحہ خاموشی رہی۔پھر کیلی نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔''اوہ......''

دونوں بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی کو دیکھ رہی تھیں۔

ہیری فلنٹ مندرین ہوٹل کی لابی میں داخل ہوا۔استقبالیہ کلرک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی مسکراہٹ کے جواب میں وہ مسکرایا۔''کہیے......میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔''

''میری بیوی اپنی سہیلی کے ساتھ یہاں ٹھہری ہے۔میری بیوی سنہری بالوں والی ہے اور اس کی سہیلی سیاہ فام ہے۔ان کا کمرا نمبر بتاؤ۔''

''کمرا نمبر دس۔لیکن میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا۔تم فون پر بات......''

فلنٹ نے سائیلنسر لگا 45.بلند کیا اور کلرک کی پیشانی پر فائر کردیا۔اس کی لاش کو کاؤنٹر کے نیچے دھکیل کر وہ ہال کی طرف چل دیا۔گن اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔دس نمبر کمرے کو دیکھ کر وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔پھر اس نے دروازے پر کندھا مارا۔دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہوگیا۔

کمرے میں کوئی نہیں تھا۔مگر باتھ روم کا دروازہ بند تھا اور باتھ روم سے شاور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔وہ دروازے کی طرف بڑھا اور اسے دھکیلا۔دروازہ کھل گیا۔اندر پردے لہرا رہے تھے۔شاور پوری طرح کھلا ہوا تھا۔فلنٹ نے چار فائر کئے اور ایک منٹ بعد پردے ہٹا کر دیکھا......

باتھ روم میں کوئی نہیں تھا!

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 66

علیم الحق حقی

ڈیانا اور کیلی مندرین ہوٹل کے سامنے سڑک کے پار ایک ڈائنر میں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ہیری فلنٹ کی اسٹیشن ویگن بھی دیکھی اور اسے ہوٹل میں جاتے بھی دیکھا۔

''مائی گاڈ۔'' کیلی نے کہا۔ ''اسی آدمی نے تو مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔''

چند منٹ بعد ہیری فلنٹ باہر آیا۔ اس کا چہرہ غصے سے مسخ ہو رہا تھا۔

''چلو...... گاڈ زیلا تو گیا۔ اب ہمارا اگلا غلط قدم کیا ہوگا؟'' کیلی نے ڈیانا سے پوچھا۔

ڈیانا اور کیلی مندرین ہوٹل کے سامنے سڑک کے پار ایک ڈائنر میں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ہیری فلنٹ کی اسٹیشن ویگن بھی دیکھی اور اسے ہوٹل میں جاتے بھی دیکھا۔

''مائی گاڈ۔'' کیلی نے کہا۔ ''اسی آدمی نے تو مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔''

چند منٹ بعد ہیری فلنٹ باہر آیا۔ اس کا چہرہ غصے سے مسخ ہو رہا تھا۔

''چلو...... گاڈ زیلا تو گیا۔ اب ہمارا اگلا غلط قدم کیا ہوگا؟'' کیلی نے ڈیانا سے پوچھا۔

''ہمیں یہاں سے نکلنا ہے''۔

''مگر جائیں گے کہاں۔ وہ ایئرپورٹس، ریلوے اسٹیشن اور بس اسٹیشنوں کی نگرانی کر رہے ہوں گے''۔

ڈیانا چند لمحے سوچتی رہی۔ ''ایک جگہ میرے ذہن میں ہے۔ وہاں وہ نہیں پہنچ سکتے''۔

..................X..................

امریکی سفارت خانے میں جو استقبالیہ دیا جا رہا تھا، اس کے لئے کیٹ رینالڈز نے اپنے لئے پنڈلیوں تک کا کاک ٹیل ڈریس منتخب کیا تھا۔ وہ بہت خوب صورت، بیش قیمت نظر آنے والا، لیکن بے حد سوبر لباس تھا اور اس نے بے پناہ مصروفیت کے باوجود ہیئر ڈریسر کیلئے ایک گھنٹے کا وقت نکالا تھا اور اب وہ اس دعوت میں شرکت کے لئے پوری طرح تیار تھی۔

وہ میک اپ بہت کم کرتی تھی۔ مرد اسے بتاتے تھے کہ اسے میک اپ کی ضرورت نہیں۔ میک اپ تو ان کیلئے ہوتا ہے، جن میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس کا چہرہ بے حد حسین تھا۔ رخساروں کی ابھری ہوئی ہڈیاں، بڑی بڑی آنکھیں اور ستواں ناک۔ جسم کے پیچ و خم تک تو نظر کے پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔

وہ ٹیکسی میں بیٹھی تو مطمئن تھی کہ وہ بڑے باوقار انداز میں بی بی سی کی نمائندگی کرنے والی ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر ہاتھ لہرایا، جو دروازے پر کھڑا تھا۔ جواب میں اس کے بیٹے نے شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ کچھ لمحے پہلے ہی اس نے کہا تھا...... آپ اپنی عمر سے بہت چھوٹی لگ رہی ہیں مما۔ اور یہ کوئی معمولی تعریف نہیں تھی۔

''کہاں چلنا ہے میڈم؟'' ڈرائیور نے اسے چونکا دیا۔

''امریکی سفارت خانے''۔

یہ اس مہینے میں دوسرا موقع تھا کہ وہ امریکی سفارت خانے جا رہی تھی۔ ٹیکسی آگے بڑھی تو اس کے تصور میں اینڈریو ڈوئل کی اڑی ہوئی کھوپڑی در آئی۔ وہ تھرا کر رہ گئی۔ کیسی خوف ناک یاد تھی وہ۔ جن پراسرار حالات میں پچھلے سفیر نے خودکشی کی تھی، ان کی توجیہہ اب بھی نہیں کی جا سکی تھی۔ اینڈریو ڈوئل کو قریب سے جاننے والے بھی نہیں بتا سکتے تھے کہ اس نے خودکشی کیوں کی۔ وہ صرف غیر متوقع ہی نہیں، ڈراؤنا واقعہ تھا اور جس انداز میں ڈوئل نے خودکشی کی تھی، اس سے ایذا پسندی اور خوف ناکی جھلکتی تھی، وہ ایک معما تھا...... اور یہ طے تھا کہ وہ کبھی حل نہیں ہو سکے گا۔

اور اب نیا سفیر آ گیا تھا۔ جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ ثابت ہو رہا تھا کہ کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دنیا کے سب معاملات چلتے رہتے ہیں، کچھ نہیں رکتا۔ یہ سفاک حقیقت پوری طرح اجاگر ہو گئی تھی۔ اینڈریو ڈوئل کے خون کے دھبے ابھی تازہ ہی تھے کہ اس کا متبادل آ گیا تھا۔

کیٹ کو ڈیمین تھورن کے بارے میں بہت تجسس تھا۔ اس کی عمر صرف 32 سال تھی۔ جو منصب اسے دیا گیا تھا، اس کے لحاظ سے وہ بہت کم عمر تھا اور سب لوگ جانتے تھے کہ یہ منصب ڈیمین تھورن کے متوقع طور پر طویل سیاسی کیریئر کی پہلی سیڑھی ہے...... پہلی اور لازمی سیڑھی۔

کیٹ کو واشنگٹن سے بی بی سی کے نمائندے کی فون کال یاد آئی اور اس کا منہ بن گیا۔ اس نے جتانے والے انداز میں کہا تھا کہ ڈیمین تھورن ایک بے حد خوف رو اور پرکشش مرد ہے۔ ''اس سے انٹرویو کرنے میں تمہیں لطف آ جائے گا''۔ اس نے کہا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ ایک تھکا ہوا بوڑھا آدمی تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ کیٹ کو ڈیمین تھورن کے غیر شادی شدہ ہونے میں دلچسپی تھی۔ وہ سوچتی تھی کہ سفیر کی بیوی کی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کس طرح کی عورت ہوگی، جسے یہ رول سونپا جائے گا۔

کیٹ نے ڈیمین تھورن کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کی زندگی میں کوئی ایک عورت...... باقاعدہ عورت نہیں تھی۔ لیکن عجیب بات یہ تھی کہ اس کے بارے میں کبھی کوئی اسکینڈل بھی نہیں بنا تھا۔ بتیس سال کی عمر، غیر شادی شدہ اور اسکینڈلز سے دور! یہ شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے والی بات تھی۔ لیکن امریکیوں کی آزاد خیالی اپنی جگہ، یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ جنسی اعتبار سے کسی بے راہ رو شخص کو برطانیہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجیں گے۔ حالانکہ زمانہ اب بہت آگے جا چکا ہے۔ کیٹ نے تلخی سے سوچا۔ لندن میں جنسی بے راہ روی عام ہو چکی ہے۔

کیٹ نے جھنجلا کر اپنے تصور کو بے لگام ہونے سے روکا۔ ایسا بھی کیا کہ آدمی سوچنے پر آئے تو کچھ بھی سوچتا چلا جائے۔

ٹیکسی گروس ویز اسٹریٹ میں داخل ہوئی۔ کیٹ نے اپنے پرس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کرایہ ادا کرنے کا وقت آ گیا تھا۔

استقبالیہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے تبدیلی کا احساس ہو گیا۔ کمرے کی آرائش پہلے سے مختلف تھی۔ پہلے سادگی تھی۔ اب دکھاوا تھا اور فضول خرچی تھی۔ چھت سے ایک بہت بڑا فانوس آویزاں تھا۔

کیٹ نے اپنا دعوت نامہ پیش کیا اور خودکار انداز میں مہمانوں کی فہرست چیک کی۔ اسے حیرت ہوئی کہ بہت کم صحافیوں کو تقریب میں مدعو کیا گیا تھا۔ مدعوئین میں زیادہ تر سنجیدہ اخبارات میں سفارتی مضامین لکھنے والے شامل تھے۔ ''میل'' اور ''ایکسپریس'' جیسے افواہ ساز اخباروں کے نمائندوں کو نہیں بلایا گیا تھا۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 67

علیم الحق حقی

کیا وہ یہاں......اس تقریب میں کسی اور طرح گھسنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ اور اس میں ناکامی ہوئی تو کیا وہ اور کسی طرح افواہ سازی نہیں کریں گے؟ وہ یہاں ویٹرز سے......دعوت میں شامل ہونے والوں سے پر حاصل کرنے کی اور پھر اس پر کو بنانے کی کوشش نہیں کریں گے؟

وہ جانتی تھی کہ اسے اس تقریب کے مدعوئین میں کیوں شامل کیا گیا ہے۔ اس نے سفارت خانے والوں سے باضابطہ طور پر معلوم کیا تھا کہ کیا ڈیمین تھورن اس کے ٹی وی پروگرام میں شریک ہونا قبول کرے گا۔ اس پر غور کیا گیا تھا اور اس کے بعد اسے موقع دیا گیا تھا کہ وہ ڈیمین تھورن سے قریب ہو کر خود اسے لبھانے کی کوشش کرے۔

وہ چند لمحے ادھر ادھر گھومتی پھری۔ اس نے وائن کا ایک گلاس لیا اور شرکا سے ادھر ادھر کی مختصر گفتگو کرتی رہی۔ یہ اس طرح کی دعوتوں کا معمول تھا......ہلکی پھلکی گفتگو......اسپورٹس یا موسم کے بارے میں......گفتگو جو نہ سنجیدہ ہو نہ متنازع۔

داہنی سمت اسے دو معمر افراد نظر آئے۔ وہ جانتی تھی کہ ان کا تعلق فارن آفس سے ہے۔ اس طرح کی تقریبات میں شرکت کا ان کا کافی طویل تجربہ تھا۔ وہ ساتھ ہی بیٹھے وائن کی ایک بوتل کے لیبل کا جائزہ لے رہے تھے۔

''لافٹ تھورن۔'' ایک نے پرخیال لہجے میں کہا۔

''ہاں۔کافی پرانی ہے۔'' دوسرے نے تبصرہ کیا۔

''حیرت کی بات ہے۔آج کل سویا بین سے بھی کیا کیا کچھ بنالیا جاتا ہے۔''

کیٹ ان کی طرف بڑھی۔وہ مسکرا رہی تھی۔''کیا اس کی عمر واقعی صرف 32 سال ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔'' پہلے نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔''لیکن حیرت کی کوئی بات نہیں۔یہ امریکی بھی عجیب لوگ ہوتے ہیں۔چلنے سے پہلے دوڑنا سیکھ لیتے ہیں۔اب یہی دیکھ لو۔سویا بین سے بھی شراب بنالیتے ہیں۔''

''میں تمہارے سوال کا جواب دوں۔'' عقب سے کسی نے کہا۔''ہاں،وہ صرف 32 کا ہے......برطانیہ میں اب تک امریکا کا جوان ترین سفیر۔''

کیٹ نے پلٹ کر دیکھا۔چشمہ لگائے ہوئے وہ شخص مسکرا رہا تھا۔''آپ کی تعریف؟''

''ہاروے ڈین۔ڈیمین تھورن کا پرائیویٹ سیکریٹری۔''

کیٹ نے اس سے ہاتھ ملایا اور اپنا تعارف کرایا۔

''یہ میری بیوی ہے......باربرا۔''

کیٹ نے باربرا سے ہاتھ ملایا۔باربرا خوب صورت عورت تھی۔وہ ماں بننے والی تھی اور بہت خوش بھی تھی۔وہ اس سلسلے میں باتیں بھی کیے جا رہی تھی۔کیٹ خوش تھی کہ اسے بولنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔

''آپ سفیر صاحب سے ملنا چاہیں گی؟'' ہاروے ڈین نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ضرور۔'' کیٹ نے کہا۔ظاہر ہے،وہ یہاں سفیر کے سیکریٹری کی بیوی سے گپ شپ کے لیے تو نہیں آئی تھی۔

پھر اس نے ڈیمین کو دیکھا اور ایک پل میں وہ اس کی بے پناہ کشش کی قائل ہو گئی۔اس کشش میں صرف چہرے کے خدوخال اور جسم کا ہی نہیں،اس کی ذہانت کا بھی بڑا حصہ تھا۔مگر اس کے علاوہ بھی کوئی بات تھی،جسے وہ سمجھ نہیں سکی اور پھر وہ اس پر سوچتی رہی کہ یہ تو اس کی شخصیت کے مثبت پہلو ہیں۔منفی پہلو بھی تو ہوتے ہیں۔یہاں منفی پہلو کیا ہیں؟

ہاروے ڈین اسے لے کر مہمانوں کے درمیان جگہ بناتا آگے بڑھا۔ڈیمین آتش دان کے پاس کھڑا تھا۔اوپر نصب آئینے میں اس کا عکس نظر آ رہا تھا۔

''مسٹر ایمبیسیڈر،یہ ہیں بی بی سی کی کیٹ رینالڈز۔ان کا ہفتہ وار نیوز شو......دی ورلڈ ان وژن بہت کامیاب پروگرام ہے۔'' ڈین نے کہا۔

''جی نہیں۔میرے پروگرام کا نام ہے......ورلڈ ان فوکس۔'' کیٹ نے تصحیح کی۔

''سوری......ورلڈ ان فوکس۔'' ڈین نے جلدی سے کہا۔

''کبھی کبھی یہ آف فوکس بھی ہو جاتا ہے۔'' کیٹ ہنسنے لگی۔

ڈیمین نے سر کو ہلکا سا خم کیا اور بولا''آپ سے مل کر خوشی ہوئی مس رینالڈز۔آپ کو بی بی سی کی باربرا والٹرز کہا جا سکتا ہے۔''

کیٹ نے نفی میں سر ہلایا۔''جی نہیں۔معاوضے کی بات آتی ہے تو بی بی سی کا سی چیریٹی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔''

ڈیمین کی مسکراہٹ اور کشادہ ہو گئی۔اس نے آگے جھکتے ہوئے رازدارانہ انداز میں مسخرے پن سے کہا۔''چیریٹی میں تو ہمیں بھی دل چسپی ہے۔خیراتی اور فلاحی کام تو ہم بھی کرتے ہیں۔''

کچھ دیر گزری تو جیسے وہاں کیٹ اور ڈیمین کے سوا کوئی تھا ہی نہیں۔وہ بے حد روانی سے ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔ان کا انداز ایسا تھا،جیسے وہ برسوں پرانے دوست ہوں۔

''لندن آپ کو اچھا لگا؟'' کیٹ نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے،اچھا لگے گا۔ابھی تک تو لندن میں جو کچھ میں نے دیکھا ہے،وہ اچھا ہی لگا ہے۔'' ڈیمین نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ وہ کیٹ کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

کیٹ مسکرائی''آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ سے کیوں ملنا چاہتی تھی؟ میرا مطلب ہے،سرکاری طور پر۔''

''ابھی تک تو کسی نے نہیں بتایا ہے۔تم خود ہی کیوں نہیں بتا دیتیں۔''

''میں جوان نسل کے بارے میں آپ کے نظریات جاننا چاہتی ہوں۔'' کیٹ نے کہا۔''میرا بیٹا آپ کا بہت بڑا فین ہے،وہ صرف بارہ سال کا ہے۔لیکن اس کا خیال ہے کہ اس کے تمام نظریات......''

اسی وقت ہاروے ڈین نے مداخلت کر دی۔''اسرائیلی سفیر رخصت ہو رہے ہیں۔اور وہ آپ سے کچھ کہنا......'' (جاری ہے)

''تم سے مل کے، بات کرکے خوشی ہوئی'' ۔ڈیمین نے کیٹ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔'' کل ہارورے کو فون کر کے وقت طے کر لینا۔ تب ہم تفصیل سے بات کرسکیں گے۔اتوار کیسا رہے گا؟''

کیٹ سوچ میں پڑ گئی۔اتوار مناسب دن تھا۔لیکن مسئلہ پیٹر کا تھا۔ان دونوں کو ایک اتوار ہی کے دن تو ساتھ رہنے کا موقع ملتا تھا۔ اب اس وقت وہ تقسیم ہو کر رہ گئی۔فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا۔پیٹر کو وقت دینا اس کا فرض تھا اور ڈیمین......

ڈیمین نے اس کا مسئلہ حل کر دیا۔'' پیٹر کو بھی ساتھ لے آنا۔''

کیٹ اسے جاتا دیکھتی رہی۔اس نے قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر کی ٹرے سے ایک جام اٹھالیا۔وہ خود کو مبارک باد دینا چاہتی تھی۔وہ غیر معمولی کامیابی تھی، جو اسے بہت آسانی سے حاصل ہوگئی تھی۔

اور ہدف کتنا بڑا تھا!

ڈیمین تھورن،خوب رو، پرکشش، ذہین، بارسوخ، دولت مند......اور کنوارا!

............x............

بلڈنگ کے سامنے نیون سائن جگمگا رہا تھا، جس پر لکھا تھا......ولٹن ہوٹل برائے خواتین۔

لابی میں کیلی اور ڈیانا نے فرضی ناموں سے رجسٹریشن کرایا۔کاؤنٹر کے عقب میں موجود عورت نے کیلی کی طرف ایک چابی بڑھائی۔

''سوئٹ نمبر 424 سامان ہے آپ کے پاس؟''

''نہیں۔دراصل......''

''سامان ہمارا کھو گیا ہے۔'' ڈیانا نے جلدی سے کیلی کی بات کاٹ دی۔''امید ہے، صبح تک پہنچ جائے گا۔ارے ہاں......ابھی کچھ دیر میں ہمارے شوہر ہمیں لینے کے لئے آنے والے ہیں۔آپ انہیں کمرے میں بھیج دیجئے گا اور''

استقبالیہ کلرک نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔'' آئی ایم سوری، یہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہے۔''

''اوہ......'' ڈیانا نے معنی خیز فاتحانہ نظروں سے کیلی کو دیکھا۔

''اگر آپ ان سے یہاں لابی میں ملنا چاہیں تو......''

''کوئی بات نہیں۔کچھ دیر انہیں ہمارے بغیر بھی گزارہ کرنے دو۔''

............x............

سوئٹ نمبر 424 کشادہ اور خوب صورت تھا۔ایک نشست گاہ تھی، جس میں صوفے میز اور کرسیاں پڑی تھیں۔پھر بیڈ روم تھا، جہاں دو بے حد آرام دہ ڈبل بیڈ موجود تھے۔ڈیانا نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔''اچھا ہے۔''

''ہم کر کیا رہے ہیں'' کیلی کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔'' ہر آدھے گھنٹے میں ہوٹل تبدیل کرنے کا نیا ریکارڈ قائم کر رہے ہیں، جو گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں جائے گا۔''

''تمہارے پاس کوئی بہتر منصوبہ ہو تو بتاؤ۔''

''منصوبہ تو یہ بھی نہیں ہے۔یہ تو بلی اور چوہے کا کھیل ہے، جس میں ہم چوہے ہیں۔'' کیلی نے زہر یلے لہجے میں کہا۔

''سوچو تو عجیب سی بات لگتی ہے۔دنیا کے سب سے بڑے تھنک ٹینک کے لوگ ہمارے قتل کے درپے ہیں۔''

''تو پھر اس بارے میں سوچو ہی نہیں'' کیلی نے کہا۔وہ بے حد چڑچڑی ہو رہی تھی۔

''یہ کہنا آسان ہے، کرنا مشکل۔''

''ہمیں ذہنی طور پر انہیں شکست دینی ہوگی۔'' کیلی نے کہا۔''اور ہمارے پاس کوئی ہتھیار ہونا چاہئے۔تمہیں گن چلانی آتی ہے؟''

''نہیں۔''

''مجھے بھی نہیں آتی۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔گن ہمارے پاس ہے بھی نہیں۔''

''کراٹے آتا ہے تمہیں؟''

''نہیں۔ہاں، میں اپنے کالج کی ڈیبیٹ ٹیم میں تھی۔'' ڈیانا نے خشک لہجے میں کہا۔''میں ان پر ثابت کر سکتی ہوں کہ ہمیں قتل کرنا ان کے مفاد میں نہیں ہے۔''

''چلو......یہی سہی۔''

............x............

ہیری فلنٹ اپنے موبائل فون پر ٹینر سے بات کر رہا تھا۔ٹینر بہت غصے میں تھا۔

''سوری مسٹر کنگسلے۔وہ مندرین ہوٹل میں اپنے کمرے میں موجود ہی نہیں تھیں۔میں پہنچا تو وہ جا چکی تھیں۔کسی طرح انہیں پتا چل گیا تھا کہ میں آرہا ہوں۔'' فلنٹ نے کہا۔

''وہ مجھ سے......مجھ سے مائنڈ گیم کھیلنے کی حماقت کر رہی ہیں......مجھ سے! اچھا......تم انتظار کرو۔میں کچھ دیر میں تمہیں فون کرتا ہوں۔'' ٹینر نے ریسیور پٹخ دیا۔

............x............

اینڈریو کنگسلے اپنے آفس میں صوفے پر لیٹا تھا۔اس کے تصور میں اس وقت اسٹاک ہوم کا کنسرٹ ہال تھا۔حاضرین جوش وخروش سے تالیاں بجا رہے تھے۔''اینڈریو......اینڈریو!'' مجمع چلا رہا تھا۔پورے ہال میں اس کے نام کی گونج تھی اور وہ شاہ کارل ششم سے اپنا ایوارڈ لینے کے لئے اسٹیج کی طرف جا رہا تھا۔اس نے نوبل انعام کی طرف ہاتھ بڑھایا......

اسی وقت کوئی بلند آواز میں اسے کوسنے لگا۔''اینڈریو......ذلیل آدمی......یہاں آؤ۔''

تصور شیشے کی طرح چکنا چور ہو گیا۔اینڈریو نے دیکھا کہ وہ اپنے آفس میں ہے اور ٹینر اسے پکار رہا تھا۔

ٹینر کو میری ضرورت ہے۔اینڈریو نے خوش ہو کر سوچا۔وہ آہستگی سے اٹھا اور ٹینر کے دفتر کی طرف چل دیا۔''میں آگیا۔'' اس نے ٹینر سے کہا۔

''مجھے نظر آرہا ہے۔'' ٹینر نے سخت لہجے میں کہا۔''بیٹھ جاؤ۔''

اینڈریو کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں تمہیں کچھ سکھانا چاہتا ہوں بڑے بھائی۔تقسیم کرو اور تسخیر کرو۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 69 — علیم الحق حقی

ٹیمز کے لہجے میں غرور تھا۔ ''میں نے ڈیانا اسٹیونز کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ اس کے شوہر کو مافیا نے قتل کیا ہے اور کیلی ہیرس اولگا کی طرف سے فکرمند ہے، جس کا وجود ہی نہیں ہے۔ کچھ سمجھے؟''

''ہاں ٹیمز۔'' اینڈریو نے سعادت مندی سے کہا۔

ٹیمز نے اس کے کندھے کو تھپ تھپایا۔ ''تم بہترین لیس مین ہو اینڈریو۔ میں تم سے ہر اس موضوع پر بات کرسکتا ہوں، جس پر کسی اور سے بات کرنا ممکن نہیں اور میں تمہیں کچھ بھی کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ تم ڈفر ہو۔ کچھ سمجھتے ہی نہیں ہو۔'' اس نے اینڈریو کی خالی خالی آنکھوں میں جھانکا۔ ''تم نہ برا سنتے ہو، نہ دیکھتے ہو، نہ بولتے ہو۔ بہر حال سنو۔ اس وقت ہم ایک مسئلے سے دوچار ہیں۔ دو عورتیں غائب ہوگئی ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ہم انہیں تلاش کررہے ہیں اور ہم انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ بتاؤ اینڈریو کہ وہ کہاں چھپی ہوئی ہوں گی۔''

''مم...... میں...... میں کیا...... کہہ سکتا ہوں۔'' اینڈریو منمنایا۔

''یہ معلوم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو ہے منطق۔ پہلے ہم اسے آزماتے ہیں، اس کے لئے ہمیں قدم بہ قدم چلنا ہوگا۔''

اینڈریو نے اسے غور سے دیکھا اور بولا۔ ''جو تم چاہو ٹیمز۔''

ٹیمز ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ ''وہ ڈیانا اسٹیونز کے اپارٹمنٹ نہیں جاسکتیں۔ کیونکہ وہ اب خطرناک ہو چکا ہے۔ ہم اس کی نگرانی کرا رہے ہیں۔ کیلی ہیرس کیونکہ برسوں سے پیرس میں رہ رہی ہے، اس لئے یہاں امریکا میں اس کا کوئی دوست نہیں جو اسے تحفظ دے سکے۔ تم سن رہے ہو نا اینڈریو؟''

''ہاں...... ہاں ٹیمز...... سن رہا ہوں۔'' اینڈریو نے پلکیں جھپکائیں۔

''اب سوال یہ ہے کہ کیا ڈیانا اسٹیونز اپنے دوستوں سے مدد لینا چاہے گی؟ میرا خیال ہے، نہیں۔ وہ انہیں خطرے میں نہیں ڈالنا چاہے گی۔ ان کے سامنے ایک راستہ تو یہ ہے کہ وہ پولیس کے پاس چلی جائیں۔ لیکن پولیس ان کی کہانی سن کر صرف مذاق اڑا سکتی ہے ان کا۔ تو پھر ان کا اگلا قدم کیا ہوگا؟'' اس نے آنکھیں بند کیں اور چند لمحے سوچنے کے بعد بولا۔ ''انہوں نے شہر سے نکلنے کے ہر امکان پر غور کیا ہوگا۔ لیکن وہ جانتی ہیں کہ ہم نے ان کا ہر راستہ بند کر رکھا ہے۔ اب بتاؤ، کیا کہتے ہو؟''

''میں...... میں...... جو تم کہو، وہی ٹھیک ہے ٹیمز۔''

''اب رہ گئے صرف ہوٹل۔ انہیں چھپنے کے لئے کوئی ہوٹل درکار ہے۔ لیکن کیسا ہوٹل؟ وہ دو عورتیں ہیں جو اپنی بقا کی جدوجہد میں الجھی ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ ہمارے تعلقات وسیع ہیں اور ہم انہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ تمہیں برلن میں سونجا وربرگ کا معاملہ یاد ہے؟ اسے ہم نے اس کمپیوٹر میسج کے ذریعے پھنسایا تھا۔ وہ ایک ایسے ہوٹل کی طرف لپکی، جو صرف عورتوں کیلئے تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ وہاں محفوظ رہے گی۔ میرا خیال ہے، ان دونوں عورتوں کے سوچنے کا بھی یہی انداز ہوگا اب بتاؤ، کچھ سمجھ میں آیا؟''

لیکن اینڈریو کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ سو چکا تھا۔ ٹیمز اس کی طرف بڑھا اور غصے سے اس کے گالوں پر تھپڑ برسا دیئے۔ اینڈریو ایک جھٹکے سے جاگا۔ ''کک...... کیا...... کیا بات......''

''میں جب تم سے بات کروں تو میری طرف پوری توجہ دیا کرو احمق۔'' ٹیمز غرایا۔

''سوری ٹیمز۔ وہ تو بس...... مجھے نیند......''

ٹیمز کمپیوٹر کی طرف مڑا۔ ''اب ہم دیکھتے ہیں کہ مین ہٹن میں عورتوں کے ہوٹل کتنے ہیں؟''

ٹیمز نے انٹرنیٹ پر چیک کیا اور فہرست کا پرنٹ آؤٹ نکالا۔ پھر وہ بلند آواز میں پڑھنے لگا۔ ''ایل کارمیلو، ویسٹ 14ویں اسٹریٹ پر ہے۔ سینٹرو ماریا ویسٹ 54ویں اسٹریٹ پر ہے۔ پارک سائیڈ گریمرسی ساؤتھ پر ہے اور وہیں ولٹن ہوٹل ہے۔'' اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور مسکرایا۔ ''منطق مجھے بتاتی ہے کہ وہ انہی میں سے کسی ہوٹل میں ہوں گی۔ اب دیکھتے ہیں کہ ٹیکنالوجی اس سلسلے میں کیا کہتی ہے۔''

دیوار پر لینڈ اسکیپ کی ایک پینٹنگ آویزاں تھی۔ ٹیمز اس کی طرف بڑھا۔ اس نے تصویر کے عقب میں ایک بٹن دبایا۔ دیوار کا ایک حصہ ہٹ گیا اور ایک ٹی وی اسکرین نمودار ہوگیا۔ اس پر مین ہٹن کا کمپیوٹرائزڈ نقشہ تھا۔

''اینڈریو، تمہیں یاد ہے کہ یہ کیا ہے؟'' ٹیمز نے کہا۔ ''تم اسے استعمال کرتے تھے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ تم اس کے استعمال میں ماہر تھے اور میں تم سے جلتا تھا۔ یہ گلوبل پوزیشننگ سسٹم ہے۔ اس کی مدد سے ہم دنیا میں کہیں بھی کسی کو تلاش کرسکتے ہیں۔ یاد ہے؟''

اینڈریو نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ نیند سے لڑنے میں مصروف تھا۔

''دونوں عورتیں میرے آفس سے نکلیں تو میں نے ان دونوں کو الگ الگ اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا۔ اس کارڈ میں ریت کے ذرے جتنی مائیکرو ڈوٹ کمپیوٹر چپ موجود ہے۔ وہ چپ سیٹلائٹ سے سگنل اٹھاتی ہے اور جب ہم گلوبل پوزیشننگ سسٹم کو ایکٹی ویٹ کرتے ہیں تو ہدف کی درست لوکیشن ہمیں معلوم ہو جاتی ہے۔''

وہ اپنے بھائی کی طرف مڑا۔ ''تم سمجھ رہے ہو نا؟''

''ہاں...... ہاں...... ٹیمز...... میں......''

ٹیمز دوبارہ اسکرین کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس نے ایک اور بٹن دبایا۔ نقشے پر ایک روشنی چمکی اور نیچے کی سمت حرکت کرنے لگی۔ ایک چھوٹے علاقے میں پہنچ کر اس کی رفتار کم ہوئی۔ مگر پھر وہ دوبارہ تیز چلنے لگی۔ سرخ رنگ کا وہ روشن نقطہ ایک سڑک پر پہنچا، جس کے کنارے کاروباری مراکز کے نام تحریر تھے۔

''یہ ویسٹ چودہویں اسٹریٹ ہے۔'' ٹیمز نے اشارہ کیا۔ سرخ روشن نقطہ بدستور متحرک تھا ''یہ ٹیکولا ریسٹورنٹ ہے...... یہ سینٹ ونسنٹ ہاسپٹل، یہ بنانا ری پبلک...... یہ چرچ...... اور آہا...... یہ آگیا ولٹن ہوٹل فار وومین۔ میری منطق کی تائید ہوگئی۔ دیکھا تم نے، میرا اندازہ درست تھا۔''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 70

علیم الحق حقی

اینڈریو اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ ''ہاں...... تم نے ٹھیک کہا تھا۔''

ٹیز نے اینڈریو کو دیکھا۔ ''اب تم جاؤ۔'' اس نے اپنا موبائل فون اٹھایا اور نمبر ملایا۔ ''مسٹر فلنٹ، وہ دونوں ویسٹ 34 ویں اسٹریٹ پرولٹن ہوٹل میں موجود ہیں۔''

''تم انٹرسٹڈ ہو میڈ بلین؟''

''ہاں'' بہت زیادہ۔ لیکن میں فوری طور پر جوائن نہیں کر سکتی۔''

''ٹیز کے چہرے کا تاثر بدل گیا۔'' کیا مطلب؟''

''میں ماں بننے والی ہوں نا۔''

ٹیز مسکرایا۔ ''کوئی پروا نہیں۔ ہم ہر طرح سے مدد کریں گے۔''

''لیکن میرے جوائن نہ کر سکنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔'' میڈ بلین اسمتھ نے کہا۔ ''میں اپنی لیب میں ایک اہم پروجیکٹ پر کام کر رہی ہوں۔ تجربہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ بس تھوڑا سا کام باقی ہے......''

''مجھے تمہارے اس تجربے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں میڈ بلین اور نہ ہی مجھے اس کی کوئی پروا ہے۔ لیکن میری پیشکش تمہیں فوری طور پر قبول کرنی ہے۔ بلکہ میں تو یہ امید کر رہا تھا کہ تمہیں اور تمہارے شوہر کو اپنے ساتھ ہی امریکا لے جاؤں گا۔''

''میں پروجیکٹ مکمل ہوتے ہی آجاؤں گی۔ چھ ماہ...... زیادہ سے زیادہ ایک سال لگے گا۔''

ٹیز ایک لمحہ خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ''فوری طور پر جوائن کرنے کی کوئی ضرورت نہیں؟''

''نہیں۔ دراصل اس تجربے کی میں انچارج ہوں۔ کام ادھورا چھوڑ کر نکلنا مناسب نہیں۔ ہاں، اگلے سال......''

''ٹھیک ہے۔'' ٹیز مسکرایا۔

''مجھے افسوس ہے کہ میں اتنے طویل سفر کے بعد فی الحال آپ کو خالی ہاتھ لوٹا رہی ہوں۔''

ٹیز گرم جوشی سے مسکرایا۔ ''کوئی بات نہیں میڈ بلین۔ میں تم سے مل لیا، یہ بھی کم نہیں۔''

''آپ بہت مہربان ہیں مسٹر کنکسلے۔''

''ارے ہاں۔ میں تمہارے لئے ایک تحفہ لایا تھا۔ میرا ملازم مسٹر ہیری فلنٹ وہ تحفہ شام چھ بجے تمہارے اپارٹمنٹ میں پہنچا دے گا۔''

..................xxx..................

اگلی صبح میڈ بلین اسمتھ کی لاش اس کے اپارٹمنٹ میں کچن کے فرش پر ملی، اوون کھلا رہ گیا تھا اور پورے اپارٹمنٹ میں گیس بھری ہوئی تھی۔

..................xxx..................

ٹیز پھر حال میں واپس آگیا۔ ہیری فلنٹ نے اب تک کبھی اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ ڈیانا اسٹیونز اور کیلی ہیرس سے چھٹکارا پانے میں بھی اسے زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اور وہ ٹھکانے لگ گئیں تو پروجیکٹ دوبارہ شروع ہو جائے گا۔

..................xxx..................

ولٹن ہوٹل میں ہیری فلنٹ استقبالیہ ڈیسک کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ''ہیلو۔'' اس نے کلرک سے کہا۔

''ہیلو...... میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔'' کلرک اس کی مسکراہٹ سے دھوکہ کھا گئی۔

''میری بیوی ڈیانا اسٹیونز اور اس کی سہیلی ابھی کچھ دیر پہلے یہاں آئی ہیں۔ میں انہیں سرپرائز دینا چاہتا ہوں اوپر جا کر۔ ان کا نمبر تو بتاؤ۔''

''سوری مسٹر، یہ ہوٹل صرف عورتوں کیلئے ہے۔ مردوں کو اوپر جانے کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر تم فون کرنا چاہو تو......''

ہیری فلنٹ نے ادھر ادھر دیکھا۔ بدقسمتی سے لابی میں بہت ہجوم تھا۔ ''چھوڑو۔ میرا خیال ہے، کچھ دیر بعد وہ نیچے آ ہی جائیں گی۔''

فلنٹ نے باہر نکل کر موبائل فون پر نمبر ملایا۔ ''وہ دونوں اوپر اپنے کمرے میں ہیں مسٹر کنکسلے۔'' اس نے کہا۔ ''اور میں اوپر نہیں جا سکتا۔''

ٹیز چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ''مسٹر فلنٹ، منطق مجھے بتاتی ہے کہ بالآخر وہ الگ ہونے کا فیصلہ کریں گی، میں کار بالو کو تمہاری مدد کیلئے بھیج رہا ہوں۔ اب میرا منصوبہ غور سے سنو......''

..................xxx..................

اوپر اپنے سوئٹ میں کیلی نے ریڈیو پر پاپ میوزک کا ایک اسٹیشن لگایا اور کمرا موسیقی سے بھر گیا۔ ''یہ خرافات تم کیسے برداشت کر رہی ہو۔'' ڈیانا نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''تمہیں اچھا نہیں لگتا پاپ میوزک؟''

''یہ میوزک ہے ہی نہیں۔ یہ تو واویلا ہے۔''

''تو یہ سمجھ لو کہ مجھے واویلا پسند ہے۔'' کیلی نے کہا۔

ڈیانا نے بڑھ کر ریڈیو بند کر دیا۔

''یہ بتاؤ مسز اسٹیونز کہ جب کوئی ہوٹل نہیں بچے گا تو ہم کیا کریں گے؟'' کیلی نے کہا۔ ''یہاں تمہارا کوئی جاننے والا ایسا نہیں جو ہماری مدد کرے۔''

ڈیانا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''رچرڈ کے بیشتر دوست کے آئی جی میں کام کرتے ہیں۔ اور جو میرے دوست ہیں، میں انہیں اپنے ساتھ اتنی بڑی مصیبت میں نہیں پھنسانا چاہتی۔ تم اپنی کہو۔''

کیلی نے کندھے جھٹک دیئے۔ ''میں اور مارک تو تین سال سے پیرس میں ہیں۔ یہاں ہمارا کوئی جاننے والا ہے ہی نہیں۔''

''مارک نے کچھ بتایا تھا کہ وہ واشنگٹن کیوں جا رہا ہے۔؟

''نہیں۔''

''رچرڈ نے بھی مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس کا ان دونوں کے قتل سے گہرا تعلق ہے۔''

''چلو۔ چابی تو ہمارے پاس موجود ہے۔ بس دروازہ تلاش کرنا ہے۔''

''وہ بھی مل جائے گا۔'' ڈیانا نے پرخیال لہجے میں کہا۔ پھر اچانک اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ ''ایک منٹ...... مجھے ایک شخص کا خیال آیا ہے، جو ہماری مدد کر سکتا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ فون کی طرف بڑھی۔

''کسے کال کر رہی ہو تم؟''

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

''رچرڈ کی سیکریٹری کو۔ اسے معلوم ہو گا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔''

دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔ ''کے آئی جی۔''

''بٹی بارکر سے بات کرا دیں پلیز۔''

..................xxx..................

اپنے آفس میں ٹیز نے آواز شناخت کرنے والی مشین پر نیلی روشنی چمکتے دیکھی۔ اس نے ایک سوئچ دبایا۔ آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''اس وقت تو مس بارکر اپنی سیٹ پر موجود نہیں ہیں۔''

''مجھے بتائیں، میں کہاں ان سے رابطہ کر سکتی ہوں۔''

''سوری۔ آپ اپنا نام اور فون نمبر لکھوا دیں۔ مس بارکر کو دے......''

''میں پھر فون کر لوں گی۔'' ڈیانا نے ریسیور رکھ دیا۔ نیلی روشنی بجھ گئی!

..................xxx..................

ڈیانا نے کیلی کی طرف دیکھا۔ ''مجھے لگتا ہے، بٹی بارکر ہی وہ دروازہ ہے، جس کی ہمیں تلاش ہے۔ مجھے کسی طرح اس سے رابطہ کرنا ہے۔'' وہ کہتے کہتے رکی، اس کے چہرے پر تفکر تھا۔ ''ارے...... یہ تو عجیب بات ہے......''

''کیا......؟''

''ایک نجومی عورت نے کہا کہ میرے اردگرد موت ہی موت ہے۔ اور......''

''ارے...... تو تم نے یہ بات ایف بی آئی اور سی آئی اے کو کیوں نہیں بتائیں۔'' کیلی نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

ڈیانا نے غصہ سے اسے دیکھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ کیلی اس کے اعصاب پر سوار ہو رہی ہے۔ ''چھوڑو اس بات، کھانا کھایا جائے۔''

کیلی نے کہا۔ ''پہلے میں ایک کال کر لوں۔'' اس نے فون اٹھایا اور ہوٹل کے آپریٹر کا نمبر ملایا۔ ''ہیلو...... رابطہ ملنے پر اس نے کہا۔

''میں پیرس ایک کال کرنا چاہتی ہوں۔'' پھر اس نے نمبر لکھوایا۔

چند لمحے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ کیلی نے ریسیور اٹھایا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ''ہیلو فلپ، کیسے ہو...... یہاں سب ٹھیک ہے۔'' اس نے ڈیانا کو کن انکھیوں سے دیکھا۔

''ہاں...... میں ایک دو دن میں واپس آ جاؤں گی۔ انجلو کیسا ہے...... بہت خوب...... واقعی وہ مس کرتا ہے مجھے؟ ذرا اس کی آواز تو سنوا دیں مجھے......'' پھر اس کا انداز ایسا ہو گیا۔

جیسے وہ کسی ننھے سے بچے سے باتیں کر رہی ہو۔ ''انجلو...... کیسے ہو ڈارلنگ۔ میں ماما بول رہی ہوں۔ تم مجھے مس کرتے ہو نا۔ میں بھی تمہیں مس کرتی ہوں۔ بس میں واپس آنے ہی والی ہوں۔ پھر تمہیں خوب لپٹا کر پیار کروں گی......''

ڈیانا غور سے سن رہی تھی، اس کے چہرے پر الجھن تھی۔

''گڈ بائی مائی بے بی۔ اچھا فلپ شکریہ۔ جلد ہی ملاقات ہو گی۔ کیلی نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر وہ ڈیانا کی طرف مڑی۔ ''میں اپنے کتے سے بات کر رہی تھی۔'' اس نے وضاحت کی۔

..................xxx..................

کمرا ان کی حفاظت گاہ تھا، جس سے وہ نکلنا چاہتی تھیں۔ کھانے اور ناشتے کیلئے وہ روم سروس سے استفادہ کرتی تھیں۔ ان کے درمیان گفتگو بھی کم ہی ہوتی تھی۔ ڈیانا گفتگو کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ لیکن کیلی کے زہریلے جواب اس کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ اور جب وہ زہریلے جواب نہیں دیتی تھی تو اس کے جواب مختصر ترین ہوتے تھے۔ مثلاً:

''تو تم پیرس میں رہ رہی ہو؟''

''ہاں۔''

''مارک فرانسیسی تھا؟''

''نہیں۔''

''تمہاری شادی کو بہت عرصہ ہو گیا تھا؟''

''نہیں۔''

''تم دونوں کی ملاقات کیسے ہوئی تھی۔''

تم یہ پوچھنے والی کون ہوتی ہو۔ کیلی نے دل میں سوچا۔ مگر اس نے جواب میں کہا۔ ''مجھے یاد نہیں۔ میں بہت لوگوں سے ملاقات کرتی تھی۔'' ڈیانا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ ''یہ جو تم نے اپنے گرد دیوار کھڑی کر رکھی ہے، اسے گرا کیوں نہیں دیتیں۔''

''تمہیں کس نے بتایا کہ دیواریں لوگوں کو باہر رکھنے کیلئے کھڑی کی جاتی ہیں۔'' کیلی نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن کبھی کبھی وہ لوگوں کو قید بھی کر دیتی ہیں۔''

''سنو مسز اسٹیونز، تم اپنے کام سے کام رکھو۔ تم سے ملنے سے پہلے میں کافی کامیاب تھی۔ اب میرا پیچھا چھوڑ دو۔''

ڈیانا کو شاک لگا۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے کیلی ہیرس سے زیادہ سرد مہر کسی کو نہیں دیکھا۔

وہ کھانا کھا کے بیٹھی تھیں کہ اچانک کیلی نے کہا۔ ''میں شاور لوں گی۔''

ڈیانا نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔

باتھ روم میں کیلی شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ نیم گرم پانی بے حد خوشگوار لگ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں ذہن بھٹکتا ہوا ماضی میں چلا گیا......

..................xxx..................

......سام میڈرز کے الفاظ اس کی سماعت میں گونج رہے تھے۔ وہ تم سے دیوانہ وار محبت کرتا ہے اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیلی جانتی تھی سام ٹھیک کہہ رہا ہے خود کیلی کو مارک کی قربت اچھی لگتی تھی۔ وہ بہت خیال رکھنے والا، نرم اور مہربان آدمی تھا۔ مگر وہ اس کیلئے بس ایک اچھا دوست تھا۔

اور یہ اس کے ساتھ زیادتی۔ کیلی نے سوچا۔ مجھے اس سے ملنا چھوڑ دینا چاہئے۔

اگلی صبح مارک نے فون کیا۔ ''ہیلو کیلی، آج رات کیا پروگرام ہے؟''

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 72 علیم الحق حقی

''سوری مارک۔ میں۔۔۔۔۔آج میں مصروف ہوں''

چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر مارک نے اٹک اٹک کر کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ تم اور میں۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے، ہم ایک دوسرے کو۔۔۔۔۔''

''نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں۔'' کیلی نے کہا۔لیکن اس لمحے اسے خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔لگ رہا تھا کہ وہ مارک پر ظلم کر رہی ہے۔

''کوئی بات نہیں۔میں کل فون کروں گا۔''

اور مارک نے اگلے روز فون کیا۔'' کیلی۔۔۔۔۔کیا میں تمہیں کوئی تکلیف۔۔۔۔۔نادانستگی میں کوئی تکلیف۔۔۔۔۔''

کیلی نے بلا ارادہ کہا'' آئی ایم سوری مارک۔دراصل مجھے کسی سے محبت ہو گئی ہے''۔یہ کہہ کر وہ انتظار کرتی رہی۔وہ اذیت ناک لمحے تھے۔

چند لمحے بعد مارک کی لرزتی ہوئی آواز ابھری'' میں۔۔۔۔۔میں سمجھتا ہوں۔مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے تھا۔میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کرو۔میں تمہاری خوشیوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔پلیز۔۔۔۔۔میری طرف سے انجلو کو گڈ بائی کہہ دینا۔۔۔۔۔''۔

مارک نے ریسیور رکھ دیا تھا۔لیکن کیلی دیر تک ریسیور ہاتھ میں لئے کھڑی رہی۔وہ بڑی اذیت میں تھی۔وہ سوچ رہی تھی کہ کچھ ہی دنوں میں مارک اسے بھول جائے گا اور پھر اسے کوئی ایسی لڑکی مل جائے گی جو اسے زندگی کی سچی خوشیاں دے سکے گی۔وہ خوشیاں جن کا مارک مستحق ہے۔

کیلی ہر روز اپنی مصروفیت میں الجھی رہتی۔وہ مسکراتی ہوئی رن وے پر چلتی۔لوگ تالیاں بجاتے۔لیکن وہ اندر سے اداس ہوتی۔ مارک کے بغیر زندگی سونی سونی ہو گئی تھی۔ہر پل اس کا جی چاہتا کہ وہ مارک کو فون کرے۔لیکن وہ اس کی مزاحمت کرتی۔ وہ خود کو یاد دلاتی کہ اب یہ ممکن نہیں۔وہ مارک کو پہلے ہی بہت اذیت پہنچا چکی ہے۔

کئی ہفتے گزر گئے۔مارک نے بھی اس سے رابطہ نہیں کیا۔وہ افسردہ تھی کہ مارک اس کی زندگی سے چلا گیا ہے۔اب تک تو اسے کوئی اچھی سی لڑکی مل گئی ہو گی۔اور میں مارک کی خوشی میں خوش ہوں۔وہ بار بار خود سے کہتی۔

اس سنیچر کی شام وہ ایک فیشن شو میں کام کر رہی تھی۔وہ بے حد شاندار ہال تھا، جہاں تماشائیوں میں پیرس کے معزز ترین لوگ موجود تھے۔جیسے ہی وہ رن وے پر نمودار ہوئی۔حسب معمول ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔کیلی کے آگے جو ماڈل تھی وہ شام کا لباس پہنے ہوئے تھی اور اس کے ہاتھوں میں دستانے تھے۔اچانک آگے والی ماڈل کے ہاتھ سے دستانہ پھسل کر نیچے گرا۔کیلی کو اس کا احساس دیر سے ہوا۔نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دستانے پر سے پھسلی اور منہ کے بل گری۔تماشائیوں کی حیرت بھری آواز سے ہال گونج اٹھا۔کیلی چند لمحے شرمندگی کے احساس سے شرابور نیچے گری رہی۔بڑی مشکل سے اس نے خود کو رونے سے باز رکھا۔چند لمحے بعد وہ اٹھی اور کیٹ واک سے پلٹ کر بھاگی۔

وہ ڈریسنگ روم میں پہنچی تو وارڈ روب مسٹریس نے کہا'' یہ رہا آپ کا ایوننگ گاؤن۔۔۔۔۔''۔

مگر کیلی بری طرح سسک رہی تھی'' میں اب ان لوگوں کے سامنے نہیں جا سکتی۔وہ۔۔۔۔۔مجھ پر ہنسیں گے۔۔۔۔۔میرا مذاق اڑائیں گے''دیکھتے ہی دیکھتے اس کا انداز ہسٹریائی ہو گیا۔''اب میں کبھی کیٹ واک پر نہیں چل سکوں گی''۔وہ چلائی''میرا کیریئر ختم ہو گیا''۔

''ایسی کوئی بات نہیں''۔کسی نے کہا۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔دروازے میں مارک کھڑا تھا۔''مارک۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''۔

''میں۔۔۔۔۔تو بس وقت گزاری کرتا پھر رہا ہوں''۔

''تم نے دیکھا۔۔۔۔۔مجھے گرتے ہوئے دیکھا؟''۔

مارک مسکرایا''میں تو اسے شاندار ہی کہوں گا۔مجھے خوشی ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا''۔

کیلی اسے گھور رہی تھی''کیا۔۔۔۔۔کیا کہہ رہے ہو؟''۔

وہ آگے بڑھا،اس نے جیب سے رومال نکالا اور اس کے آنسو پونچھ دیئے۔''کیلی۔۔۔۔۔جب تم کیٹ واک پر آئیں تو تماشائیوں کے نزدیک تم محض ایک خوب صورت خواب تھیں،جسے بس دیکھا ہی جا سکتا ہے،جسے چھونا ممکن نہیں۔لیکن جب تم پھسل کر گریں تو ثابت ہوا کہ تم انسان ہو۔۔۔۔۔جیتی جاگتی عورت۔اور سبھی نے تمہارے لئے محبت محسوس کی۔اب تم دوبارہ جاؤ گی تو وہ سب خوش ہوں گے''۔

کیلی نے مارک کی آنکھوں میں دیکھا۔وہاں ہمدردی اور محبت کے سوا کچھ نہیں تھا۔اس لمحے کیلی نے جان لیا کہ وہ مارک سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔گہری سچی محبت!۔

وارڈ روب مسٹریس ایوننگ گاؤن کو دوبارہ لٹکا رہی تھی۔کیلی نے اسے پکارا''لاؤ۔۔۔۔۔یہ مجھے دو پلیز''پھر مارک کو دیکھتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان مسکرائی۔

پانچ منٹ بعد کیلی دوبارہ کیٹ واک پر آئی تو تماشائیوں نے کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا۔کیلی نے جان لیا کہ مارک نے سچ کہا تھا۔کسی نے اس کا مذاق نہیں اڑایا۔سب کے انداز میں محبت تھی۔

اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی میں مارک کا دوبارہ آنا بے حد مبارک ہے۔

اسے یاد تھا کہ اس دوسرے عہد کی ابتدا میں وہ کتنی نروس تھی۔۔۔۔۔

اب کیلی اعصابی کشیدگی میں مبتلا تھی۔وہ منتظر تھی کہ اب مارک اس کی طرف جسمانی پیش قدمی ضرور کرے گا۔لیکن مارک ہر اعتبار سے شریف النفس انسان تھا طبعاً شرمیلا تھا،اس کے شرمیلے پن نے کیلی کو اعتماد بخشا۔زیادہ تر گفتگو کیلی ہی کرتی تھی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 73 علیم الحق حقی

اور موضوع کوئی بھی ہو، اسے پتا چلتا تھا کہ مارک اس کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتا ہے۔

ایک شام کیلی نے مارک کو ایک کنسرٹ کے بارے میں بتاتے ہوئے پوچھا۔''مارک......تمہیں کلاسیکی موسیقی سے دلچسپی ہے''۔

''اس کا تو میں پیدائشی عاشق ہوں''۔

''بس تو ہم اس پروگرام میں چلیں گے''۔

کنسرٹ کے بعد مارک کیلی کو چھوڑنے اس کے اپارٹمنٹ آیا ''کیلی......میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا''۔اس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

کیلی نے سوچا، مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے تھا۔یہ بھی دوسرے مردوں کی طرح ہے۔چلو، کھیل ختم ہوا۔''کیا واقعی......؟''

''ہاں۔میں کلاسیکی موسیقی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا''

خود کو ہنسنے سے روکنے کیلئے کیلی نے اپنے ہونٹ چبا ڈالے......

............x............

پانی ٹھنڈا ہو گیا تھا۔کیلی نے چونک کر شاور کو بند کر دیا۔تولئے سے جسم خشک کرنے کے بعد وہ کپڑے پہن کر باہر چلی آئی۔''لو بھئی، اب باتھ روم تمہارا ہے''۔اس نے ڈیانا سے کہا۔

''شکریہ''۔

ڈیانا باتھ روم میں گئی تو دیکھا کہ وہاں کا حال بہت برا ہو رہا ہے۔لگتا تھا، کوئی شریر بچہ ابھی وہاں سے نہا کر نکلا۔دور دور تک پانی کے چھینٹے اور صابن کے جھاگ پھیلے ہوئے تھے۔

ڈیانا غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی بیڈروم میں آئی۔''باتھ روم کا کیا حشر کر کے آئی ہو تم؟ تم کیا لوگوں سے نخرے اٹھوانے کی عادی ہو؟''۔

''ہاں مسز اسٹیونز''۔کیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔''کئی کئی خادمائیں میرا خیال رکھتی ہیں''۔

''میں ان میں سے نہیں ہوں''۔ڈیانا نے بھنا کر کہا۔''اب بہتر ہو گا کہ ہم......''۔

''یہ ہم کیا بلا ہے۔یہاں تم ہو اور میں ہوں......''۔

ڈیانا چند لمحے اسے گھورتی رہی۔پھر باتھ روم میں چلی گئی۔پندرہ منٹ بعد وہ نہا کر آئی تو کیلی بیڈ میں تھی۔ڈیانا نے روشنی گل کرنے کیلئے سوئچ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کیلی چلائی۔''خبردار جو اسے چھوا''۔

''کیوں......کیا ہو گیا؟''۔ڈیانا نے گھبرا کر پوچھا۔

''لائٹ آف مت کرنا''۔

''کیوں......تمہیں اندھیرے سے ڈر لگتا ہے؟''۔ڈیانا کے لہجے میں حقارت تھی۔

''ہاں......ہاں......میں دوبارہ سے اندھیرے سے ڈرنے لگی ہوں''۔کیلی نے کہا۔یہ سچ تھا۔مارک کی موت کے بعد وہ پھر اندھیرے سے ڈرنے لگی تھی۔

''تمہارے والدین تمہیں ڈراؤنی کہانیاں سنایا کرتے تھے؟'' اب ڈیانا کے لہجے میں ہمدردی تھی۔

چند لمحے خاموشی رہی۔پھر کیلی نے کہا۔''ہاں''۔

ڈیانا اپنے بیڈ پر چلی گئی۔ایک منٹ وہ لیٹی رہی۔پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔وہ رچرڈ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اوہ رچرڈ......میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دل ٹوٹنے سے کوئی مر بھی سکتا ہے۔مگر اب میں یہ بات سمجھ سکتی ہوں۔مجھے تمہاری اور تمہاری محبت کی ضرورت ہے رچرڈ۔

اپنے بستر پر دراز کیلی نے ڈیانا کی سسکیاں سنیں تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔شٹ اپ......شٹ اپ......وہ ہونٹ بھینچ کر زیرِلب دہراتی رہی۔لیکن اس کی اپنی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

............x............

ڈیانا صبح اٹھی تو کیلی کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کا رخ دیوار کی طرف تھا۔''گڈ مارننگ''۔اس نے کہا۔''تمہیں نیند ٹھیک تو آئی نا؟''

کوئی جواب نہیں ملا۔

''اب ہمیں اپنے اگلے قدم کے بارے میں سوچنا ہو گا۔ہم یہاں زندگی تو نہیں گزار سکتے''۔

اس بار بھی کوئی جواب نہیں تھا۔

ڈیانا نے جھنجلا کر کہا۔''کیلی......تم سن رہی ہو؟''

کیلی نے گھوم کر اسے دیکھا۔''ڈسٹرب نہیں کرو۔میں منتر پڑھ رہی ہوں''۔

''اوہ سوری......مجھے معلوم نہیں تھا......''

''بھول جاؤ اس بات کو۔تمہیں کسی نے نہیں بتایا کہ تم بہت خطرناک خراٹے لیتی ہو؟''

ڈیانا کو جھٹکا لگا۔شادی کے بعد پہلی صبح رچرڈ نے اس سے یہ بات کہی تھی۔لیکن پیرایہ مختلف تھا۔اس نے کہا تھا کہ اسے ان میں نغمگی اور موسیقیت محسوس ہوتی ہے۔

کیلی نے اٹھ کر ٹی وی آن کر دیا۔پھر وہ چینل تبدیل کرنے لگی۔ایک نیوز چینل پر وہ رکی۔شو کا میزبان بین رابرٹس تھا۔''اوہ......یہ تو بین ہے''۔اس نے بے ساختہ کہا۔

''کون بین؟''

''بین رابرٹس......نیوز پڑھتا ہے اور انٹرویو لیتا ہے۔اس فیلڈ میں مجھے بس یہی اچھا لگتا ہے''۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 74

علیم الحق حقی

اس کی مارک سے بڑی گہری دوستی تھی۔ ایک دن......'' وہ کہتے کہتے رک گئی۔ جین رابرٹس کہہ رہا تھا۔'' ...... تازہ ترین خبر یہ ہے کہ مافیا کا چیف انتھونی آلٹیری جو گزشتہ دنوں قتل کے ایک مقدمے میں باعزت بری کیا گیا تھا، آج صبح انتقال کر گیا۔ اسے کینسر تھا۔ اس کی......''

کیلی ڈیانا کی طرف مڑی۔'' سنا تم نے۔ آلٹیری مر گیا۔''

ڈیانا کے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اس نے کیلی سے کہا۔'' اب بہتر ہوگا کہ تم اور میں الگ ہو جائیں۔ ہم ساتھ رہیں گے تو ان کے لئے ہمیں ڈھونڈنا آسان ہوگا۔''

'' ٹھیک کہہ رہی ہو۔ یہ منصوبہ تمہارا زبردست ہے۔'' کیلی نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

'' اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔''

لابی میں بہت ہجوم تھا۔ خواتین کے ایک کنونشن میں شریک ہونے والی عورتیں اور کنونشن کی چھ سات مہمان عورتیں چیک آؤٹ کر رہی تھیں۔ کیلی اور ڈیانا بھی قطار میں لگ گئیں۔

باہر موجود ہیری فلنٹ لابی پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے اپنے موبائل فون پر ٹینر کنگسلے کا نمبر ملایا۔ وہ دونوں لابی میں آ گئی ہیں جناب۔''

'' گڈ۔ کاربالو وہاں موجود ہے نا مسٹر فلنٹ؟''

'' جی ہاں''۔

'' بس تو جیسا میں نے کہا ہے، ویسا ہی کرو۔ ہوٹل کے دروازے کو دونوں جانب سے کور کرو۔ یوں وہ کسی طرف بھی جائیں، بچ نہیں سکیں گی۔ میں چاہتا ہوں، وہ اس طرح غائب ہوں کہ کسی کو ان کا سراغ بھی نہ ملے۔''

کیلی اور ڈیانا کی باری آئی تو کلرک انہیں دیکھ کر مسکرائی۔'' مجھے امید ہے، آپ کا یہاں قیام خوش گوار ثابت ہوا ہوگا۔''

'' بے حد خوش گوار۔'' ڈیانا نے کہا اور دل میں سوچا، یہ خوش گواریت کم تو نہیں کہ ہم اب بھی زندہ ہیں۔

کاؤنٹر سے نمٹ کر وہ دروازے کی طرف بڑھیں۔'' تم کہاں جاؤ گی مسز اسٹیونز؟'' کیلی نے ڈیانا سے پوچھا۔

'' کچھ پتا نہیں۔ فی الحال تو مجھے مین ہٹن سے نکلنا ہے۔ تم اپنی سناؤ۔''

کیلی نے دل میں سوچا، فی الحال تو تم سے دور ہونا ہے۔'' میں پیرس واپس جاؤں گی۔'' اس نے کہا۔

باہر نکل کر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا۔ فٹ پاتھ پر راہ گیروں کا ہجوم تھا۔ سب کچھ نارمل لگ رہا تھا۔'' گڈ بائی مسز اسٹیونز۔'' کیلی نے پرطمانیت لہجے میں کہا۔ وہ خوش تھی کہ ڈیانا سے جان چھوٹ رہی ہے۔ اس کے ملنے کے بعد سے اب تک اسے خطرات اور مصائب کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔

'' گڈ بائی کیلی۔''

کیلی بائیں جانب مڑی اور کارنر کی طرف چل دی۔ ڈیانا چند لمحے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ پھر وہ دائیں جانب مڑی اور اس کی مخالف سمت میں چل دی۔ ابھی وہ دس بارہ قدم ہی چلی ہوں گی کہ دونوں سمتوں سے انہیں ہیری فلنٹ اور ولنس کاربالو اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ کاربالو کے چہرے پر سفاکی تھی اور فلنٹ کے ہونٹوں پر ہمیشہ چپکی رہنے والی مسکراہٹ۔ وہ مخالف سمتوں سے راہ گیروں کے درمیان جگہ بناتے ہوئے اپنے اپنے شکار کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ڈیانا اور کیلی گھبرائیں اور انہوں نے پلٹ کر ایک دوسری کو دیکھا۔ انہیں گھیر لیا گیا تھا۔ وہ دونوں پلٹیں اور ہوٹل کے دروازے کی طرف واپس چلیں۔ لیکن دروازے پر اتنا ہجوم تھا کہ انہیں ہوٹل کی لابی میں داخل ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائیں۔ قاتل ان سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔

کیلی ڈیانا کو دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ڈیانا نے پہلے فلنٹ کو دیکھ کر اور پھر دوسرے آدمی کو دیکھ کر گرم جوشی سے ہاتھ لہرایا۔'' تم پاگل ہو گئی ہو؟'' کیلی نے سرگوشی میں کہا۔

ڈیانا اب بھی مسکرا رہی تھی۔ پھر اس نے اپنا موبائل فون نکالا اور فون پر زور زور سے باتیں کرنے لگی۔'' ہم ہوٹل کے سامنے ہیں...... ارے گڈ...... تم کارنر پر ہو۔ واہ وہ ہنسی اور اس نے کیلی کو دیکھتے ہوئے انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنایا۔'' وہ ابھی ایک منٹ میں یہاں پہنچ رہے ہیں۔'' اس نے بلند آواز میں کہا۔ پھر ایک طرف فلنٹ اور دوسری طرف کاربالو کو دیکھتے ہوئے فون پر بلند آواز میں بولی۔

'' نہیں نہیں...... وہ صرف دو ہیں۔'' چند لمحے جیسے وہ دوسری طرف کی گفتگو سنتی رہی۔ پھر ہنستے ہوئے بولی۔'' ٹھیک ہے۔ وہ یہاں پہنچ گئے ہیں...... او کے۔''

کیلی اور دونوں قاتل ڈیانا کو دیکھ رہے تھے۔ ڈیانا فٹ پاتھ سے سڑک پر اتری اور آنے والی کاروں کو متلاشی نظروں سے دیکھنے لگی۔ پھر وہ دور سے آتی ہوئی ایک کار کو اشارہ کرنے لگی۔ اس کے انداز میں جوش و خروش تھا۔

فلنٹ اور کاربالو کے انداز میں الجھن تھی۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

ڈیانا نے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔'' یہ رہے وہ دونوں۔'' وہ اور جوش سے ہاتھ ہلانے لگی۔'' یہی ہیں وہ دونوں۔''

فلنٹ اور کاربالو نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بڑی سرعت سے متفقہ فیصلہ کیا۔ وہ دونوں پلٹے اور اس طرف بھاگے، جہاں سے آئے تھے۔ لمحوں میں دونوں مخالف سمتوں میں کارنر گھوم گئے۔

کیلی کا دل سینے میں دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔ اس نے ڈیانا کو دیکھا اور بولی۔'' وہ تو بھاگ گئے۔ تم کس سے باتیں کر رہی تھیں؟''

ڈیانا نے گہری سانس لیکر خود کو سنبھالا۔'' کسی سے بھی نہیں۔ میرے موبائل کی تو بیٹری بھی چارج نہیں ہوئی ہے۔''

کیلی نگاہوں میں حیرت اور ستائش لئے اسے دیکھ رہی تھی۔'' تم نے تو کمال کر دیا۔ یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا۔''

'' اگلی بار تم کمال دکھا دینا۔'' ڈیانا نے خشک لہجے میں کہا۔

'' اب کیا کرو گی؟''

'' مین ہٹن سے نکلو گی۔''

'' کیسے؟ باہر نکلنے کے ہر راستے کی وہ نگرانی کر رہے ہوں گے۔''

ڈیانا چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔'' ہم بروک لین کے راستے نکل سکتے ہیں۔''

'' گڈ۔ تو جاؤ۔'' کیلی نے کہا۔

'' کیا مطلب؟''

'' مطلب یہ کہ میں تمہارے ساتھ نہیں چل رہی ہوں۔''

'' ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔'' ڈیانا نے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو روکا اور اس میں بیٹھنے لگی۔ کیلی سوچ رہی تھی کہ اس وقت وہ ایک اجنبی سڑک پر اکیلی کھڑی ہے اور اسے نہیں معلوم کہ جانا کہاں ہے۔ ٹیکسی آگے بڑھنے لگی تو اس کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی۔'' اے رکو......'' اس نے پکارا۔

ٹیکسی رکی تو وہ اس کی طرف لپکی اور دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔'' کیا ہوا؟ تم نے ارادہ کیوں بدل دیا؟'' ڈیانا نے اس سے پوچھا۔

'' مجھے اچانک خیال آیا کہ ابھی تک میں بروک لین دیکھ ہی نہیں سکی ہوں۔'' کیلی نے بات بنائی۔

ڈیانا نے بے یقینی سے سر جھٹکا۔ لیکن کہا کچھ نہیں۔

'' کہاں لے چلوں آپ کو؟'' ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

'' بروک لین چلو۔'' ڈیانا نے کہا۔

ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔'' کوئی خاص جگہ بروک لین میں؟''

'' بس تم چلاتے رہو۔''

اس بار کیلی نے ڈیانا کو بے یقینی سے دیکھا۔'' تمہیں نہیں معلوم کہ ہمیں کہاں جانا ہے!''

'' جب وہ جگہ نظر آئے گی تو مجھے معلوم ہو جائے گا۔''

کیلی اب سوچ رہی تھی کہ میں خوامخواہ ٹیکسی کی طرف آئی۔

(جاری ہے)

دجال

قسط نمبر: 75

علیم الحق حقی

وہ دونوں خاموش بیٹھی تھیں۔بیس منٹ بعد ٹیکسی بروک لین کا پل پار کر رہی تھی۔ڈیانا نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔"دراصل ہمیں کسی ہوٹل کی تلاش ہے اور مجھے یہاں کے بارے میں بالکل اندازہ نہیں......"

"آپ فکر نہ کریں۔میں آپ کو لے چلتا ہوں۔اس ہوٹل کا نام ہیراگون ہوٹل ہے۔پسند آئے گا آپ کو۔"

دو دن میں انہوں نے چار ہوٹل تبدیل کئے۔اب وہ ایڈمز ہوٹل میں تھیں۔وہ پانچ منزلہ عمارت تھی۔دروازے پر دربان موجود تھا۔یہ ہوٹل انہیں دوسرے ہوٹلوں کے مقابلے میں کہیں بہتر لگا۔لیکن کیلی کا منہ پھولا ہوا تھا۔

دربان نے بڑے احترام سے سر جھکا کر ان کا خیر مقدم کیا۔"آپ قیام کریں گی؟"

"ہاں"۔ڈیانا نے جواب دیا۔

"آپ کا سامان؟"

اس وقت تک ڈیانا خاصی رواں ہو چکی تھی۔"ایئر لائن والوں نے ہمارا سامان گم کر دیا ہے۔"وہ بولی۔"یہاں قریب میں کوئی ایسا بازار ہے، جہاں سے ہم اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکیں؟"

"جی......اس بلاک کے آخر میں ملبوسات کی ایک بڑی دکان ہے۔لیکن بہتر ہے، آپ پہلے کمرا لے لیں۔پھر وہ آپ کا خریدا ہوا سامان خود یہاں بھجوا دیں گے۔"

"چلو......ٹھیک ہے۔کمرا تو مل جائے گا نا؟"

"جی ہاں۔سال کے اس حصے میں رش نہیں ہوتا۔"

وہ اندر گئیں۔استقبالیہ کلرک نے انہیں بھرنے کیلئے رجسٹریشن فارم دیئے کیلی نے دستخط کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔"ایملی برونٹے۔"

ڈیانا نے کلرک کے چہرے کو ٹٹولا۔مگر وہاں کوئی ردعمل نہیں تھا۔اس کا مطلب تھا کہ اس نے مشہور زمانہ ادیبہ کا نام کبھی نہیں سنا تھا۔

اس نے اپنے فارم پر اپنا نام میری کسات تحریر کر دیا۔

کلرک نے فارم لیتے ہوئے پوچھا۔"آپ کریڈٹ کارڈ سے ادائیگی کریں گی؟"

"جی ہاں، ہم......"

"نہیں۔"ڈیانا نے جلدی سے کیلی کی بات کاٹ دی۔

کیلی نے ہچکچاتے ہوئے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کا سامان؟"کلرک نے پوچھا۔

"کچھ دیر بعد پہنچے گا۔"ڈیانا نے کہا۔"ہم کچھ دیر بعد واپس آئیں گے۔"

"آپ کا سوئٹ نمبر 515 ہے۔"

وہ دونوں ہوٹل سے نکلیں۔کلرک انہیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔"دو نہایت حسین عورتیں اور تنہا۔افسوس......صد افسوس۔"وہ بڑبڑایا۔

دکان کافی بڑی تھی اور وہاں خواتین کیلئے ہر طرح کے ملبوسات، ہینڈ بیگ اور سوٹ کیس دستیاب تھے۔کیلی نے دکان کا جائزہ لیتے ہوئے طمانیت سے سر ہلایا۔

ایک سیلز گرل، ان کی طرف بڑھی۔"میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔"

"ہم خود ہی جائزہ لے لیں گے۔"

ان دونوں نے ایک ایک ٹرالی لی اور اسے دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئیں۔

ان کے پاس جسم پر موجود کپڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔چنانچہ وہ ضرورت کی ہر چیز لے کر اپنی ٹرالی میں ڈالتی رہیں۔دیکھتے ہی دیکھتے ان کی ٹرالیاں بھر گئیں اور چھلکنے لگیں۔"میں آپ کی مدد کروں......؟"سیلز گرل نے پوچھا۔

"شکریہ۔"انہوں نے دوسری ٹرالیاں پکڑ لیں اور پرانی سیلز گرل کے حوالے کر دیں۔

"اب پتا نہیں، شاپنگ کا موقع کب ملے۔"کیلی نے کہا۔

وہ پھر مصروف ہو گئیں۔وہ شاپنگ ایسی بھرپور تھی کہ اس کے لئے انہیں چار سوٹ کیس خریدنے پڑ گئے۔

وہ ادائیگی کیلئے کاؤنٹر پر گئیں تو کیشیئر نے پوچھا۔"کریڈٹ کارڈ......"

"جی نہیں۔ہم نقد ادائیگی کریں گی۔"ڈیانا نے کیلی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب دیا۔

انہوں نے پرس کھولے اور آدھا آدھا بل ادا کیا۔دونوں ایک ہی بات سوچ رہی تھیں۔نقد رقم بہت تیزی سے ساتھ چھوڑ رہی ہے۔

کیلی نے کیشیئر سے کہا۔"ہم ایڈمز ہوٹل میں مقیم......"

"آپ کا سامان وہاں بھجوا دوں؟"کیشیئر نے کہا۔"نام بتایئے......"

کیلی ایک لمحے کو ہچکچائی۔"شارلوٹ برونٹے......"

"ایملی......ایملی برونٹے۔"ڈیانا نے جلدی سے کہا۔

کیشیئر کے چہرے پر الجھن تھی۔وہ ڈیانا کی طرف مڑی۔"اور آپ کا نام......"

(جاری ہے)

دجال

علیم الحق حقی

کیلی کے چکر میں ڈیانا بھول گئی تھی کہ اس نے ہوٹل میں اپنا کیا نام لکھا تھا۔ اس بار کیلی نے اس کی مدد کی۔ ''میری کسانٹ۔''

''جی..... بہت بہتر۔'' کیشیئر بری طرح گڑبڑا گئی۔ یہ عجیب عورتیں ہیں۔ اپنا نام یاد نہیں اور دوسری کا دونوں کو یاد ہے!

ان کی اگلی منزل کاسمیٹکس کی دکان تھی۔ وہاں بھی انہوں نے دل کھول کر شاپنگ کی۔ وہ ہوٹل پہنچیں تو چاروں سوٹ کیس ان کے کمرے میں موجود تھے۔

''مجھے نہیں معلوم کہ ان میں تمہارے کون سے ہیں اور میرے کون سے؟'' کیلی نے گھبرا کر کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ پتا چل جائے گا۔ دیکھو، ممکن ہے ہمیں یہاں ایک ہفتے قیام کرنا پڑے۔'' ڈیانا نے کہا۔

''ٹھیک کہتی ہو۔''

وہ سوٹ کیس خالی کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ ہر چیز سلیقے سے رکھ دی گئی۔ پھر ڈیانا بستر پر دراز ہو گئی۔

دروازے پر دستک ہوئی اور ہوٹل کی خادمہ اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں دھلے ہوئے تولیے تھے۔ باتھ روم میں تولیے لٹکا کر وہ باہر آئی تو اس نے کہا۔ ''کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے طلب کر لیجیے گا۔''

''شکریہ۔'' کیلی نے کہا۔

ڈیانا سرہانے رکھے ہوٹل کے بروشر کا جائزہ لے رہی تھی۔ ''تمہیں پتا ہے کہ یہ ہوٹل کب تعمیر ہوا تھا؟'' اس نے کیلی سے پوچھا۔

کیلی نے اس کی سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔ ''کپڑے پہنو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔''

''یہ ہوٹل.....''

''میں نے کہا، کپڑے پہنو۔ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔'' کیلی نے سخت لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔

ڈیانا نے اسے غور سے دیکھا۔ ''مذاق کر رہی ہو؟''

''نہیں۔ جلدی کرو۔ یہاں کوئی خوفناک بات ہونے والی ہے۔'' کیلی کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

ڈیانا بھی اٹھ بیٹھی۔ ''کیا ہونے والا ہے؟'' اس نے گھبرا کر کہا۔

''یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ بس ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ ورنہ ہم مر جائیں گے۔''

وہ بے حد خوف زدہ تھی۔ لیکن خوف کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ''کیلی..... معقولیت سے بات کرو۔ اگر کوئی.....''

''خدا کے لئے ڈیانا، جلدی کرو.....'' کیلی گڑگڑائی۔

اس بار ڈیانا اٹھ بیٹھی۔ اس نے جلدی سے کپڑے پہنے۔ ''اور ہمارے سوٹ کیس.....؟''

''نہیں۔ سب کچھ چھوڑ دو۔''

''سب چھوڑ دوں؟'' ڈیانا نے کیلی کو حیرت سے دیکھا۔ ''یہ سب کچھ ہم نے ابھی تو خریدا.....''

''میں کہتی ہوں، جلدی کرو۔ زندگی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔''

ڈیانا کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا تھا۔ لیکن کیلی کی بات ماننی ہی تھی۔ وہ کپڑے لے کر باتھ روم میں چلی گئی۔

''جلدی..... جلدی کرو۔'' کیلی نے گھٹی گھٹی آواز میں پکارا۔

ڈیانا کپڑے بدل کر جلدی سے نکلی اور کیلی کے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل آئی۔ مگر اسے لگ رہا تھا کہ کیلی پاگل ہو گئی ہے..... اور خود وہ بھی۔

وہ لابی میں پہنچے تو کیلی کا ساتھ دینے کے لئے ڈیانا کو دوڑنا پڑ رہا تھا۔ ''مجھے کچھ بتاؤ بھی تو۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟''

باہر نکل کر کیلی نے ادھر ادھر دیکھا۔ ''وہ..... سڑک کے پار ایک پارک ہے نا۔ میں وہاں کچھ دیر بیٹھنا چاہتی ہوں۔''

ڈیانا بہت جز بز ہو رہی تھی۔ مگر وہ خاموشی سے کیلی کے پیچھے پیچھے پارک میں داخل ہو گئی۔ وہ دونوں ایک بینچ پر بیٹھ گئیں۔

''ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟'' ڈیانا نے پوچھا۔

اسی لمحے ہوٹل کے اندر زبردست دھماکہ ہوا۔ جہاں وہ بیٹھی تھیں، وہاں سے انہیں صاف دکھائی دیا۔ دھماکہ ہوٹل میں چوتھی منزل کے ایک کمرے میں ہوا تھا۔ کھلی ہوئی کھڑکی سے انہیں فضا میں اٹھتا ہوا ملبہ نظر آ رہا تھا۔

ڈیانا بے یقینی سے دیکھ رہی تھی..... اور وہ گنگ تھی۔ ''یہ..... یہ تو بم تھا۔'' چند لمحے بعد سنبھل کر اس نے کہا۔ اس کے لہجے میں دہشت تھی۔ ''اور دھماکہ ہمارے ہی کمرے میں ہوا ہے۔'' وہ کیلی کی طرف مڑی۔ ''تت..... تمہیں کیسے پتا چلا؟''

''وہ ہوٹل کی خادمہ.....!''

''کیا ہوا اسے؟'' ڈیانا کے لہجے میں الجھن تھی۔

''ہوٹل کی خادمائیں تین سو ڈالر قیمت کے مانولو بلاہنک جوتے نہیں پہنتیں۔'' کیلی نے سادگی سے کہا۔

(جاری ہے)